سلسلة خدمة الحديث النبوي 18

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اللھم صل علی سیدنا محمد وسلم

تالیف: قاضی ابوبکر احمد بن علی الاموی المروزی رحمہ اللہ (المتوفی 392ھ)

ترجمہ، تخریج و تشریح: حافظ محمد فہد حفظہ اللہ

نظرثانی: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر حفظہ اللہ

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ

پبلیکیشنز لاہور

فہرست

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعد!

حق و باطل اور صدق و کذب کی کشمکش ازل سے چلی آ رہی ہے۔ انبیاء ورسل حق کے مبلغ اور داعی تھے۔ ان کے مخالفین راہ حق سے برگشتہ کرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے۔ گمراہی وضلالت سے بچنے اور راہ ہدایت پر مستقیم رہنے کا ہر دور میں ایک ہی اصول اور ضابطہ رہا کہ اس وقت کے نبی و رسول کی اتباع وفرمانبرداری کی جائے۔ آخر میں خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے بھی وحی کی اتباع کو راہ حق پر قائم رہنے اور گمراہی سے تحفظ کا ضامن قرار دیا۔

دین اسلام کتاب وسنت کے مجموعے کا نام ہے۔ اہل اسلام کو اس پر عمل کی دعوت دی گئی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو قولاً وفعلاً وعملاً قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت وشرف سے نوازا اور ان کے ایمان کو نمونہ قرار دیا۔ دین و دنیا کے تمام امور کو کتاب وسنت کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ ہماری زندگی کے تمام معاملات کا حل اللہ اور اس کے رسول کے فرامین میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر اختلاف ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے اور اپنے اس مؤقف میں جذباتی نظر آئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی ایک آیت پڑھی۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائی تو عمر رضی اللہ عنہ قائل ہو گئے۔ خلافت وامارت کے سلسلہ میں اختلاف سامنے آیا، انصار نے خلافت کی آرزو کی، "الائمة من قريش" کے فرمان نبوی نے صحابہ کو ایک کر دیا اور خلعت خلافت قریش کے حصہ میں آئی۔

امت مسلمہ کے افتراق وانتشار کا سبب کتاب وسنت سے دوری ہے۔ نتیجتاً یہ خلیج بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ فی زمانہ ہر زبان میں قرآن کے تراجم وتفاسیر اور کتب احادیث کے مختلف زبانوں میں ترجموں نے ایک عام انسان کے لیے کتاب وسنت تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ اہل علم نے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق عوام الناس کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ "مسنــد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ اور احادیث کی علمی توضیح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے خوبصورت انداز میں شائع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست حافظ محمد فہد حفظہ اللہ (آف منڈی بہاؤ الدین) کو جنہوں نے اس عظیم کتاب کا سلیس ترجمہ ترجمانی کی صورت میں کر دیا تا کہ عربی زبان سے ناواقف لوگ اس سے کامل طور پر مستفید ہو سکیں، مزید

برآں علمی تخریج اور مفید حواشی نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں، اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کا علمی مقدمہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے۔ محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر حفظہ اللہ نے دن رات کی اَن تھک محنت سے اس پر نظر ثانی، تصحیح و تنقیح کا فریضہ انجام دیا۔

یہاں پر ہم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے شکر گزار ہیں جن کی کاوش سے یہ کام پایا تکمیل کو پہنچا۔ اور ایسے ہی ہم اپنے مربی اور عصر حاضر کی بہت بڑی شخصیت فضیلۃ الشیخ علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سر پرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللّٰہ أمثاله فی العالم.

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، ماسٹر الطاف، محمد عرفان، مشتاق احمد، وحید احمد، اختر علی، شوکت حیات، عندلیب شوکت۔ اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی اور مرزا ذاکر احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری و ساری ہے۔

جناب ابومؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہو رہی ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکل منصور احمد حفظہ اللہ کو دنیا و آخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ ہم مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ کے تحت ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے احسان مند بھی ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایسے حالات میں کتب حدیث کی اشاعت کر کے ہماری حوصلہ افزائی کی کہ جب ہم ہر طرف سے شکستہ دل لے کر مایوس ہو چکے تھے۔

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب اور ان کے ادارہ کے معاونین نے دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی، اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جا سکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ.

وکتبہ

ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

تقریظ

الحمد للّٰه والصلاة والسلام علٰی رسول اللّٰه، وبعد!

اللہ تعالیٰ کے ہم ناتواں بندوں پر بے پناہ احسانات ہیں، جنہیں بفحوائے قولہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل : 28) احاطۂ شمار میں لانا ہرگز ممکن نہیں، تمام سمندروں کی روشنائیاں اور درختوں کے قلم لکھتے لکھتے ختم ہوجائیں گے، لیکن اللہ رب العزت کی نعم عظیمہ اور آلائے متتالیہ کا شمار مکمل نہیں ہو سکے گا۔

ان احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ اس نے خود ہی ہماری شریعت بنائی اور ہمیں عطا فرمائی، شریعت سازی کا معاملہ ہماری ناقص عقلوں پر نہیں چھوڑا بلکہ خود بنا کر قرآن وحدیث کی صورت میں اپنے نبی برحق، اکرم الخلائق، سیّد ولد آدم محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے سے مکمل طور پر ہم تک پہنچا دی۔

دوسرا احسان یہ فرمایا کہ اس شریعت مطہرہ کو انتہائی آسان اور سہل رکھا، ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج : 78) اور "الدین یسر" سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ مزید برآں اس آسان دین پر چلنے کی آسانی بھی بتوفیقہ مرحمت فرما دی، کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى﴾ (اللیل: 7) ﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى﴾ (الاعلیٰ: 8)

رسول اللہ ﷺ کو منجانب اللہ یہ توفیق بھی مہیا ہوئی کہ آپ اس دنیا فانی سے تشریف لے جانے سے قبل دین کو مکمل طور پر نکھار اور روشن فرما چکے تھے: "تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ" رات اور دن کے فرق کی مانند، حق و باطل کے مابین ایک حد فاصل قائم فرما چکے تھے، اس دین میں کوئی خفاء یا غموض وابہام نہیں ہے، ہر چیز انتہائی نکھری ہوئی موجود ہے۔ فللّٰه الحمد والمنّة.

اللہ رب العزت کا ایک احسان عظیم یہ بھی ہے کہ اس نے اس دین کی قیامت تک کے لیے حفاظت کا وعدہ فرمالیا، بلکہ یہ حفاظت اپنے ذمہ لے لی:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾ (الحجر : 9)

ہمیں یقین کامل ہے کہ ہمارا دین قیامت تک محفوظ ومتمیز رہے گا، ایسا نکھرا ہوا کہ ملحدین ومبطلین کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے بالکل پاک اور صاف اور ان کے وارد کردہ مغالطات وشبہات سے قطعی محفوظ وسالم۔

حفاظت دین کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بے شمار راستے ہیں، مختلف طاقتوں کی صورت میں اَن گنت لشکر ہیں، جن

کا علم اسی کے پاس ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ﴾ (المدثر : 31)

اللہ تعالیٰ کے ان لشکریوں اور سپاہیوں میں ایک انتہائی اہم اور قابل ذکر جتھا علمائے ربانیین کا ہے، جنہیں راسخون فی العلم اور وارثانِ علوم نبوت ہونے کا شرف حاصل ہے، جو اپنی اعمار اور نفائس و انفاس کو رسول کریم ﷺ کی وراثت (قرآن و حدیث) کو سمیٹنے میں صرف کرتے ہیں اور اس عظیم مقصد کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں، انہیں دنیاوی مال و منال اور مناصب و مفاوض کی نہ تو کوئی تمنا ہوتی ہے اور نہ وہ کسی قسم کی بے فائدہ سعی اور مسابقت ہی میں اپنی جانیں کھپاتے ہیں۔

ان کی زندگی کے مقاصد جلیلہ اور اہدافِ نبیلہ میں سرفہرست رسول کریم ﷺ کے اس عظیم ورثے کی تطہیر و تنزیہ شامل ہے۔ دین حق میں کسی بدعت یا الحاد کے ادنیٰ سے عنصر کا تدخل بھی ان کے ناقابل برداشت ہے۔

حکمتِ الٰہیہ اس امر کی متقاضی ہے کہ علماءِ ربانیین و راسخین کی یہ جماعت ہر دور اور ہر مقام پر موجود رہی جو اہل باطل اور اہل الحاد کی بروقت گردن دبوچ سکے اور شریعت مطہرہ کو ان کے دسائس سے پاک صاف رکھ سکے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ خواب دکھایا گیا کہ وہ ایک پنکھے سے امام الانبیاء والاصفیاء ﷺ کو ہوا بھی پہنچا رہے ہیں اور موذی جانوروں کو بھی ہٹا رہے ہیں، جس کی تعبیر واضح تھی کہ آپ نبی ﷺ کے اس بابرکت دین کو ان موذی کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ بنانے کی سعی فرماتے رہیں گے، جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انتہائی کامیاب رہے گی، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کی جملہ کتب اسی حقیقت کی آئینہ دار ہیں اور صحیح بخاری کا تو ایک ایک ترجمۃ الباب (عنوان) کسی نہ کسی گمراہ فرقے پر ضرب کاری لگا رہا ہے۔ قدّس اللّٰہ روحه ورفع درجته فی أعلٰی علّیین .

امام بخاری رحمہ اللہ کے دور سے قبل بھی اور بعد بھی علمائے حق کی جماعتیں اسی فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہیں، اس عظیم خدمت کی ادائیگی جماعت اہل حدیث کا ایک نمایاں وصف ہے، ایک ایسا کارنامہ جو اہل الحدیث کا تمیز بھی ہے اور مایۂ صد افتخار بھی۔ ایک یہودی منافق عبداللہ بن سبا کے دیے ہوئے غلیظ اور خبیث انڈوں سے بہت سے چوزے برآمد ہو چکے تھے۔ کوئی جہمیہ کے روپ میں تو کوئی مشبّہ کی شکل میں تھا، کسی کا تعلق معتزلہ سے تھا تو کسی کا متکلمین سے، کوئی قدریہ کے نام سے تو کوئی جبریہ کے نام سے میدان میں اتر چکا تھا، خوارج و روافض بھی دین حق پر اپنے مسموم تیر برسانے میں مصروف عمل ہو چکے تھے۔

ان تمام فرق و احزاب کے طوفانِ بدتمیزی کے آگے بند باندھنے والے محدثین ہی تھے، یعنی اہل الحدیث کی وہ جماعت جن کے تاقیامِ قیامت موجود رہنے کی رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی، تاکہ دفاعِ دین کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے، یہ عجالہ تفصیل کا متحمل نہیں ہے، ورنہ اہل الحدیث کی زریں تاریخ سینکڑوں مثالیں پیش کرسکتی ہے جو باطل کی

سرکوبی اور دین کے دفاع پر منتج دکھائی دیں گی۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء .

ماضی قریب میں بہت سے اعیان واکابر موجود رہے جن میں محدثین کا یہ منہج بدرجہ اتم موجود رہا، اُدھر باطل نے کوئی خامہ فرسائی کی، اِدھر ان کا قلم سیال، ناطق حق بن کر حرکت میں آ گیا اور ان کے شبہات کے بیت عنکبوت کو تار تار کر دیا۔

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اور محدث دیارِ سندھ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے نام قابل ذکر ہیں، مزید برآں مجاہد ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی تحریری وتقریری محنتیں اور کاوشیں کون فراموش کرسکتا ہے، ان کی بیشتر مؤلفات طوائف منحرفہ کی تردید وتقنید پر مشتمل ہیں۔

زیر نظر کتاب ''مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ'' عظیم محدث امام ابوبکر احمد بن علی الاموی المروزی (ت۲۹۲ھ) کی تالیف لطیف ہے، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ایسا جوہر بے بدل ہیں جو تزکیہ وتربیت کا سامان پیدا کرتی ہیں۔ اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ ہمارے سینوں کو علم نافع (قرآن وحدیث) کے نور سے منور فرمائے، نیز عمل صالح کے اسباب کی ارزانی وفراہمی کا سبب بھی۔

اس کتاب میں مؤلف رحمہ اللہ نے صحابہ وتابعین کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کو اکٹھا کیا ہے۔ کتب مسانید وسنن اور معاجم کی طرح مؤلف نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کو بلاامتیاز اکٹھا کر دیا۔

اس مسند میں کل 143 روایات ہیں جن میں سے 140 مؤلف کی بیان کردہ ہیں۔ دو روایات ابواحمد بن المفسر راوی کتاب نے شامل کیں جبکہ آخری حدیث کا اضافہ ان کے علاوہ ہے۔ گویا اس مسند میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تمام مرویات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور کے سربراہان خصوصاً بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ اور ان کے جملہ معاونین و مساھمین مبارکباد کے حقدار ہیں جنھوں نے اس عظیم علمی تراث کو خوبصورت انداز میں شائع کیا، یہ اُردو دان طبقہ پر ایک عظیم احسان ہے۔ میں نے اس ترجمہ وتشریحات کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے، بحمد اللہ یہ کام انتہائی نافع اور مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام کر دے، اور ہم سب کی بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ اللہ رب العزت سے اپنی اور سب کی ہدایت اور ہدایت پر استقامت کے طلبگار ہیں۔

کتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

اگست 2019ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمُدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر بھیجا تو فرمایا:

﴿ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ (البقرة: 38)

''پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے، تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اولادِ آدم کی ہدایت کا یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، آپ اس سلسلہ ہدایت کی آخری کڑی اور آخری نبی ہیں، انبیاء ورسل کی بعثت و رسالت اس لیے ہوئی کہ اللہ کے حکم سے ان کی اتباع واطاعت ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ﴾ (النسآء: 64)

''اور ہم نے ہر رسول اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔''

اللہ تعالیٰ کو ماننا اور رسالت ونبوت کا انکار کرنا صریح کفر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ

بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾﴾ (النسآء: 150، 151)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کی رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کریں، یہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اقوام کی فوز وفلاح:

کسی بھی قوم کی فوز وفلاح اور اخروی کامرانی اپنے نبی کی اتباع پر موقوف ہے، اگر قوم والے اپنے نبی کی اتباع کرتے رہے تو دنیا وآخرت میں کامیاب ہوں گے، ورنہ ناکامی و نامرادی کا سامنا کرنا پڑے گا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں سیّدنا نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام کی دعوت کا بیان کیا تو ہر نبی اپنی قوم سے یہی کہتا دکھائی دیتا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝﴾ ''اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو۔''

اتمام حجت:

انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے سے مقصود اپنے بندوں پر اتمام حجت بھی ہے تاکہ کوئی عذر نہ کر سکے کہ ہمیں کسی نے خبردار نہیں کیا، اللہ کی معرفت نہیں کرائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝﴾ ''اور ہم اس وقت عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج دیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ﴾ (النسآء: 165)

''ہم نے خوشخبری دینے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کے آجانے کے بعد لوگوں کا کوئی عذر اللہ کے ہاں باقی نہ رہے۔''

انبیاء ورسل کا یہ کام ہر امت اور ہر زمانہ میں ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾﴾ (فاطر: 24)

''اور ہر امت میں ایک ڈرانے والا گزرا ہے۔''

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

سب سے آخر میں اللہ رب العزت نے ہمارے پیارے پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا، آپ کی

نبوت و رسالت عالمگیر اور قیامت تک کے لیے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾﴾ (الاعراف: 158)

''کہہ دیجیے! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور وہ (اللہ) کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، تم اللہ پر اور اس کے رسول نبی، امی پر ایمان لاؤ، جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے، اور تم اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾﴾ (سباء: 28)

''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبری رہنے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

وہ دانائے سبل، ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے وقت بے شمار دعائیں مانگیں ان میں سے ایک دعا مکہ والوں کے لیے کتاب وحکمت کی تعلیم کے لیے بھیجے جانے والے رسول کی تھی، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو اللہ نے یوں بیان فرمایا:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾﴾ (البقرة: 129)

''اے ہمارے رب! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو سب سے غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آخر الزمان پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما دیا۔

ع ہوئے پہلوئے آمنہ سے، ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جن اوصاف سے متصف رسول کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو انہیں اوصاف اور ذمہ داریوں کے ساتھ مبعوث فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴾ (الجمعة: 2)

''اسی نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو معلم کتاب وحکمت کے ساتھ ساتھ اپنی کتاب قرآن مجید کا مفسر ومبین بھی بنایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾

(النحل: 44)

''واضح دلائل اور کتابیں دے کر اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت اتاری، تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کردیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن سمجھنے میں مشکل پیش آتی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع فرماتے، اور آپ اس کی توضیح وتفسیر فرما دیتے، بلکہ آپ نے خود قرآن پر عمل کر کے اس کی عملی تفسیر بھی پیش کی۔ آپ کے اقوال وافعال اور تقریرات سے رہنمائی لینا اور ان کی روشنی میں قرآن کے مفہوم کا تعین کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (النحل: 64)

''اور ہم نے آپ پر اس لیے کتاب نازل کی تاکہ آپ ان کے لیے وہ بات واضح کردیں جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور ان لوگوں کی ہدایت اور رحمت کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔''

جب تک مسلمان اس آبِ حیات سے ایمان میں جان ڈالتے رہے، آپس میں متحد اور اخوت ومحبت کے پیکر رہے، مذہبی جھگڑوں اور فرقہ بندیوں سے ناآشنا تھے ع

تاجدار عالم بطحا کا جو فرمان تھا!
کچھ نہ تھا اس کے سوا سنت تھی یا قرآن تھا
جب تلک یہ دین مسلمانوں کا حرزِ جان تھا
ان دنوں اقبال ان کے در پہ اِک دربان تھا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا تو اس کے معنی ومفہوم کو بھی محفوظ کیا اور اس کی تبیین وتفسیر کو بھی خود ہی بیان فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝﴾ (القيامة: 16تا 19)

''بے شک اس کو جمع کرنا اور اس کا آپ کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے، جب ہم پڑھیں تو آپ اس پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اسے واضح کرنا بھی ہمارے ذمے ہے۔''

آپ ﷺ کی زبان اقدس سے تبیین قرآن کے سلسلہ میں جو بھی ارشاد ہوتا، وہ وحی الٰہی سے ہوتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم: 3، 4)

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن مجید کو نازل کیا، اسی طرح حکمت، حدیث وسنت کو بھی نازل کیا، ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝﴾ (النسآء: 113)

''اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت کو نازل فرمایا، اور آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔''

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

''نبی اکرم ﷺ اگرچہ اللہ کے بندے تھے لیکن ان کا فرمان اللہ کا فرمان تھا۔''

قرآن مجید کو اسی حکمت (حدیث) کے ذریعے ہی کلام الٰہی مانا اور تسلیم کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اولاد آدم کے پاس کوئی ذریعہ وسبب نہیں جس کی بنیاد پر قرآن کو اللہ کا کلام مان لیں، اس حکمت وحدیث سے رسالت محمدیہ ﷺ

تسلیم کی گئی، اگر حکمت و حدیث پر ایمان واتقان نہ ہو تو قرآن کے ساتھ رسالت کا انکار بھی لازم آتا ہے، اس لیے حدیث کو ماننا اس پر ایمان رکھنا اور اس کو حرز جاں بنانا ہر بندہ و بشر کی فوز وفلاح کے لیے ضروری ہے۔

حدیث رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت:

جو انسان محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے صحیح حدیث رسول ﷺ کو تسلیم کرنا از بس ضروری ہے کیونکہ رسول ﷺ وہی کہتے جو حکم الٰہی ہوتا، اسی کام کا حکم دیتے جو اللہ کی طرف سے دیا جاتا اور اسی سے روکتے جس سے اللہ تعالیٰ منع فرماتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر: 7)

''اور رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔''

اس آیت میں حدیث رسول ﷺ کو مستقل شرعی قانون کی حیثیت دی گئی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرامین مستقل حجت، شرعی دلیل ہیں اسی طرح احادیث نبوی بھی ہیں، لہٰذا جو حکم بھی صحیح حدیث سے ثابت ہو واجب العمل ہے، قرآن کے اس حکم کو حدیث میں بھی بیان کیا گیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ .)) ❶

''مجھے اس وقت تک رہنے دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، کیونکہ تم سے پہلے لوگ انبیاء سے (بکثرت) سوال کرنے اور انبیاء سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اسے حسب طاقت بجالاؤ۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فہم بھی اسی بات کی تائید و تصدیق کرتا ہے کہ حدیث رسول ﷺ اسلامی قانون، مستقل حجت اور دلیل ہے، آپ کا فرمان درحقیقت فرمان الٰہی ہے۔ چنانچہ ان کے شاگرد جلیل القدر تابعی علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا:

❶ صحيح بخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله، رقم: 7288.

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِّمَاتِ، وَ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ.))

''اللہ کی ان عورتوں پر لعنت ہے، جو جلد میں ٹیٹو بنانے اور بنوانے والی ہیں، اور جو چہرے کے بال اکھاڑنے والی ہیں اور جو خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فاصلہ بنانے والی ہیں، یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی ہیں۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات بنو اسد قبیلہ کی ایک عورت کو پہنچی تو وہ ان کے پاس آ کر کہنے لگی: ''مجھے معلوم ہوا ہے آپ نے فلاں فلاں کام کرنے والی عورتوں پہ لعنت بھیجی ہے تو انہوں نے اس عورت سے کہا: "وَمَالِیْ لَاالْعَنُ مَنْ لَعَنَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَنْ هُوَ فِی كِتَابِهٖ"...... ''میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے، اور جس کا ذکر اللہ کی کتاب میں بھی ہے۔'' اس عورت نے کہا: میں نے دو تختیوں کے درمیان موجود سارا قرآن پڑھا مگر مجھے آپ کی کہی بات نہیں ملی، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم قرآن (کما حقہ) پڑھتی تو تمہیں یہ بات ضرور مل جاتی کیا تم نے یہ نہیں پڑھا:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر : 7)

''اور رسول جو تمہیں دے لے لو اور جس سے روکیں باز آ جاؤ۔''

اس عورت نے کہا کیوں نہیں یہ بات تو پڑھی ہے، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔

اس عورت نے کہا: میرے خیال میں آپ کی بیوی یہ کام کرتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جاؤ اور دیکھ لو۔''

جناب علقمہ کہتے ہیں: وہ عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر گئی، جا کر دیکھا، لیکن اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ (میری بیوی) ایسی ہوتی میرے ساتھ نہ رہتی۔ [1]

قرون اولیٰ کے تمام مسلمان اس بات پر متفق رہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ہر شعبہ میں شریعت اسلامی کا دوسرا اہم ترین مرجع ہے اور اس کی اتباع مطلقاً واجب ہے خواہ اس میں بیان کردہ حکم قرآن میں ہو یا نہ ہو کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۝﴾ (النسآء: 79، 80)

---

[1] صحيح بخاری، التفسير، باب وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا، رقم: 4886.

''اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ گواہ کافی ہے، جو رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

معلوم ہوا رسول کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے اور اگر صرف قرآن کافی ہوتا، حدیث رسول کی ضرورت و اہمیت یا اس کی دین اسلام میں حیثیت نہ ہوتی تو قرآن میں اللہ تعالیٰ بار بار ''اطیعو الرسول'' اور رسول کی اطاعت کرو نہ فرماتے، بیسیوں مقامات پر ''اطیعو الرسول'' کا کلمہ حدیث رسول کی تشریعی حیثیت کو متعین کرتا ہے کہ کتاب ہدایت کی دعوت کو سمجھنے کے لیے حدیث رسول کی طرف رجوع کرو۔ آپ ﷺ کی زندگی، آپ کے کردار سے رہنمائی حاصل کرو کیونکہ اس کے بغیر قرآن مجید، دین اسلام کو سمجھنا ناممکن ہے۔

کسی عربی شاعر نے کیا خوب بات کہی:

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاَهْلِهٖ
اِذَا مَا وَجِیَ اللَّیْلُ اَلْبَهِیْمُ وَاَظْلَمَا

''روشنی تو صرف اور صرف حدیث رسول ﷺ میں اور حدیث والوں پر ہے، باقی تو صرف ظلمت و گہرا اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔''

وَمَنْ تَرَكَ الْاٰثَارَ ضَلَّلَ سَعْيَهٗ
وَهَلْ يَتْرُكُ الْاٰثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا

''اور جس نے احادیث کو چھوڑا اس نے اپنے سب اعمال برباد کر دیئے، اور کیا کوئی مسلمان احادیث کو چھوڑ سکتا ہے؟''

حدیث حجت ہے خواہ متواتر ہو یا احاد:

صحیح حدیث حجت و دلیل اور واجب العمل ہے، بعض لوگ خبر واحد کی حجیت کے انکاری ہیں حالانکہ قرآن وحدیث میں ایسے بیسیوں دلائل موجود ہیں جو خبر واحد کی حجیت اور اس کے واجب الاتباع ہونے پر دلالت کرتے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ایک بندہ قتل ہو گیا، مقتول قوم فرعون سے تھا، دربار فرعون میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے خبر واحد پر یقین و اعتماد کیا، اور اس علاقہ سے ہجرت کر گئے، اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن میں بیان کیا، فرمایا:

﴿ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ ﴾

(القصص: 20، 21)

''اور ایک آدمی شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے موسیٰ! (قوم فرعون کے) سردار تیرے بارے مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں، آپ (اس علاقہ سے) نکل جائیں میں آپ کے خیر خواہوں سے ہوں، آپ ڈرتے ہوئے اس سے نکل پڑے، اور انتظار کرتے تھے۔ کہا: اے میرے رب! مجھے ان ظالم لوگوں سے بچالے۔''

سورۂ یٰسین میں بھی اللہ رب العزت نے ایک توحید و رسالت کے قائل موحد انسان کی دعوت توحید کا بیان کیا، فرمایا:

﴿ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ ﴾ (یٰسٓ: 20)

''اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا: اے قوم والو! رسولوں کی پیروی کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی میں انتہائی اہم امور میں ایک صحابی پر اعتماد خبر واحد کی حجت اور یقینی وقطعی دلیل ہونے پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عیسائیوں کے بادشاہ روم کے فرمانروا ہرقل کی طرف دعوت اسلام کا خط بھیجا تو اس خط کو لے کر جانے والے سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبا میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے ایک صحابی کے آگاہ کرنے پر دورانِ نماز اپنے رخ شام سے کعبہ کی طرف کر لیے۔ [2]

صحیح خبر واحد، عقائد، عبادات، معاملات الغرض ہر مسئلہ میں قبول کرنا ضروری ہے، اس کا انکار حدیث رسول کا انکار ہے اور یہ کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

فہم قرآن اور حدیث رسول ﷺ:

حدیث رسول ﷺ کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے، قرآن میں ایسے بے شمار احکامات ہیں جن کی توضیح حدیث کرتی ہے، مثلاً قرآن میں تحویل قبلہ کے احکامات بیان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ رخ ہو کر نماز ادا کرنے کا حکم دیا کعبہ کے قبلہ بنائے جانے سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ کونسا تھا؟ قرآن اس بارے خاموش ہے اور یہ بات حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلے مسجد اقصیٰ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ تھا، اسی طرح اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح بخاری، رقم: 7.

[2] صحيح بخاری، رقم: 1403، صحيح مسلم، رقم: 526.

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾ (البقرة: 197)

''اور حج کے مہینے معلوم ہیں۔''

یہ مہینے کون سے ہیں؟ جن میں حج ہے، قرآن اس بارے خاموش ہے، مہینوں کی تعداد سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آسمان وزمین کی تخلیق سے مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں ہے اوران میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (التوبہ: ۳۶)

یہ بارہ ماہ کون سے ہیں؟ ان کے نام کیا ہیں؟ حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں؟ قرآن اس بارے میں خاموش ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کا قرآن میں ذکر آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ﴾ (التوبة: 40)

''جب وہ دونوں غار میں تھے۔''

یہ غار کون سی تھی اور جو غار میں تھے وہ دونوں کون تھے؟ قرآن میں نہ غار کا نام ہے اور نہ غار والوں کے ناموں کا بیان ہے۔ غزوۂ تبوک سے تین صحابہ پیچھے رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ﴾ (التوبة: 118)

''ان تین افراد پر جو پیچھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ جب ان پر زمین تنگ ہوگئی باوجود اس کے کہ فراخ تھی۔''

ان تین شخصیتوں کے نام کیا تھے؟ ان پر یہ تنگی کیوں آئی اور کہاں آئی؟ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ملتا، ایسی بیسیوں مثالیں ہیں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ قرآن دانی حدیث رسول کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا ان دونوں چشموں سے بیک وقت سیراب ہوکر ہی اسلام کی صحیح تصویر لی جاسکتی ہے:

وَقَدْ اَحْكَمَ اللّٰهُ اٰيَاتَهٗ
وَكَانَ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ دَلِيْلًا
وَاَوْضَحَ لِلْمُسْلِمِيْنَ السَّبِيْلَ
فَلَا تَتَّبِعَنَّ سِوَاهَا سَبِيْلًا

''اللہ نے اپنی آیات کو بیان فرما دیا، اور رسول اللہ ﷺ اس پر دلیل ہیں، آپ نے مسلمانوں کے لیے سیدھے راستے کو واضح کیا، لہٰذا اس راہ رسول کے سوا کسی اور راستے پر مت چلیں۔''

روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
نور عمل ہے اسوۂ خیر الانام (ﷺ) میں

حدیث رسول سے انحراف:

حدیث رسول سے انحراف کی سزا جہنم اور رسوا کن عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ؈﴾ (الفتح : 17)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اس کو ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو اس سے منہ موڑے وہ اسے دردناک عذاب دے گا۔''

سورۂ نور میں فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؊﴾

(النور: 63)

''رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی آزمائش سے دوچار ہو جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ آ جائے۔''

معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم، آپ کی حدیث سے انحراف اور اس کی مخالفت کا انجام دنیا و آخرت میں انتہائی عبرت ناک اور برا ہے۔

حدیث رسول کی مخالفت گمراہی ہے:

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری راہ راست اور صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل ہے اور اس کی مخالفت کھلی گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؆ؕ﴾ (الاحزاب: 36)

''جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے اپنے معاملہ میں کسی طرح کے اختیار کو استعمال کرنے کا حق باقی نہیں رہتا، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلم کھلا گمراہ ہوا۔''

معلوم ہوا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فیصلہ آ جانے کے بعد کسی مسلمان کے لیے اپنا اختیار استعمال کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کے مقابل کسی قیاس، رائے یا قول و اقوال کی بھی کوئی حیثیت نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ (النسآء: 65)

''تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا تسلیم کر لیں جس میں ان کے درمیان جھگڑا ہوا پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں، جو آپ فیصلہ کریں اس کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔''

جولوگ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ہیں وہ گمراہی سے محفوظ رہیں گے کیونکہ گمراہی وضلالت سے بچنا صرف قرآن وحدیث سے تمسک پر ہی منحصر ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنِّـیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّو بَعْدَهُمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰی يَرِدَ اعَلَیَّ الْحَوْضَ .)) ❶

''بے شک میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں: تم ان دونوں کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں گی۔''

محمد صلی اللہ علیہ وسلم حامی دین، ماحی کفر و ضلالت ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم شمع ایمان مشعل راہ ہدایت ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیث رسول سے انتہاء درجہ کا شغف تھا، اس کی معمولی سی مخالفت بھی گوارا نہیں کرتے تھے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی بھی قسم کے قول وفعل کو سخت ناپسند کرتے، ہر مسئلہ میں حدیث رسول سے رہنمائی لیتے، ہر طرح کی مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر حدیث وسنت پر عمل کرتے اور اس کے برعکس چلنا گمراہی خیال کرتے تھے۔

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مال فی کو بطور وراثت تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

((لَسْـتُ تَـارِكًـا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَـعْـمَـلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّی أَخْشَی إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ)) ❷

''میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل پیرا رہے مگر میں بھی اس پر اسی طرح عمل

---

❶ مستدرك حاكم، رقم: 319، سلسلة الصحيحة، رقم: 161.

❷ صحيح بخاری، فرض الخمس، باب فرض الخمس، رقم: 3093، صحيح مسلم، الجهاد والسير، باب قول النبی ﷺ لا نورث ما تركنا...... الخ، رقم: 1759.

کروں گا، اگر میں نے آپ کے حکم میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو مجھے خدشہ ہے، میں گمراہ ہو جاؤں گا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سنت کی پیروی کی ترغیب دلا رہے تھے تو انہوں نے فرمایا:

((لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ .)) ❶

''اور اگر تم اپنے نبی کی سنت (حدیث) کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

حدیث رسول کے مقابل آراء کی حیثیت:

صحیح حدیث واجب الاتباع ہے، کسی حدیث کا صحیح ثابت ہو جانا اس پر عمل کے لیے کافی ہے، اگر چہ اس پر کسی امام، مجتہد یا محدث نے عمل نہ بھی کیا ہو۔ کسی بھی حدیث کے خلاف قیاس کرنا یا اجماع کا دعویٰ درست نہیں حدیث ہر صورت مقدم و محترم ہے، اس کے مقابل کسی کی آراء کی کوئی حیثیت نہیں، امت کے سلف کا یہی عقیدہ تھا اور اسی میں خیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ (النسآء: 115)

''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، ہدایت کے خوب واضح ہو جانے کے بعد اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث و شریعت کے مقابل کسی صحابی کی بات کو قبول کرنا بھی گمراہی خیال کرتے تھے۔

ہزیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی وراثت سے متعلق مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: بیٹی کے لیے نصف اور بہن کے لیے بھی نصف ہے، پھر انہوں نے سائل سے کہا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ بھی اس مسئلہ میں میری موافقت کریں گے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہی مسئلہ پوچھا گیا اور ساتھ انہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بات بھی بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا:

((لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ، أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلابْنَةِ النِّصْفُ ، وَلِابْنَةِ ابْنِ السُّدُسُ ، تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ .))

''اگر میں ایسا فتویٰ دوں تو یقیناً میں گمراہ ہو گیا اور سیدھے راستے سے بھٹک گیا، میں اس سے متعلق وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ بیٹی کے لیے نصف ہے، دو تہائی پورا کرنے کے لیے پوتی کا چھٹا حصہ

❶ صحيح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم : 654.

ہے، اور جو باقی بچ جائے وہ بہن کے لیے ہے۔''

سلف صالحین احادیث کے مقابل آراء پیش کرنے والوں سے سختی سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((أَمَا تَخَافُوْنَ أَنْ تُعَذَّبُوْا أَوْ يُخْسَفَ بِكُمْ أَنْ تَقُوْلُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ فُلَانٌ)). ❶

''کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے یا اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ تم کو زمین میں دھنسا دے کہ تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور فلاں نے کہا۔''

جلیل القدر تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کسی آدمی کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنائی اور اس نے کہا، فلاں ایسے اور ایسے کہتا ہے تو ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

((أُحَدِّثُكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَقُوْلُ قَالَ فُلَانٌ، لَا أُكَلِّمُكَ اَبَدًا.)) ❷

''میں تجھے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے فلاں نے یوں کہا، میں تجھ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔''

سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے ایک شخص کو عصر کے بعد اکثر نماز پڑھتے دیکھا، انہوں نے اس کو روکا تو وہ کہنے لگا: اے ابومحمد! کیا مجھے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ عذاب دیں گے؟ تو انہوں نے کہا:

((لَا وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ اللّٰهُ بِخَلَافِ السُّنَّةِ.)) ❸

''نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت پر تجھے ضرور عذاب دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل الحدیث کو اس شرف وعزت سے نوازا ہے کہ انہوں نے حدیث رسول کو سینے سے لگایا، اس سے قلوب و اذہان کو منور کیا، اور اس پر عمل کے لیے کوشاں ہیں، کسی شخصیت ذات کو محمد رسول اللہ ﷺ سے بالا و برتر نہیں سمجھتے۔ حدیث رسول کی اتباع میں لیت ولعل سے کام نہیں لیتے۔ حیلوں و بہانوں سے سنت پر عمل نہ کرنے کی راہیں پیدا نہیں کرتے۔ کسی بزرگ اور بڑے کی بات اور رائے کو حدیث کے مقابل حجت و دلیل تسلیم نہیں کرتے ہیں ؏

ما اہلحدیثیم دغا را نہ شناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

❶ سنن دارمی، رقم: 445، جامع بیان العلم لابن عبدالبر، رقم: 2095، 2099.

❷ سنن دارمی، رقم: 455. ❸ سنن دارمی، رقم: 450.

''ہم اہل حدیث ہیں، دھوکا نہیں جانتے، صد شکر کہ ہمارے مذہب میں حیلہ سازی اور فنکاری نہیں ہے۔''

کتابت حدیث:

علمائے حدیث نے علم حدیث کی حفاظت کے لیے لازوال قربانیاں پیش کیں، ان کی خدمات کو اپنوں کے علاوہ اغیار نے بھی خوب خراج تحسین پیش کیا، اس علم کو محفوظ بنانے کی خاطر راویانِ حدیث کے لیے کڑی شرائط متعین کیں، ضبط الصدر اور ضبط الکتاب سے دوسروں تک اس کی ترویج وتبلیغ کی، اس راہ میں آنے والے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کی، غریب الوطنی برداشت کی، جانی، مالی قربانیاں دے کر خاتم النّبیین ﷺ کے فرمودات کو امت کے لیے محفوظ کیا۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

محدثین، آئمہ دین کی ان خدمات جلیلہ کے باوجود حدیث رسول ﷺ کا انکار کرنے والوں نے احادیث کے انکار کے سلسلہ میں اعتراضات کیے، ان میں سے اہم ترین اعتراض جس کو سب سے زیادہ مقبولیت ملی اور زبان زد عام ہوا یہ تھا کہ احادیث کے غیر معتبر ہونے کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ ان کی کتابت رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے دو اڑھائی سال بعد عمل میں آئی لہٰذا ان پر اعتماد کرنا ناممکن ہے، تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور سے لے کر ہر دور میں احادیث لکھی گئیں مگر مدوّن نہیں ہوئیں، جیسا کہ حسب ذیل دلائل اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

عہد نبوی میں کتابت حدیث:

عہد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اچھی خاصی تعداد لکھنا پڑھنا جانتی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے حسب ضرورت مختلف قبائل سے تحریری معاہدے کیے، سرکاری احکامات اور دینی مسائل لکھوائے، مختلف علاقوں کے سربراہوں کو خطوط کے ذریعے اسلام کی دعوت دی ان سب باتوں کا تفصیلاً کتب احادیث میں ذکر موجود ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنے والا نہ تھا سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ ❶

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مسلمانوں کی مردم شماری کی گئی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ .)) ❷

''ہم نے آپ کو پندرہ سو افراد لکھ کر دیئے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس رسول ﷺ کے زمانہ مبارک میں آپ علیہ السلام کے لکھوائے ہوئے احکامات پر مشتمل ایک

❶ صحيح بخاری، رقم: 113.
❷ صحيح بخاری، رقم: 3060.

صحیفہ تھا۔ ❶

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا تو یمنی صحابی ابو شاہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر وہ خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو انہیں لکھ کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ ❷

حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہونے والا معاہدہ بھی تحریر کیا گیا تھا۔ ❸

عہد صحابہ و تابعین اور کتابت حدیث:

جس مبارک کام کا آغاز عہد رسالت میں ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس میں بہتری آئی اور کاتبین حدیث کی تعداد میں اضافہ ہو گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث رسول بیان کرتے اور تابعین عظام ان کو لکھ لیتے۔

بشیر بن نہیک بیان کرتے ہیں:

((كُنْتُ اَكْتُبُ مَا اَسْمَعُ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُفَارِقَهُ اَتَيْتُهُ بِكِتَابِهِ فَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: هَذَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ: نَعَمْ .)) ❹

''میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو سنتا لکھ لیتا تھا، جب میں نے ان سے جدا ہونا چاہا تو ان کے پاس اپنی کتاب لے کر آیا اور اس کو انہیں پڑھ کر سنایا، اور میں نے عرض کیا، یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے آپ سے سنیں، تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔''

سعید بن جبیر بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث سن کر لکھ لیتے تھے۔ ❺

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے فرض صدقات کے مسائل پر مشتمل کتاب لکھ کر بحرین کی طرف بھیجی۔ ❻

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو خط لکھا کہ تمہارے نزدیک جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کو اور عمرہ کی احادیث کو مجھے لکھ بھیجو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ❼

عہد تبع تابعین اور تدوین حدیث:

تبع تابعین رحمہم اللہ کا دور تدوین حدیث کا دور ہے، ان کے دور میں بے شمار کتب احادیث تالیف ہوئیں، جن میں

❶ صحيح بخاري، رقم: 3170. ❷ صحيح بخاري، رقم: ٢٤٣٤.

❸ صحيح بخاري، رقم: 4180، 4181.

❹ سنن دارمي، رقم: 511، مصنف ابن ابي شيبه: 50/9.

❺ سنن دارمي، رقم: 516، مصنف ابن ابي شيبه: 51/9.

❻ صحيح بخاري، رقم: 1454. ❼ سنن دارمي، رقم: 504، صحيح بخاري، قبل الحديث: 100.

سے موطا امام مالک، کتاب الزہد لابن المبارک، مسند عبداللہ بن مبارک، کتاب الزہد از امام وکیع بن جراح، وغیرہ ہیں۔ تبع تابعین کے دور کے بعد اس کثرت سے احادیث کے مجموعے تیار ہوئے جن کا شمار بے حد مشکل ہے:

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

اقسام کتب احادیث:

آئمہ محدثین کے ہاں احادیث کے مجموعوں کی عمومی تقسیم درج ذیل ہے۔

(1) کتب صحاح:...... وہ کتب جو صحیح احادیث کا مجموعہ ہیں یا ان کے مؤلفین نے اپنی کتب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا، مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ۔

(2) جامع:...... ہر وہ کتاب جامع ہے جس میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً: عقائد، احکام، زہد والرقاق، کھانے پینے کے آداب، سفر، قیام وقعود کے مسائل، تفسیر، تاریخ و سیر، فتن، مناقب جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی الجامع الصحیح اور امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع۔

(3) سنن:...... جس کتاب میں عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی ترتیب وتبویب سے جمع کی گئی ہوں، جیسے سنن ابوداود، سنن نسائی وغیرہ۔

(4) مسند:...... جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ حدیث کی صحت وتحسین کا لحاظ رکھے بغیر جمع کیا گیا ہو، جیسے مسند احمد، مسند حمیدی وغیرہ۔

(5) معجم:...... جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے شیوخ کی احادیث جمع کرے ایسی کتب میں عموماً حروف تہجی کی ترتیب ہوتی ہے، جیسا کہ امام طبرانی رحمہ اللہ کی معاجم ثلاثہ ہیں۔

(6) مستدرک:...... جس کتاب میں مصنف کسی دوسرے محدث کی شرائط کے مطابق احادیث جمع کرے لیکن اس کی کتاب میں وہ احادیث نہ ہوں، جیسا کہ امام حاکم رحمہ اللہ کی مشہور ومعروف کتاب "مستدرك على الصحيحين" ہے۔

(7) مستخرج:...... جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کرے، جیسا کہ مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری اور مستخرج ابی عوانہ علی صحیح مسلم۔

(8) جزء:...... وہ کتابچہ جس میں کسی ایک راوی کی روایات یا ایک موضوع سے متعلق روایات اکٹھی کی گئی ہوں، جیسے جزء رفع الیدین وجزء القراۃ للبخاری وغیرہ۔

(9) اربعین:...... جس کتاب میں کسی خاص موضوع یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں۔ مثلاً

اربعین نووی وغیرہ۔

(10) الاطرف:...... ایسی کتاب جس میں حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرنے والا ہو اور اس کی اسانید یا مکمل طور پر احاطہ کرتے ہوئے یا مخصوص کتب کے ساتھ مقید کرتے ہوئے اکٹھی کر دی گئی ہوں، جیسا کہ حافظ ابوالحجاج مزی کی تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ہے۔

(11) العلل:...... وہ کتب جو معلول روایات کا ان کی علتوں کی وضاحت کے ساتھ احاطہ کیے ہوئے ہوں، امام احمد، امام دارقطنی اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ وغیرہ ان آئمہ میں سے ہیں جنہوں نے علل الحدیث پر کتب لکھیں۔

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

اس کتاب کو مؤلف ابوبکر احمد بن علی بن سعید القاضی المروزی سے ابواحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ ابن المفسر نے روایت کیا اور ان سے ابوالقاسم علی بن محمد بن علی الفارسی بیان کرتے ہیں۔ ابوالقاسم سے بیان کرنے والے کئی ہیں۔

اس کتاب میں مؤلف رحمہ اللہ نے صحابہ و تابعین کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کو اکٹھا کیا ہے۔ کتب مسانید وسنن اور معاجم کی طرح مؤلف نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کو بلا امتیاز اکٹھا کر دیا۔

اس مسند میں کل 143 روایات ہیں جن میں سے 140 مؤلف کی بیان کردہ ہیں۔ دو روایات ابواحمد بن المفسر راوی کتاب نے شامل کیں جبکہ آخری حدیث کا اضافہ ان کے علاوہ ہے۔ گویا اس مسند میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تمام مرویات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ [1]

کچھ ترجمہ اور فوائد سے متعلق:

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ترجمہ وفوائد کے سلسلہ میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے:

1. ترجمہ کرتے وقت ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ عام فہم اور آسان ہے۔
2. ہر حدیث کے تحت فوائد کا اندراج کیا گیا ہے۔
3. فوائد درج کرتے وقت کوشش رہی حدیث میں موجود اہم امور کو کتاب وسنت کی روشنی میں واضح کیا جاسکے۔
4. اگر ایک متن دو مختلف سندوں سے بیان ہوا ہے تو صرف ایک ہی جگہ فوائد کا اندراج ہے۔
5. فوائد میں درج کتاب وسنت کے دلائل کو اصل کتب کا حوالہ دے کر بیان کر دیا ہے۔
6. فوائد میں درج شدہ احادیث کی تصحیح وتحسین کے سلسلہ میں آئمہ محدثین، شیخ البانی رحمہ اللہ پر اعتماد کیا ہے۔
7. احادیث کی تحقیق وتخریج بھی کر دی گئی ہے۔

---

[1] سير أعلام النبلاء، تذكرة الحفاظ ، تهذيب التهذيب .

8 احادیث کی تحقیق کے سلسلہ میں شیخ شعیب الارنووط کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے اسی کو نقل کر دیا ہے۔ جہاں کسی دوسرے محقق کی تحقیق ذکر ہوئی اس محقق کا نام لکھ کر اس کو بیان کیا ہے۔

میں تہ دل سے شکر گزار ہوں انتہائی مخلص و مہربان اور قریبی دوست حافظ محمد فہد آف منڈی بہاؤ الدین کا جن کے قلم سے یہ سب کچھ منظر عام پر آیا، اللہ رب العزت حافظ صاحب کو دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب کرے اور انہیں دنیا و آخرت کی عزت اور فوز و فلاح کا حق دار بنائے۔ کتاب پر نظر ثانی میرے محسن، مربی اور میرے ایم فل کے نگران اعلیٰ استادِ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے فرمائی، اللہ تعالیٰ استادِ محترم کا ظلِ عاطفت دراز فرما کر خدمتِ اسلام کا مزید کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

واجب الاحترام فضیلۃ الشیخ، محدث العصر عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ (سرپرست ادارہ) نے اپنی شدید گوناگوں مصروفیات کے باوجود دینی فریضہ سمجھتے ہوئے مسودہ کو چیک کیا اور انتہائی قیمتی تقریظ تحریر فرمائی۔ مجھے اپنے مربی اور محسن ولی کامل بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جو اشاعتِ حدیث کے لیے بڑی محنت اور خلوص سے مسلسل کام کر رہے ہیں۔

اگر کہیں کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ ربّ العزت کا فضل و کرم ہے اور اگر کہیں خطا و نسیان ہے تو انسانی علمی کوتاہی کا نتیجہ ہے، امید کرتا ہوں اہل علم اصلاح فرمائیں گے۔

وَاِنْ تَجِدْ عَيْبًا فَسُدَّ الْخَلَلَا
جَلَّ مَنْ لَا عَيْبَ فِيْهِ وَعَلَا

''اگر آپ کوئی نقص پائیں تو اس عیب وخلل کو دور فرمادیں، بلند و بالا ہے وہ ذات جس میں کوئی عیب نہیں۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لیے مفید بنائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ اور اسے میری نجات کا ذریعہ و سبب بنائے۔ میرے والدین، اساتذہ اور اعزہ و اقارب کی مغفرت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

کتبہ

حافظ حامد محمود الخضری

خادم: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

لاہور، پاکستان

مصنف کے حالات زندگی

(از: حافظ حامد محمود الخضری)

آپ کا نام ونسب:

الامام الحافظ القاضی ابوبکر احمد بن علی بن سعید بن ابراہیم الاموی المروزی ہے۔

ولادت:

آپ 202ھ میں پیدا ہوئے۔

مسکن ورحلت علمی:

آپ کا مسکن محدثین وفقہاء کا علاقہ ہے۔ آپ خراسان کے شہر ''مرو'' سے تعلق رکھتے تھے۔ دیگر آئمہ محدثین کی طرح اطراف واکناف کے علمی اسفار کیے اور علم حدیث کو خاص طور سے اپنا موضوع بنایا۔

اساتذہ:

آپ نے اپنے عہد کے کبار فقہاء محدثین سے تحصیل علم کیا آپ کے مشہور اساتذہ میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) امام الائمہ امام احمد بن حنبل، زہیر بن حرب خیثمہ نسائی، امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین، محمد بن العلاء الھمدانی اپنے وقت کے حدیث اور علل کے عالم امام علی بن عبداللہ بن جعفر السعدی المدینی البصری، حافظ محمد بن الحسین بن ابراہیم العامری، صاحب المصنف امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشار بن عثمان البصری اور عمرو بن محمد بن بکیر ابوعثمان البغدادی رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

تلامذہ:

آپ نے طویل عمر پائی۔ اہل علم وفضل میں شرف وعزت کی وجہ سے خلق کثیر کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں سے سنن نسائی کے مؤلف امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، معجم الصغیر، اوسط اور کبیر کے مؤلف امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، محدث شام امام ابوالحسن احمد بن عمیر بن یوسف، مسند ابی عوانہ کے مؤلف محدث کبیر امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیساپوری اور ابوبکر احمد بن عبید بن اُحمد الصفار الرعینی

الحمصی رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

اہل علم کے ہاں علمی مقام:

امام نسائی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی نے کہا: ان کا شمار کبار علماء اور ثقات المحدثین میں ہوتا ہے، صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔

حافظ ابن حجر نے "تهـذيـب التهـذيب" میں کہا: فاضل تھے، اُن کی بہت ساری تصانیف ہیں، مثلاً: كتاب العلم، كتاب الجمعة، مسند أبوبكر، مسند عثمان، مسند عائشه وغیرہ۔

انھوں نے بہت سارے اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا، حمص کے قاضی بنے اور دمشق میں ابوزرعہ محمد بن عثمان کے نائب تھے۔

وفات:

انھوں نے نوے سال سے زیادہ عمر پائی، 15 ذی الحج 292ھ کو وفات پائی۔ رحمه الله رحمةً واسعةً.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(از: حافظ محمد فہد، منڈی بہاؤ الدین)

ہر دور میں عالی ہمت، شان وعظمت والی عبقری شخصیات ہوئیں جنہوں نے تاریخ عالم پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ ان کے اخلاق وکردار سے انسانیت نے روشنی پائی۔ ان کی استقامت وعزیمت آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنی۔ ان کی سیرت وکردار کا مطالعہ دل میں فخر وانبساط کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اس ہراول دستے کے سالار اور میر کارواں ہیں۔ قدرت نے آپ کی فطرت میں ایسی خوبیاں ودیعت کر رکھی تھیں جو کسی اور کے حصہ میں نہ آئیں۔ آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ بصیرت وتدبر، وفاداری وفداکاری، ایثار وقربانی کی مجسم تصویر تھے۔ ہر وہ خوبی جو کسی انسان کو ثریٰ سے ثریا تک پہنچا سکے آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

نام ونسب اور کنیت:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب۔ آپ کا مرہ بن کعب پر سلسلۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور اسی سے شہرت پائی۔

القاب:

آپ کے متعدد القاب ہیں۔ جو آپ کی علو منزلت پر دلالت کرتی ہے۔

(i) عتیق:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ((أَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ)) ''آپ جہنم سے آزاد کردہ ہیں۔'' اس روز سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ [1]

(ii) صدیق:...... یہ آپ کا وہ معروف مشہور لقب ہے جو آپ کی کنیت کے ساتھ بطور لاحقہ استعمال ہو، اور یہ لقب آپ کو زبان نبوت سے ملا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ((أُثْبُتْ أُحُدُ: فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ ،

[1] سنن ترمذی، رقم الحدیث: 3679، وقال الالبانی: صحیح.

وَصِدِّيْقٌ، وَشَهِيْدَان .)) ''اے احد! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔'' ❶

(iii) صاحب (ساتھی):......ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لقب اللہ رب العزت نے قرآن میں دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ ﴾ (التوبہ : 40)

''اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی جب اسے کافروں نے نکال دیا اور وہ دو میں دوسرا تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

اس میں صاحب (ساتھی) سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ صاحب رسول، رفیق غار یہ شرف بھی صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

قبول اسلام:

آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہونے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ قبول اسلام کے ساتھ صدیق اکبر دعوت اسلام کا پرچم تھام کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو لیے، پھر عسر و یسر، خوشی و غمی میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نبھایا، جان و مال گھر بار سب وار دیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان کے والدین، بیویاں، بچے اور نواسے شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی طرح آپ کے خاندان نے بھی اسلام اور داعی اسلام پر سب کچھ فدا کیا۔ مسلمان جب ابتلاء و آزمائش سے گزر رہے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ آپ ہمہ وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور کفار مکہ کا سب سے بڑا ہدف ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ ابوبکر آپ علیہ السلام کی طرف سے جرأت و بہادری سے مدافعت کرتے تھے۔ وہ غریب اور نادار مسلمان جن کا کوئی سہارا نہ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی پشت پناہی کرتے۔ غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے، کمزوروں اور بے آسرا لوگوں پر بے دریغ مال خرچ کرتے تھے۔

ہجرت مدینہ:

جب کفار مکہ کی ایذا رسانیاں بڑھ گئیں اور اہل اسلام کے لیے مکہ میں رہنا مشکل ہو گیا تو اس کے نتیجہ میں مسلمان دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ دو دفعہ حبشہ کی جانب ہجرت ہوئی پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کا پروگرام بنایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں مدینہ جانے

❶ صحيح بخاري، رقم الحديث : 3675 .

کے لیے منتخب کر لیا۔ یوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حصے میں وہ شرف آیا جو کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا، تنہا کئی دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہے اور اپنے محبوب قائد و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے خود کو پیش کرتے رہے۔

غزوات میں شرکت:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کی سربلندی، کفر کی بیخ کنی کے لیے لڑے جانے والے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو رہتے۔ اہم معاملات میں بطور مشیر کردار ادا کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔

امیر حج:

9 ہجری میں جب اسلام کا پھریرا جزیرۂ عرب میں لہرا رہا تھا، سیاسی، معاشی اور اجتماعی خرابیوں کی اصلاح کے لیے اصول وضوابط کو عملی جامہ پہنایا جا رہا تھا تو حج جیسی عظیم عبادت جس کی حقیقت پس پردہ جا چکی تھی۔ اس کی اصلاح بھی ضروری تھی لہٰذا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا گیا اور اہل اسلام نے آپ کی امارت واقتداء میں اس فریضے کو ادا کیا۔ اس موقع پر پوری دنیا سے آئے ہوئے حجاج کے سامنے نہایت اہم اعلانات کئے گئے۔ اگلے سال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت وسیادت میں اہل ایمان نے حج کیا جسے ''حجۃ الوداع'' کہتے ہیں۔

فضائل ومناقب:

جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے عالی مرتبت تھے۔ علم الانساب کے ماہر جملہ اسلامی علوم میں سب سے ممتاز تھے۔ ذاتی حیثیت میں حلیم الطبع، رقیق القلب اور زہد و ورع کے پیکر تھے۔ تواضع اور سادگی میں نہایت بلند مقام پر فائز تھے۔ زبان نبوت سے بے شمار مواقع پر آپ کی تعریف وتوصیف میں پھول بکھرے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَمَـنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْـلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ ، وَلٰكِنْ اَخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ ، لَا يَبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ .)) [1]

''لوگوں میں سے سب سے زیادہ اپنی رفاقت اور مال سے مجھ پر احسان کرنے والا ابوبکر ہے۔ اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کو دلی دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن (ان سے) اسلامی اخوت اور محبت ہے۔ مسجد کی طرف کھلنے والے سارے دروازے بند کر دو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔''

[1] صحیح بخاری، رقم الحدیث : 3654، صحیح مسلم، رقم الحدیث : 2382 .

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ ، كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ : اَىْ فُلْ هَلُمَّ .))

''جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا (دو اونٹ، دو بکرے، دو لاکھ وغیرہ) خرچ کیا اس کو جنت کے دربان بلائیں گے۔ ہر دروازے کا دربان کہے گا، آپ ادھر تشریف لائیں۔''

(یہ بات سن کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ایسے شخص کو تو قیامت کے دن کوئی مشکل نہ ہوگی۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنِّی لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ .)) ❶

''مجھے یقین ہے کہ آپ انہیں میں سے ہوں گے۔''

ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مابین کسی مسئلہ میں اختلاف ہوگیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِىْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ ، وَقَالَ اَبُوبَكْرٍ : صَدَقَ ، وَوَاسَانِىْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ ، فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْ لِىْ صَاحِبِىْ؟ مَرَّتَيْنِ ، فَمَا أُوْذِىَ بَعْدَهَا .)) ❷

''بے شک اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم لوگوں نے کہا تو جھوٹا ہے، جبکہ ابوبکر نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، اپنی جان اور مال کے ساتھ میرا ساتھ دیا۔ کیا تم میرے ساتھی کو ستانے سے باز آتے ہو یا نہیں؟''

آپ نے یہ بات دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اس کے بعد کبھی بھی کسی آدمی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنگ نہیں کیا۔''

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے۔'' میں نے پوچھا مردوں میں سے تو آپ نے فرمایا: عائشہ کے باپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے'' میں نے پوچھا ان کے بعد کس سے تو آپ نے فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ سے۔'' ❸

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَرْحَمُ أُمَّتِىْ بِأُمَّتِىْ اَبُوْبَكْرٍ)) ❹

---

❶ صحيح بخارى ، رقم الحديث : 2841 . ❷ صحيح البخارى ، رقم الحديث : 3661 .

❸ صحيح بخارى رقم الحديث 3662 ، صحيح مسلم رقم الحديث : 2384 .

❹ سنن ترمذى ، رقم الحديث : 3790 ، سنن ابن ماجه ، رقم الحديث : 154 ، وقال الالبانى : صحيح .

''میری امت میں سے میری امت کے حق میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی۔ دس صحابہ کا نام لے کر ان کو جنت کی نوید سنائی تو آغاز ابوبکر سے کیا، ارشاد فرمایا:

((اَبُوْبَكْرٍ فِيْ الْجَنَّةِ . . .)) ❶

''ابوبکر جنتی ہیں۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ((اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) ''ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو۔'' میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انہیں بشارت سنائی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا: ''آج کس نے روزہ رکھا ہے؟'' ابوبکر نے فرمایا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟'' ابوبکر نے فرمایا: میں گیا تھا۔ آپ نے پوچھا: ''آج کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟'' ابوبکر نے فرمایا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج کس نے کسی مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟'' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ اِمْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ''یہ خوبیاں جس انسان میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ❸

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ شان وعظمت والا، صاحب علم اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا افضل ترین انسان سمجھتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہم جب انتخاب کرتے تو سب سے بہتر اور افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔ ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا محمد ابن الحنفیہ نے اپنے والد محترم سے سوال کیا: ((اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ؟)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہترین انسان کون ہے؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔'' ❺

---

❶ سنن ترمذی، رقم الحدیث: 3747 وقال الالبانی: صحیح.

❷ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 3693، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2403.

❸ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1028 بعد رقم الحدیث: 2387.

❹ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 3655. ❺ صحیح بخاری رقم الحدیث: 3671.

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفۃ الرسول کے انتخاب کا وقت آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((بَلْ نُبَایِعُكَ أَنْتَ؛ فَأَنْتَ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَخَذَ عُمَرُ بِیَدِهٖ فَبَایَعَهٗ ، وَبَایَعَهُ النَّاسُ .)) ❶

''ہم تو آپ ہی کی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ آپ ہم سے بہتر ہیں اور آپ رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اوران کی بیعت کی۔ ان کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔''

خلیفۃ الرسول، خلیفۂ بلافصل:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول ہیں۔ آپ کی خلافت پر بے شمار فرامین نبوی صراحتاً اور اشارتاً دلالت کرتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا۔ دوبارہ حاضر ہونا۔ اس خاتون نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پا سکوں تو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنْ لَمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ أَبَابَکْرٍ .)) ❷

''اگر میں نہ ملوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔''

رسول اللہ ﷺ کے وعدوں کی تکمیل آپ کے بعد آنے والے آپ کے جانشین اور خلیفہ کی ذمہ داری تھی۔ لہٰذا آپ نے اس خاتون کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مرض الموت میں فرمایا: اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ، میں ان کے لیے ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ (میرے بعد) کوئی تمنا کرنے والا (خلافت کی) تمنا نہ کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ اور مومن (کسی دوسرے کی خلافت کا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے علاوہ انکار کرتے ہیں۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 3668.

❷ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 3659، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2386.

❸ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2387.

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خلافت کے سب سے زیادہ حقدار تھے۔ ابوبکر کے علاوہ کسی دوسرے کا خلیفۃ الرسول بننا نہ اللہ کو منظور تھا اور نہ ہی اہل ایمان کسی اور کی خلافت پر اتفاق کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کرنا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کو نمازیں پڑھانا، آپ کے صحابہ میں سے سب سے افضل اور رسول اللہ ﷺ کی نیابت کے مستحق ہونے کی دلیل ہے۔ انہی دلائل شرعیہ کی بنا پر تمام اہل السنہ والجماعۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کے قائل ہیں اور منصب خلافت و بیعت میں ان کے مقدم ہونے پر اجماع ہے۔

خلافت:

سیدنا بوبکر رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد خلافت کو علی منہاج النبوۃ چلایا اور خلافت کی ایسی مضبوط بنیادیں رکھیں جو بعد میں آنے والے خلفاء کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔

آغاز خلافت میں آپ کو بڑی مشکلات اور حوادث کا سامنا کرنا پڑا۔ عرب کا ارتداد، منکرین زکاۃ کا فتنہ، جھوٹے مدعیان نبوت کی شورش وغیرہ جیسے بڑے بڑے فتنوں سے مذہبی بصیرت، اصابت رائے، عزم و استقلال، حوصلہ و استقامت سے اس طرح نبرد آزما ہوئے کہ دب گئے اور اسلام کو استحکام ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ عراق اور شام کے اہم علاقے اسلامی ریاست و مملکت کے زیر اثر آئے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات:

جمادی الثانی 13 ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ آہستہ آہستہ بیماری بڑھتی گئی۔ جب بیماری زیادہ بڑھی تو آپ نے کبار صحابہ سے طویل مشاورت کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو آئندہ خلافت کے لیے نامزد کیا اور عہد نامہ بھی تحریر کروایا۔ 21 جمادی الثانی 13 ہجری کو وفات ہوئی۔ وفات کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

رِوَايَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[1]...... حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ ، عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَجِئْتَ أَنْتَ وَهَذَا - يَعْنِي الْعَبَّاسَ وعَلِيًّا رضی اللہ عنہما - تَطْلُبُ مِيرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ ، وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .

تخريج الحديث سنن ابی داؤد، كتاب الخراج، باب فی صفايا رسول اللّٰه ﷺ من الاموال : 2963، سنن ترمذی، كتاب السير، باب تركة رسول اللّٰه ﷺ : 1610 وقال: حسن صحيح، وقال الالبانی: صحيحٌ .

ترجمة الحديث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں۔ عباس آپ اور یہ علی رضی اللہ عنہما آئے۔ (عباس!) آپ اپنے بھتیجے کی وراثت سے اپنا حصہ مانگتے ہیں اور یہ علی اپنی بیوی کا حصہ باپ کی جائیداد سے مانگتے ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے، ہمارا ترکہ سب صدقہ ہے۔''

[2]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجَوَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ الْحَدَثَانِ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ ، وَأَنَا قَدْ أَمَرْتُ لَهُمْ بِرَضْخٍ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مُرْ بِذَلِكَ غَيْرِي ، فَقَالَ لَهُ: اقْبِضْهُ أَيُّهَا الرَّجُلُ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ مَوْلَاهُ يَرْفَأُ قَالَ: هَذَا عُثْمَانُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ ، وسَعْدٌ ، وَالزُّبَيْرُ وَلَا أَدْرِي ذَكَرَ طَلْحَةَ أَمْ لَا ، يسْتَأْذِنُونَ عَلَيْكَ ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُمْ ، قَالَ: ثُمَّ مَكَثَ سَاعَةً ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَذَا الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ رضی اللہ عنہما يسْتَأْذِنَانِ عَلَيْكَ ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَ الْعَبَّاسُ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وبَيْنَ هَذَا ، وَهُمَا حِينَئِذٍ يخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ

بَنِی النَّضِيرِ ، فَقَالَ الْقَوْمُ: اقْضِ بَيْنَهُمَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، وَأَرِحْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَقَدْ طَالَتْ خُصُومَتُهُمَا ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ الَّذِى بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ))؟ قَالُوا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ ، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ ، قَالَ: فَإِنِّى أُخْبِرُكُمْ عَنْ هَذَا الْفَىْءِ ، إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَصَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِشَىْءٍ لَمْ يُعْطِهِ غَيْرَهُ ، قَالَ: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: 6] فَكَانَتْ هَذِهِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا أَجَازَهَا دُونَكُمْ ، وَلَا أَسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ ، لَقَدْ قَسَمَهَا بَيْنَكُمْ ، وبَثَّهَا فِيكُمْ ، حَتَّى بَقِىَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهُ سَنَةً ، ورُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ: قُوتُ أَهْلِهِ سَنَةً ، ثُمَّ يجْعَلُ مَا بَقِىَ مِنْهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِىُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَهُ ، فَأَعْمَلُ فِيهَا مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِيهَا ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ، عَلِيٍّ ، وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ: وَأَنْتُمَا تَزْعُمَانِ أَنَّهُ فِيهَا ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ ، تَابعٌ لِلْحَقِّ ، ثُمَّ وُلِّيتُهَا بَعْدَ أَبِى بَكْرٍ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِى ، فَعَمِلْتُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ ، وَأَنْتُمَا تَزْعُمَانِ أَنِّى فِيهَا...... وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّى صَادِقٌ ، وَبَارٌّ ، مُتَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِى ، جَاءَ هَذَا يَعْنِى الْعَبَّاسَ يسْأَلُنِى عَنْ مِيرَاثِهِ مِنَ ابْنِ أَخِيهِ ، وجَاءَ هَذَا يَعْنِى عَلِيًّا يسْأَلُنِى مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا ، فَقُلْتُ لَكُمَا: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ثُمَّ بَدَا لِى أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمَا ، فَأَخَذْتُ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ ومِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَأَنَا مَا وُلِّيتُهَا ، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا عَلَى ذَلِكَ تُرِيدَانِ مِنِّى قَضَاءً غَيْرَ هَذَا ، وَالَّذِى بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِى بَيْنَكُمَا فِيهَا بِقَضَاءٍ غَيْرِ هَذَا ، إِنْ كُنْتُمَا عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَىَّ ، قَالَ: فَكَانَتْ فِى يدِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، ثُمَّ بِيَدِ حَسَنٍ ، ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنٍ ، ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، ثُمَّ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ حَسَنٍ ، ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ ، قَالَ مَعْمَرٌ ، ثُمَّ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ .

تخریج الحدیث صحيح بخارى، كتاب المغازى، باب حديث بنى النضير، و مخرج رسول الله ﷺ اليهم فى دية الرجلين...... الخ : 4033، صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب حكم الفئى : 1757 .

ترجمة الحديث *حضرت مالک بن اوس الحدثان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری طرف ایک*

قاصد بھیجا اور کہا: آپ کی قوم کے کچھ لوگ مدینہ آئے ہیں اور میں نے ان کے لیے کچھ سامان تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ اسے ان میں تقسیم کر دیں۔ میں نے عرض کی: اے امیر المومنین! آپ میرے علاوہ کسی اور کو حکم فرما دیتے، تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے بندے! اسے اپنے قبضے میں لے (اور تقسیم کر)۔ مالک رضی اللہ عنہ نے کہا؛ اسی دوران ان کا دربان یرفأ آیا اور عرض کی، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد اور زبیر رضی اللہ عنہم۔ مجھے یاد نہیں آپ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا یا نہیں۔ آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں اجازت دیجئے۔ انہوں نے کہا پھر دربان آیا اور عرض کیا، عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں بھی اجازت دو۔ جب وہ اندر آ گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیر المومنین! میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔ اس وقت ان دونوں کا تنازعہ اس مال سے متعلق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بنی نضیر کے مالوں میں سے بطور فے دیا تھا۔ پاس بیٹھے لوگوں نے کہا۔ اے امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں اور ان میں سے ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیں۔ ان کا تنازعہ طول پکڑ چکا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا آپ لوگ جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا ترکہ سب صدقہ ہے''؟ سب نے کہا: یقیناً آپ علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو بھی مخاطب کر کے اسی طرح پوچھا: پھر فرمایا: ''میں تمہیں اس مال فئی سے متعلق (وضاحت سے) بتاتا ہوں۔ اللہ رب العزت نے اس مال کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص فرمایا اور آپ کے علاوہ اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو (مال) اللہ نے ان سے اپنے رسول پر لوٹا دیا تو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑاے اور نہ اونٹ (الحشر: 60) گویا یہ مال خالص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر اللہ کی قسم، آپ نے اس کو تم سے روک کر اپنے لیے جمع نہیں کیا۔ کہ خود کو تم پر ترجیح دی ہو، آپ نے اس (مال فئی) کو تمہارے درمیان تقسیم فرما دیا اور اسے تم پر خرچ کیا اور اب ان اموال میں سے صرف یہ مال باقی بچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے اہل وعیال پر سال بھر خرچ کرتے اور بعض دفعہ حدیث بیان کرتے وقت معمر نے کہا۔ سال بھر کا خرچہ نکال کر پھر باقی مال وہاں خرچ فرماتے جہاں اللہ کا مال خرچ ہوتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا جانشین ہوں اور میں ان اموال سے متعلق وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا۔ پھر علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اور تم دونوں یہ سمجھتے ہو بے شک وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) اس معاملہ میں اور اللہ اس کو بخوبی جانتا ہے۔ سچے، راست باز اور حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ پھر میں اپنی امارت میں اس مال کا دو سال انتظام کرتا رہا اور اس کے متعلق وہی طرز عمل اختیار کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا اور آپ دونوں یہ سمجھتے ہیں میں اس معاملہ میں اور اللہ بخوبی جانتا ہے۔ سچا، راست باز اور حق کی اتباع کرنے والا

تھا۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے۔ یہ عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے اپنے بھتیجے کی جائیداد سے حصہ مانگتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ آئے اور مجھ سے اپنی بیوی کا حصہ اپنے باپ کی جائیداد سے مانگتے تھے۔ میں نے آپ دونوں سے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا ترکہ (سب لوگوں کے لیے) صدقہ ہے۔'' پھر غور وفکر کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ وہ مال تم دونوں کو (تولیت کے طور پر) دے دوں۔ پھر میں نے تم دونوں سے اس پر اللہ کا پختہ عہد و پیمان لیا کہ آپ دونوں اس میں وہی طرزِ عمل اختیار کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جب سے میں اس کا والی بنا نے اختیار کیا۔ تم دونوں نے کہا اس شرط پر اس کو آپ ہمارے حوالے کر دیں۔ اب تم مجھ سے اس کے برعکس کوئی فیصلہ چاہتے ہو۔ اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ میں ان اموال میں اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔ اگر تم اس کے انتظامات سے عاجز آ گئے ہو تو اس کو میرے حوالے کر دو۔ زہری نے کہا: یہ مال علی رضی اللہ عنہ کے زیر انتظام رہا پھر حسن رضی اللہ عنہ کے زیر انتظام، پھر حسین رضی اللہ عنہ کے، پھر علی بن حسین پھر حسن بن حسن پھر زید بن حسن۔ معمر نے کہا پھر عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ کے زیر انتظام آ گیا۔

[3]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَارِثُ النَّقَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ ، أَنَّ عَلِيًّا ، وَالْعَبَّاسَ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَتَيَا عُمَرَ فَسَأَلَاهُ مِيرَاثَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ عُمَرُ: لَمَّا وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ أَتَيْتُمَاهُ ، فَسَأَلْتَهُ يَا عَبَّاسُ مِيرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ ، وسَأَلَهُ عَلِيٌّ مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا ، فَقَالَ لَكُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه : 2904، 4885، صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب حكم الفئى : 1757 .

ترجمة الحدیث حضرت مالک بن اوس الحدثان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان دونوں نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سیدنا ابوبکر کو خلافت سونپی گئی تو آپ دونوں ان کے پاس آئے۔ عباس رضی اللہ عنہ آپ نے ان سے اپنے بھتیجے کی جائیداد سے حصہ مانگا اور علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کا اپنے باپ کی جائیداد سے حصہ طلب کیا تو انہوں نے آپ دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا ترکہ (سب لوگوں کے لیے) صدقہ ہے۔''

شرح الحدیث (1) **وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم**:...... ہر جان کو دنیا سے جانا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عالی صفات کو بقا حاصل ہے۔ موت مومن و مسلمان کے لیے ایک انعام اور اللہ کی طرف سے تحفہ ہے جس کے بغیر اس کے

لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور اس کا دیدار ممکن نہیں۔ کائنات کے افضل ترین انسان بھی اس دنیا میں ہمیشہ کے لیے نہیں آئے اور نہ ہی کسی کو ہمیشہ کی زندگی دی گئی۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (الانبياء : 35-34)

''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے ہیشگی نہیں رکھی، تو کیا اگر آپ فوت ہو جائیں، تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لیے مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کے سردار نبی آخر الزماں جناب محمد ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝﴾ (الزمر : 30)

''(اے نبی!) بلاشبہ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور (کفار) بھی مر جائیں گے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران : 144)

''اور محمد (ﷺ اللہ کے) رسول ہیں۔ بلاشبہ ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر گیا وہ اللہ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دینے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقعہ پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ .)) [1]

''تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے، کبھی فوت نہیں ہوگا۔''

پھر ''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ...... الخ'' سورۃ آل عمران کی آیت (144) کی تلاوت فرمائی۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل السنہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس فانی دنیا سے تشریف لے جا چکے

[1] صحيح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبیﷺ ووفاته: 4452، 4453، 4454.

ہیں۔ آئمہ، محدثین نے اس عنوان پر مستقل کتابیں لکھیں اور کتب احادیث میں بھی وفات النبی ﷺ کے عنوان سے ابواب قائم کرنے کے بعد دلائل کو بیان کیا۔

(2) خلیفہ بلافصل:

رسول اللہ ﷺ کی وفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک عظیم آزمائش اور مصیبت تھی۔ مسلمانوں میں عجیب اضطراب پیدا ہوا۔ کچھ حواس کھو بیٹھے تو کچھ کی حالت غیر ہو گئی۔ ان حالات میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت قائد ملت کی حیثیت سے نمایاں ہوئی اور آپ نے ان حالات کو سنبھالا۔ اختلاف کا کتاب وسنت سے حل پیش کیا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت وسیادت سے متعلق رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں متعدد مواقع پر وضاحت فرما چکے تھے۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دوبارہ حاضر ہونے کا حکم ارشاد فرمایا: اس خاتون نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں یعنی آپ کی وفات ہو چکی ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِیْ فَأْتِیْ أَبَابَكْرٍ .)) [1]

''اگر میں نہ ملوں تو ابوبکر کے پاس حاضر ہونا۔''

درج بالا حدیث سے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَفِی الْحَدِيْثِ أَنَّ مَوَاعِيْدَ النَّبِیِّ ﷺ كَانَتْ عَلٰی مَنْ يَّتَوَلَّی الْخِلَافَةَ بَعْدَهٗ تَنْجِيْزُهَا، وَفِيْهِ رَدٌّ عَلَی الشِّيْعَةِ فِیْ زَعْمِهِمْ أَنَّهٗ نَصٌّ عَلَی اسْتِخْلَافِ عَلِیٍّ وَالْعَبَّاسِ" [2]

''اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وعدہ کی تکمیل آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کی ذمہ داری تھی۔ اس حدیث میں شیعوں کا بھی رد ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے بعد خلیفہ بنائے جانے کی تنصیص فرمائی تھی۔''

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی امامت کی ذمہ داری سونپی۔ جس سے امت کو بتانا مقصود تھا کہ تم سب میں افضل ترین شخصیت ابوبکر کی ہے لہٰذا دین و دنیا کی راہنمائی کے لیے ان کو اپنا خلیفہ منتخب کرنا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی سے استدلال کرتے ہوئے انصار کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم کرنے پر قائل کیا

---

[1] صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: 3659، صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ: 2386.

[2] فتح الباری: 7/ 24.

سے ہوگا اور ایک تم مہاجرین میں سے ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ ان کی یہ بات سن کر ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا:

((یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَاَيُّكُمْ تُطِيْبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟)) ❶

''اے انصار کی جماعت! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا ہے؟ تو تم میں سے کون گوارا کرے گا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے؟ انصار نے جواباً عرض کیا: ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں۔''

درج بالا احادیث یا اس مفہوم کے دیگر دلائل کے علاوہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ پر ترجیح و تفضیل کی وجہ سے بھی دوسروں کے مقابلہ میں خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے بیٹے محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے پوچھا:

((اَیُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین انسان کون تھے؟''

تو انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ!۔ تمام مہاجرین و انصار نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا اور وہ آپ کو ''یا خلیفۃ رسول اللہ!'' اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! کہہ کر پکارتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کو خلیفہ مان کر خوش تھے۔ سیدنا عباس اور علی رضی اللہ عنہما کا وراثت کے مطالبہ کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بیت نے بھی دیگر مسلمانوں کی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل تسلیم کیا تھا۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملکیتی مال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آنے والا مال دو طرح کا تھا (i) مال غنیمت سے خمس (ii) مال فے

(i) مال غنیمت سے خمس:...... وہ مال جو مجاہدین کو دشمن سے لڑنے کے بعد غالب آنے کی صورت میں حاصل ہو اس کو ''مال غنیمت'' کہتے ہیں۔ بدر میں لڑائی کے نتیجہ میں جو اموال حاصل ہوئے انہیں غنیمت کہا جاتا ہے۔ ان کی تقسیم کا اصول بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (الانفال: 41)

''اور جان لو! کہ تم جو کچھ بھی غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور

---

❶ مسند احمد: 223/1، مستدرك الحاكم: 67/3 وصححه.

❷ صحيح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ: 3271.

قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ، اس کے رسول، ذوی القربیٰ، یتیموں، مساکین اور ابن سبیل کے لیے ہوگا اور باقی چار حصے لڑنے والے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

(ii) **مال فے:**...... اس سے مراد وہ اموال ہیں جو بغیر جنگ لڑے محض محاصرے کے نتیجے میں حاصل ہوئے۔ بنونضیر سے حاصل ہونے والے اموال سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان پر تمہارا کوئی حق نہیں بلکہ وہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائے ہیں۔ اسی طرح وہ اموال جو بعد میں حاصل ہوئے مثلاً بنو قریظہ کے علاقے اور اموال، خیبر کے علاقے جو بغیر لڑے حاصل ہوئے مثلاً فدک وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب اموال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں دے دیا۔ آپ ان کو جس طرح چاہتے تقسیم کرتے۔

(4) خمس اور فے کے مصارف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دو مقامات پر ایک ہی جیسے خمس اور فے کے مصارف بیان فرمائے ہیں اور وہ ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل ہیں۔ [1]

وہ اموال جو جنگی کاروائیوں کے بغیر اسلامی ریاست کے حصہ میں آئیں وہ بیت المال کی ملکیت تصور ہوں گے اور انہیں بھی فے ہی کا نام دیا جائے گا اور اس میں خراج اور جزیہ سے حاصل ہونے والی آمدن بھی شامل ہے۔ ایسے اموال کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

عہد رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس اور فے سے اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچہ نکال کر جو باقی بچتا اسے جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری، قرابت داروں، یتیموں اور مساکین پر صرف کرتے۔ ان اموال کو تقسیم کرنے کا آپ کو مکمل طور پر اختیار دیا گیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین بھی آپ کے طریقہ کے پیروکار رہے۔

(5) انبیاء کی وراثت:

انبیاء علیہم السلام کی وراثت دو طرح کی ہے۔ (i) علم نبوت کی وراثت (ii) مال و جائداد کی وراثت

(i) **علم نبوت کی وراثت:**...... اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو داعی اور مبلغ بنا کر مبعوث کیا۔ انبیاء و رسل وحی الٰہی کے مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ علم نبوت کے معلم بھی ہوتے ہیں۔ علم نبوت کے حاملین کو اہل علم اور علماء کہا جاتا ہے۔ علم نبوت ہی وہ ورثہ ہے جو تقسیم ہوتا ہے اور ہر طالب علم اپنی محنت و کوشش سے اس سے حصہ پاتا ہے۔ علماء کی شان و شوکت وراثت انبیاء ہی کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] دیکھئے: سورة الانفال : 11، الحشر : 7.

((وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ .)) [1]

''بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔ انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے بڑا وافر حصہ پایا ہے۔''

سیّدنا سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے نبوت وسلطنت اور علم وعمل کے وارث بنے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ﴾ (النمل : 16)

''اور سلیمان داؤد کے وارث بنے۔''

اسی طرح زکریا علیہ السلام نے اپنے اور آل یعقوب کے وارث کا اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا تو فرمایا:

﴿يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝﴾ (مريم : 6)

''(مجھے ایسا بیٹا عطا فرما) جو میرا وارث بنے اور آل یعقوب کا وارث بنے۔ اور اے میرے رب! اسے اپنا پسندیدہ بنا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''یَرِثُنِی'' سے مراد میراث نبوت ہے۔ اسی لیے فرمایا میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ﴾ (النمل : 16)

''اور سلیمان داؤد کے وارث بنے۔''

یہاں بھی نبوت میں وارث بننا مراد ہے۔ اگر اس سے مالی وراثت مراد ہوتی تو زکریا علیہ السلام اپنے بھائیوں میں سے ایک ہی کو خاص کیوں کرتے؟ نیز مالی وراثت کی بات بتانا کوئی بہت مفید نہ تھا کیونکہ یہ بات تو تمام شریعتوں سے معلوم شدہ ہے اور مسلسل چلتی آ رہی ہے کہ باپ کی وراثت اولاد کو ملتی ہے۔ اگر یہ میراث خاص نہ ہوتی تو اس سے متعلق آگاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صحیح حدیث ''ہمارا (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ ہے'' بھی اسی بات کو ثابت کرتی ہے۔ [2]

(ii) مال و جائیداد:...... انبیاء علیہم السلام کا دنیوی مال ان کی وفات کے بعد صدقہ ہوتا ہے۔ ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ .)) ''متواتر حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ترکہ، مال کو ان کے بعد عزیز و اقارب یا

[1] سنن ابو داؤد، العلم، باب فی فضل العلم : 3641.

[2] تفسیر ابن کثیر : 5/ 313.

رشتہ داروں میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ امت کے اجتماعی مفاد میں بطور صدقہ تقسیم ہوتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے باغ فدک اور دوسری جائیدادیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں تھیں۔ آپ کے رشتہ داروں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو نہیں دیں۔

(6) امہات المومنین کا نبی علیہ السلام کی وراثت سے دستبردار ہونا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے حدیث رسول سننے کے بعد آپ علیہ السلام کے ترکہ سے کسی حق کا مطالبہ نہیں کیا۔ امہات المومنین کا خاموش ہو جانا بھی اسی بات کی تائید و توثیق کرتا ہے کہ انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے سیدنا عثمان کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ انہیں مال فے سے حصے دیئے جائیں۔ لیکن میں نے انہیں روکا اور ان سے کہا:

((أَلَا تَتَّقِينَ اللّٰهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ.)) [1]

''کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تمہیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا۔ البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال سے ضروریات پورا کرنے کے لیے ملتا رہے گا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میرے حدیث سنانے سے ازواج مطہرات نے بھی اپنا خیال بدل لیا اور مطالبہ نہ کیا۔

(7) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا مندی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وراثت کا مطالبہ کیا لیکن جب خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واضح نص کے ساتھ اس کا جواب دیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر جھکا لیا اور بعد میں مطالبہ نہیں کیا۔ (مزید دیکھئے حدیث نمبر 78)

(8) خلفائے راشدین اور مال فے وخمس:

عہد رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال فے اور غنیمت کے خمس سے اپنی اور گھر والوں کی سال بھر کی ضروریات کا مال نکال کر باقی غرباء وفقراء، مساکین، جہاد فی سبیل اللہ جیسے مصارف میں خرچ کرتے رہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے اپنے ادوار میں اس مال کا نظم ونسق اسی انداز سے چلایا۔

---

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب حدیث بنی النضیر، 4034، صحیح مسلم، الجهاد والسير، باب قول النبی ﷺ لا نورث ...... الخ: 1758.

(9) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ دربار عمر رضی اللہ عنہ میں:

سیدنا عمر نے اپنے عہد میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشترکہ طور پر اس مال کی انتظامی ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں۔ سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما اس بات کے خواہش مند تھے کہ ان کے لیے مال کی نگرانی کو تقسیم کر دیا جائے اور ہر ایک اپنے اپنے حصے کی نگرانی کرے۔ اس سلسلہ میں دونوں حضرات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر بھی ہوئے لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

(10) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت اور بعد کے ادوار:

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا تو بیت المال کا نظم ونسق ان کے ہاتھ آیا اور انہوں نے بھی اپنے پیش رو خلفاء کی طرح فے اور خمس کو تقسیم نہ کیا بلکہ اسی راہ کو اختیار کیا جس پر ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم چلتے رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی اولاد و احفاد نے بھی انہیں کی طرح اس مال کا انتظام و انصرام کیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: اس صدقہ کا انتظام علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اس میں شریک نہیں کیا اور وہ اس معاملہ میں عباس رضی اللہ عنہ پر غالب رہے۔ علی رضی اللہ عنہ کے بعد اس کا نظم ونسق سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آیا۔ پھر سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آیا، پھر علی بن حسین رحمہ اللہ کے ہاتھ آیا، پھر حسن بن حسن رحمہ اللہ کے ہاتھ آیا، پھر زید بن حسن رحمہ اللہ کے ہاتھ انتظام آیا اور یقیناً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا۔

معمر رحمہ اللہ نے کہا: پھر اس کا انتظام عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ کے ہاتھ آیا یہاں تک کہ بنوعباس اس کے والی بن گئے۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے یزید محمد بن یحییٰ المدنی کے حوالے سے بیان کیا انہوں نے کہا:

"اِنَّ الصَّدْقَةَ الْمَذْكُوْرَةَ اليوم بِيَدِ الْخَلِيْفَةِ يَكْتُبُ فِيْ عَهْدِهِ، يُوَلّي عَلَيْهَا مَنْ قَبْلَهُ مَنْ يَقْبِضُهَا وَيُفَرِّقُهَا فِي اَهْلِ الْحَاجَةِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ."

''اس وقت مذکورہ صدقہ کا انتظام خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسی شخص کے سپرد کر دیتا ہے جس کے پاس سابقہ خلیفہ کے دور میں تھا اور وہ اسے اہل مدینہ کے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔''

میں (ابن حجر) کہتا ہوں: یہ نظام اسی طرح دو صدیوں تک چلتا رہا پھر اس میں تبدیلی آ گئی۔ [1]

ابن حجر رحمہ اللہ کی اس طویل عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑا ہوا ترکہ بطور صدقہ دو صدیوں تک یکے بعد دیگرے خلفاء کے کنٹرول میں آتا رہا اور وہ اس میں تعامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل پیرا رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو تقسیم نہ کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جاری نظام کو

[1] فتح الباری: 6/ 407.

بدلنے کی بجائے اسی طرح قائم رکھا۔ آپ کے بعد خلافت اہل بیت اور آل عباس کے پاس آئی اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کو اپنی وراثت اور ملکیت تصور نہیں کیا بلکہ اس مال کو صدقہ سمجھتے ہوئے غرباء، فقراء وغیرہ مصارف میں تقسیم کیا۔

(11) خلیفہ وحکمران امور سلطنت کی انجام دہی کے لیے باصلاحیت افراد کی خدمات حاصل کرسکتا ہے۔

(12) اللہ رب العزت کے اسماء وصفات کے ساتھ قسم اٹھانا جائز ہے۔

(13) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفعت شان اور عظمت ومنقبت کو سچا، راست باز، حق کی اتباع کرنے والا، جیسے عظیم القابات سے واضح فرمایا ہے۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جان پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

(14) عہد صحابہ میں باہمی تنازعات اور اشکالات کو سیرت خیر الانام ﷺ کی روشنی میں حل کیا جاتا تھا۔

(15) اللہ کے نام پر عہد و پیمان لینا اور دینا درست ہے۔

[4]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ، يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ ، فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه : لَقِيتُ عُثْمَانَ رضي الله عنه فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ، ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَلَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ قَالَ: فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ ، فَلَمْ يُرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ، وَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أُرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا ، قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا ، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبِلْتُهَا .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب عرض الانسان ابنته أو أخته على أهل

الخير : 5122

ترجمة الحديث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں ، جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ یہ خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور انہیں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی اور میں نے کہا اگر آپ خواہش مند ہوں تو میں حفصہ کا آپ سے نکاح کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس معاملہ میں اپنے متعلق غور وخوض کروں گا۔ میں نے کچھ روز انتظار کیا پھر میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان دنوں نکاح نہ کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا؛ پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ خواہش مند ہوں تو میں آپ سے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی شادی کر دوں۔ انہوں نے کہا: ابوبکر خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا، مجھے ان پر (خاموش رہنے کی وجہ سے) عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت زیادہ غصہ آیا۔ میں نے ابھی چند دن ہی گزارے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے اس کا آپ علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا جب آپ نے مجھے حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا، شاید اس سے آپ کو میری طرف سے دکھ پہنچا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کہتے ہیں: ہاں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے جب آپ نے پیش کش کی تو مجھے جواب دینے سے کوئی چیز مانع نہ تھی سوائے اس کے کہ مجھے معلوم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کا ذکر فرمایا تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے تو میں ضرور اسے قبول کر لیتا۔

شرح الحديث (1) بیوہ کی عدت:......جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کو بیوہ کہتے ہیں۔ خاوند نے اس سے صحبت کی ہو یا اس سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہو، عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ﴾

(البقره : 234)

''اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور وہ بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ (عورتیں) اپنے آپ کو چار ماہ دس دن انتظار میں رکھیں۔''

اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت حمل سے فارغ ہونا ہے خواہ حمل خاوند کی وفات کے کچھ لمحات یا دن بعد ہو جائے یا آٹھ نو ماہ لگ جائیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ (الطلاق : 4)

''اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔''

دوران عدت عورت کے لیے نکاح کرنا حرام ہے۔ عدت اسی مکان میں گزارنا ہو گی جس میں وہ خاوند کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ ایام عدت میں کسی قسم کی زیب و زینت اختیار کرنا، شوخ لباس کا استعمال حتیٰ کہ سرمہ تک لگانا بھی ممنوع ہے۔

(2) بیوہ کا نکاح:

ہندوؤں میں جو عورت اپنے خاوند سے کمال درجہ کی ''محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ جل جائے اس کو ''ستی'' کہتے ہیں۔ستی کے اسباب میں سے اہم ترین سبب، اس معاشرے میں بیوہ کے ساتھ نکاح کو معیوب جاننا اور خاوند کی وفات کے بعد اس کا معاشرے میں ستایا جانا ہے۔ اسلام میں ایسے گھٹیا نظریات کی حوصلہ شکنی کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے بیوہ کی عدت بیان کرنے کے ساتھ ہی اس بات کو بھی بیان کیا کہ بیوہ عورتیں عدت گزرنے کے بعد اگر زیب و زینت اختیار کریں یا وہ اولیاء کی اجازت سے آگے نکاح کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے معاشرے میں ہندوؤں کے اثرات کی وجہ سے جو بیوہ سے نکاح کو یا بیوہ کے نکاح کرنے کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کے برعکس ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بیوہ خواتین سے نکاح کیے اور ان کو سہارا فراہم کیا۔ ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بھی ان میں سے ایک تھیں۔

(3) ولی کی اجازت کے بغیر نکاح:

ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح درست نہیں عورت خواہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ ہو۔ وہ نکاح جو ولی کی اجازت کے بغیر کیا جائے، باطل ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .)) [1]

''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔''

معلوم ہوا نکاح کے انعقاد کے لیے عورت کے ولی کی اجازت شرط ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ولی تھے۔ اس لیے وہ اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ان سے نکاح کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش کش کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ''لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ'' کے عنوان سے باب قائم کر کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہ ہونے کا مسئلہ مستنبط کیا ہے۔

[1] سنن ابی داؤد، النکاح، باب فی الولی : 2083، سنن ترمذی، النکاح، باب : 1102، وقال: حسنٌ .

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ایک والد اپنی مطلقہ بیٹی کا رشتہ اس سے بغیر مشورہ کیے طے کر سکتا ہے۔ جبکہ بیٹی کو اعتراض نہ ہو۔

(4) مناسب رشتہ کا انتخاب:

نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ﴾ (الرعد : 38)

''اور بلاشبہ ہم نے کئی رسول آپ سے پہلے بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے۔''

اسلام دین فطرت ہے اس میں نکاح کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ دوسرے ادیان کے برعکس نکاح کرنے والے کی تحسین فرمائی گئی اور بلاوجہ اس سنت کو ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ انسانی نسل کی بقا کا سب سے احسن راستہ ہے۔ صالح، بلند کردار نسل صرف اور صرف نکاح شرعی سے حاصل ہو سکتی ہے، جو آئندہ نسلوں کے روشن مستقبل کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

نکاح کا تعلق زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے اس لیے جیون ساتھی تلاش کرنے میں ایسے افراد کو ترجیح دی جاتی ہے جن کے ساتھ زندگی خوش گوار گزرے، اچھے لڑکے یا لڑکی کی خواہش جائز و درست ہے تاہم اس خواہش کو خود ساختہ ضابطوں کی بجائے شریعت کے تابع رکھنا چاہیے تاکہ انتخاب بہتر ہو سکے۔ عموماً ظاہری نمود و نمائش، ذات برادری، مالداری کو معیار قرار دے کر رشتے کر لیے جاتے ہیں حالانکہ یہ معیار قابل اعتماد نہیں ہے۔ معیار تو نیکی، دین داری اور تقویٰ ہے۔ جو اس کے مطابق رشتہ داریاں جوڑتا ہے دنیا و آخرت کی خیر سمیٹ لیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تربیت اس انداز سے فرمائی تھی کہ ان کی نظروں میں دین اور دین دار افراد سب سے زیادہ محترم و مکرم تھے۔ وہ ذات برادری یا دنیا داری کی بنیاد پر نہیں سوچتے تھے بلکہ اہل خیر سے تعلق داری اعزاز سمجھتے تھے۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے علم و فضل کے اعتبار سے دو بہترین شخصیات کو اپنی بیٹی سے نکاح کی پیش کش کی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولی دین دار اور صاحب لیاقت آدمی کو اپنی بیٹی یا بہن سے نکاح کی پیش کش کر سکتا ہے اور ایسا کرنا شرم و حیا کے منافی نہیں ہے۔

(5)...... نکاح کی پیش کش ہونے پر آدمی پیش کش کرنے والے سے سوچ و بچار کے لیے مہلت لے سکتا ہے، اگر کوئی غور و فکر کے بعد انکار یا معذرت کر لے تو ایسا کرنا غلط نہیں اور معذرت کرنے والے سے ناراض ہو جانا، تعلق ختم کر لینا، رشتہ داری اور میل ملاپ منقطع کر دینا انتہائی نامناسب ہے جیسا کہ ہمارے ہاں عام طور پر ہوتا ہے۔

(6)...... بیک وقت دو یا تین افراد کو ایک ہی رشتہ کی پیش کش کرنا درست نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے

بات کی جب ان سے نہ کی صورت جواب ملا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی۔ پیغام نکاح پر پیغام دینا درست نہیں ہے۔
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ.)) ❶

''کوئی شخص کسی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ دے حتی کہ پہلا پیغام دینے والا چھوڑ دے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔''

(7) ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا باہمی تعلق:

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما امت کی افضل ترین شخصیات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام میں ان دونوں کو مقام و مرتبہ میں سب سے بہتر سمجھا جاتا تھا۔

قُلْ اِنَّ خَيْرَ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٌ
وَأَجَلُّ مَنْ يَمْشِيْ عَلَى الْكُثْبَانِ
وَأَجَلُّ صَحْبِ الرُّسُلِ صَحْبُ مُحَمَّدٍ
وَكَانَ أَفْضَلُ صَحْبِهٖ اَلْعُمَرَانِ

''کہو! انبیاء علیہم السلام میں سب سے بہتر اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے عظیم ترین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھیوں میں سب سے عظیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور ان صحابہ میں سب سے زیادہ فضیلت والے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔''

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا باہمی تعلق بہت زیادہ مضبوط تھا۔ ایک دوسرے کے مزاج سے شناسائی رکھتے اور اکثر و بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں اکٹھے ہوتے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ''وَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ'' اس تعلق کی مضبوطی اور حساسیت کے آئینہ دار ہیں۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عمر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متعلق عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت غصہ کا اظہار دو وجہ سے تھا۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مابین مؤاخات قائم فرمائی تھی۔

اور دوسری وجہ یہ تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس سے قبل عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دے چکے تھے تو جب انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

---

❶ صحيح بخاری، النكاح، باب لا يخطب على خطبة اخيه …… 5142، صحيح مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه …… 1412.

پیش کش کی تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔'' ❶

(8) ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما:

امہات المومنین میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے خاص مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دو آیات کے اندر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا خاص طور پر ذکر فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا﴾ (التحریم : 3)

''اور جب نبی (علیہ السلام) نے اپنی کسی بیوی سے خفیہ بات کی۔''

اس بیوی سے مراد ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

((لَا تُحَدِّثِیْ أَحَدًا، وَانَّ أُمَّ إِبْرَاهِیْمَ عَلَیَّ حَرَامٌ، فَقَالَتْ: أَتُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ؟ قَالَ فَوَ اللّٰهِ لَا أُقَرِّبُهَا، قَالَ: فَلَمْ یُقْرِبْهَا، حَتّٰی اَخْبَرَتْ عَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ﴾ .)) ❷

''تم کسی کو نہ بتانا یہ ام ابراہیم (ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا) مجھ پر حرام ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: کیا آپ اس چیز کو حرام کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔'' آپ اس کے قریب نہیں گئے حتی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کی اگلی آیت میں سیدہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کا اکٹھا ذکر کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ (التحریم : 4)

''اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو، یقیناً تم دونوں کے دل مائل ہو گئے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مجھے ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ (التحریم : 4)

---

❶ فتح الباری : 9/ 153 .

❷ الاحادیث المختارة لضیاء المقدسی : 189 وقال: اسناده صحیح ، ابن کثیر : 8/ 159 وقال: وهذا اسنادٌ صحیح .

حتیٰ کہ انہوں نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ ایک جگہ وہ راستے سے ہٹ کر (قضائے حاجت کے لیے) ایک طرف کو گئے تو میں بھی پانی کا لوٹا لے کر ان کے ساتھ اس طرف چلا گیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، انہوں نے وضو کیا تو میں نے پوچھا: امیر المومنین! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ دو کون ہیں جن سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ﴾ (التحریم : 4)

تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس تم پر تعجب ہے (یہ بھی معلوم نہیں)۔ وہ دونوں حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ ❶

(9)...... سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدہ خدیجہ، سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہو چکے تھے۔ ان میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دونوں امہات المومنین حیات تھیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 3 ہجری میں اپنی زوجیت میں لے کر اپنے حرم میں داخل فرمایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی زوجہ محترمہ تھیں۔ ان کی شان کس قدر بلند تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ، عثمان اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کو عظمت وشرف والا سمجھ کر ان سے نکاح کی پیش کش کر رہے تھے لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیج دیا اور یوں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما، زوجۂ رسول اور ام المومنین بن جاتی ہیں۔

(10)...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہر اعتبار سے فائق تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کی حفاظت کی۔ جب راز راز نہ رہا تو عمر رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال سے باخبر کیا تاکہ ان کے دل میں جو ملال آیا تھا جاتا رہے۔

(11)...... ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

(12)...... سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساٹھ سال عمر پائی اور شعبان 45 ہجری میں فوت ہوئیں۔

[5]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَرنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ ابْنَةُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ أَوْ حُذَيْفَةَ - شَكَّ أَبُو بَكْرٍ - مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنه فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ، فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي ذَلِكَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَلَقِيَنِي فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ، فَلَمْ يُرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَخَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

❶ صحيح مسلم، الطلاق، باب في الايلاء ...... الخ : 1479.

فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا ، قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُهَا ، وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَلَوْ تَرَكَهَا نَكَحْتُهَا .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 236 (74) وقال احمد شاکر : اسنادهٗ صحیحٌ .

ترجمة الحدیث عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان فرمایا: جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا، خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے بیوہ ہوگئیں۔خنیس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بدری صحابی ہیں اور انہوں نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی اور میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کر دیتا ہوں۔انہوں نے کہا: میں اس معاملہ میں غور وخوض کروں گا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد میں ان سے ملا تو انہوں نے کہا: میں ان دنوں شادی نہیں کرنا چاہتا۔عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دوں۔انہوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا اور میں ان کے اس عدم التفات کا اپنے دل میں عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت زیادہ دکھ محسوس کرتا تھا۔ کچھ دن گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے نکاح کا پیغام بھیج دیا اور میں نے حفصہ کا آپ علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ پھر میری ملاقات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا: جب آپ نے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی تو میرے جواب نہ دینے سے شاید آپ کو دکھ پہنچا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں (بالکل)،تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جواب دینے سے کوئی امر مانع نہ تھا جب آپ نے مجھے پیش کش کی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ذکر فرما رہے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہتا تھا اور اگر آپ نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے تو میں (حفصہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح کر لیتا۔

شرح الحدیث حدیث نمبر 4 کے تحت اس کی شرح گزر چکی ہے۔

[6]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِينَا عَامَ أَوَّلٍ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ النَّاسِ شَيْءٌ أَفْضَلَ مِنَ الْمُعَافَاةِ بَعْدَ الْيَقِينِ ، أَلَا إِنَّ الصِّدْقَ وَالْبِرَّ فِي الْجَنَّةِ ، أَلَا وَإِنَّ الْكَذِبَ وَالْفُجُورَ فِي النَّارِ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه ، کتاب الدعا ، باب الدعا بالعفو والعافية : 3849 وقال

الالبانی : صحیح ، الادب المفرد : 724 ، مسند احمد : 1/ 184 (5) (17) (34) (49) وقال احمد شاکر : اسنادہ صحیحٌ .

ترجمة الحديث حمید بن عبدالرحمٰن بن حسین سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ سال ہم میں کھڑے تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں یقین ایمان کے بعد عافیت سے افضل کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی۔ بے شک سچ اور نیکی جنت میں لے جانے والے ہیں۔ جھوٹ اور برائی جہنم میں لے جانے والے (عمل) ہیں۔''

شرح الحديث (1)...... ایمان اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ ایمان زبان کے اقرار، دل کی تصدیق اور عمل بالجوارح کا نام ہے۔ مؤمن سے اللہ نے دنیا وآخرت کی فوز وفلاح کا وعدہ فرمایا ہے۔

(2)...... عافیت اللہ رب العزت کی دنیاوی نعمتوں میں سب سے عظیم ہے۔ عافیت ہو تو انسان کے لیے دین پر عمل آسان ہو جاتا ہے اور بندہ دین و دنیا کی خیر جمع کر لیتا ہے اسی لیے اس کو ایمان کے بعد سب سے قیمتی چیز قرار دیا گیا ہے۔

(3) معافاۃ:

اس کے معنی یہ ہیں، کہ لوگ تجھ سے سروکار نہ رکھیں اور تو ان سے کچھ غرض نہ رکھے تو ان کو ایذا نہ دے وہ تجھ کو نہ ستائیں۔ ❶

(4) سچائی اور نیکی:

اللہ رب العزت نے انسان کو نیک اعمال کے لیے تخلیق فرمایا کہ دیکھا جائے کون سب سے بہتر اور اچھے عمل کرنے والا ہے۔ ہر نیکی کا سچ سے تعلق ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اسی لیے ابتدائے وحی سے ہی سچ کی تبلیغ کی کیونکہ سچ بولنے، سچ پر قائم رہنے والے کو ہر نیکی کی توفیق مل جاتی ہے اور نیکیاں انسان کے جنت میں جانے کا باعث ہیں۔

اللہ ہمارا خالق و مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء : 87)

''اور اللہ سے زیادہ بات میں کون سچا ہے۔''

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ (النساء : 122)

''اور اللہ سے بات میں کون سچا ہے۔''

---

❶ لغات الحدیث : 3/ 204 .

محمد ﷺ ہمارے پیغمبر و رسول ہیں۔ آپ کی امتیازی خوبیوں میں سے صادق و امین بھی تھیں جن کا اغیار بھی اعتراف کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کی تو اس سے متعلق فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ ﴾ (الزمر : 33)

''اور وہ جو سچ لے کر آیا۔''

وحی الٰہی جو دین اسلام ہے سچ پر مبنی ہے لہٰذا اللہ، اس کے رسول اور دین اسلام کو ماننے والوں کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔ سچ کا ساتھ دینا چاہیے اور ہر وقت سچ بولنے کی کوشش میں رہنا چاہیے تا کہ اللہ کے ہاں ان کا شمار صدیقین میں ہو سکے اور روز محشر سچ بولنے والوں کو ان کا سچ فائدے دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (المائدہ : 119)

''اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

جھوٹ اور برائی:

جس طرح نیکی کا تعلق سچ سے ہے اس طرح ہر گناہ کا تعلق بھی جھوٹ سے ہے۔ لہٰذا جھوٹ بولنے والے سے کسی بھی گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ شریعت مطہرہ نے جھوٹ کو حرام قرار دیا اور جھوٹ بولنے والوں کی شدید الفاظ میں مذمت بیان کی۔ جھوٹ کا انجام جہنم کی آگ قرار دیا اور اس کو منافقین کی خصلتوں میں سے شمار کیا گیا۔

جو شخص روز مرہ کے امور میں جھوٹ سے بچتا ہے اور ہنسی مزاح میں بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جنت کی بشارت سنائی۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ.)) [1]

''میں اس شخص کے لیے جنت کے ایک طرف محل کا ذمہ دار ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں محل کا ذمہ دار ہوں جو جھوٹ چھوڑ دے اگر چہ مزاح ہی میں ہو اور

[1] سنن ابو داؤد، الأدب، باب فی حسن الخلق : 4800.

اس شخص کے لیے جنت کے بالا خانوں میں گھر کا ذمہ دار ہوں جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنا لے۔''

معلوم ہوا مؤمن کے لیے عام حالات میں کسی صورت بھی جھوٹ بولنا روا نہیں سوائے زوجین یا دو متحارب گروپوں میں صلح کروانے کے کوئی مناسب بات بنائی جائے تا کہ غلط فہمیاں دور ہو سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے معاشرے میں بولے جانے والے چند ایسے جھوٹوں کی نشاندہی فرمائی جن سے فی زمانہ عموماً چشم پوشی سے کام لیا جا رہا ہے، زبان اور کانوں کی عارضی لذت کے لیے ہمیشہ کے اخروی خسارہ کی بالکل پروا نہیں جن میں سے چند بولے جانے والے جھوٹ درج ذیل احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

ہر سنی گئی بات بیان کرنا:

حفص بن عاصم نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .)) [1]

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔''

دوسروں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا:

بہز بن حکیم کہتے ہیں مجھے میرے والد نے اور انہوں نے اپنے والد (میرے دادا) سے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:

((وَيْلٌ لِلَّذِى يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ ، وَيْلٌ لَه .)) [2]

''اس آدمی کے لیے ویل ہے جو جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لیے ویل ہے، اس کے لیے ویل ہے۔''

وَيْلٌ:...... ہائے خرابی افسوس، یہ کلمہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شر اور برائی پیش آئے۔

وَيْـــــل:...... دوزخ میں ایک وادی کا نام ہے۔ اگر اس میں پہاڑ ڈال دیئے جائیں تو اس کی گرمی سے پگھل جائیں۔ [3]

---

[1] صحيح مسلم، مقدمه، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع : 5.

[2] سنن ابو داؤد، الادب، باب فى التشديد فى الكذب : 4990، سنن ترمزى، الزهد، باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس : 2315 وقال: حسن.

[3] لغات الحديث : 4/ 549.

مذاق میں جھوٹ بولنا اور اولاد کے ساتھ جھوٹا وعدہ کرنا:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ شَرَّ الرَّوَایَا رَوَایَا الْکَذِبِ ، وَلَا یَصْلُحُ مِنَ الْکَذِبِ جِدٌّ وَلَا هَزْلٌ وَلَا یَعِدُ الرَّجُلُ اِبْنَهٗ ثُمَّ لَا یُنْجِزُ لَهٗ .)) [1]

''یقیناً برے راوی جھوٹ کے راوی ہیں حالانکہ جھوٹ مذاق میں یا جان بوجھ کر بولنا کسی صورت بھی جائز نہیں اور کوئی شخص اپنے بیٹے سے وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔''

جھوٹ بولنے والے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرنے والے کو اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہے وہ رحمت الٰہی سے محروم ہے۔

لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَنْ أَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیقِ رضی اللہ عنہما

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[7]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَارِثٌ النَّقَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ ، عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وُسْوِسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، وَکُنْتُ فِیمَنْ وُسْوِسَ ، فَمَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ، فَسَلَّمَ عَلَیَّ ، فَلَمْ أَرُدَّ عَلَیْهِ ، فَأَتَی أَبَا بَکْرٍ رضی اللہ عنہ ، فَشَکَانِی إِلَیْهِ ، فَجَاءَ أَبُو بَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَرَّ بِكَ أَخُوكَ فَسَلَّمَ عَلَیْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَیْهِ ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا شَعُرْتُ بِتَسْلِیمِهِ عَلَیَّ ، وَإِنِّی عَنْ ذَلِكَ لَفِی شُغْلٍ ، قَالَ: وَمَا شَغَلَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هَذَا الْأَمْرِ ، قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُهُ ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَیْهِ فَاعْتَنَقْتُهُ ، وَقُلْتُ: بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی ، أَحَقٌّ بِذَلِكَ؟ قَالَ: قَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ نَجَاةِ هَذَا الْأَمْرِ ، قَالَ: مَنْ قَبِلَ الْکَلِمَةَ الَّتِی عَرَضْتُهَا عَلَی عَمِّی عِنْدَ الْمَوْتِ هِیَ لَهُ نَجَاةٌ .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی : 1/ 20 (9) وقال المحقق حسین سلیم أسد : اسنادهٗ حسنٌ، مسند البزار : 1/ 56 (4) .

[1] سنن دارمی، الرقاق، باب فی الکذب : 2757، صحیح بخاری : 6094، صحیح مسلم : 2606.

ترجمة الحديث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (پریشانی کی وجہ سے) دل میں مختلف (بے مقصد) خیالات آنے لگے اور میں بھی ان میں سے تھا جن کو ایسے خیال آتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، مجھے سلام کیا اور میں نے انہیں جواب نہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میری ان سے شکایت کی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کے بھائی (عمر رضی اللہ عنہ) آپ کے پاس سے گزرے، انہوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے انہیں جواب نہیں دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم انہوں نے مجھے سلام کیا، میں پریشان تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کو کیا پریشانی تھی؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، اس سے پہلے کہ میں آپ سے اس امر (قیامت) کی نجات سے متعلق دریافت کرتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ سے پوچھا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں کھڑا ہوا اور میں نے انہیں گلے لگا لیا اور میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس کے حقدار تھے (کہ آپ پوچھتے) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر (قیامت) کی نجات سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''جس نے اس کلمہ کو جسے میں نے اپنے چچا پر اس کی وفات کے وقت پیش کیا قبول کر لیا تو یہ کلمہ اس کے لیے (روز قیامت) نجات کا باعث ہو گا۔

شرح الحديث

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر:

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ اس قانون قدرت کے سامنے بے بس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اس قانون قدرت کے تحت تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ کی عقیدت و محبت تھی جس کی وجہ سے آپ کی وفات نے ان پر بڑے گہرے اثرات چھوڑے۔ وہ خود کو بے سہارا سمجھنے لگے، خود کو نارمل نہ رکھ سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن ان کے لیے انتہائی دلفگار، تاریک اور وحشت ناک تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ.)) [1]

''جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو پورا مدینہ روشن ہو گیا تھا اور جس دن آپ کی وفات ہوئی

[1] سنن ترمذی، المناقب عن رسول اللّٰه ﷺ، باب: 3618 وقال: صحیح، سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ذکر وفاته وعنه ﷺ: 1631.

پورا مدینہ تاریک ہوگیا۔‘‘

بَــكَــتِ الْأَرْضُ وَالسَّـمَــاءُ عَـلَـى الـنُّـوْرِ
اَلَّــذِيْ كَــانَ لِـلْـعِبَــادِ سِــرَاجًــا
مَــنْ هُــدِيْـنَــا بِــهٖ اِلٰــى سَبِيْــلِ الْـحَــقِّ
وَكُــنَّــا لَا نَـعْــرِفُ الْـمِـنْهَــاجًــا

’’زمین و آسمان اس نور پر روئے جو اللہ کے بندوں کے لیے چراغ تھا۔ وہ جس کی بدولت ہم نے حق کی طرف رہنمائی حاصل کی اور اس سے قبل ہم سیدھی راہ کو نہیں جانتے تھے۔‘‘

(2)......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو پریشانی کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور سلام کرنے کا علم نہ ہوسکا۔

(3)......اسلامی اخوت و بھائی چارے کا رشتہ تمام رشتوں اور ناطوں سے فضیلت والا ہے۔ اسلام میں جو اس کے حقوق بیان ہوئے ان میں سے ایک حق گزرتے ہوئے سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا بھی ہے۔

(4)......عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے سلام کا جواب نہ آنے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا شاید وہ ناراض ہیں جن کا اظہار انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔

(5)...... حاکم وقت مسلم معاشرے میں اخوت ومحبت کا علمبردار ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو باہم دست و گریباں کرنے کی بجائے شیر وشکر کرتا ہے لڑتے جھگڑتے افراد، نسل، قبائلی اور لسانی وحدتوں میں سکڑتے معاشرے کو امن و امان کا گہوارہ بناتا ہے ؎

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

(اقبال)

(6)......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ”رحماء بینهم“ اور ”أذلة على المومنين“ کی عملی تفسیر تھے۔

(7)......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر لحہ اخروی نجات سے متعلق فکر مند رہتے۔

(8)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہماری نجات و کامیابی کے ضامن ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

(9)......اخروی نجات کے لیے قرآن کے ساتھ حدیث رسول پر عمل بھی لازم ہے۔ حدیث کے بغیر قرآن دانی کا دعویٰ کرنا اور اخروی نجات کا امیدوار ہونا ممکن نہیں ہے۔

(10)......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا و آخرت سے متعلق پیدا ہونے والے ابہامات و اشکالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کرتے اور آپ علیہ السلام ان کا حل پیش فرما دیا کرتے تھے۔

(11) ابوطالب کی وفات:

نبوت کے دسویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی وفات ہوئی۔ ابوطالب کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے احسانات تھے۔ اپنے بچوں سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھا۔ آپ کی پرورش کی۔ نبوت کے اعلان کے بعد جب کفار مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے تو کافروں کی ایذا دہی سے آپ کو بچاتے رہے۔ آپ کی شدید خواہش کے باوجود ابوطالب نے کلمہ نہ پڑھا اور حالت کفر میں ہی وفات پائی۔

سعید بن میسّب رحمہ اللہ اپنے باپ میسّب بن حزن رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے آپ نے دیکھا ابوطالب کے پاس اس وقت ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَمِّ! قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ .))

''اے چچا! آپ ایک کلمہ، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہہ دیں، تاکہ میں اللہ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔''

یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ نے کہا: ابوطالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ان پر کلمہ توحید پیش کرتے رہے۔ ابوجہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ ابوطالب نے آخری بات یہ کہی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہے اور اس نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَمَا وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ .)) [1]

''اللہ کی قسم! مجھے جب تک منع نہ کیا گیا میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا۔''

[1] صحیح بخاری، الجنائز، باب اذا قال المشرك عند الموت لا اله الا الله : 1360، صحیح مسلم، الایمان، باب صحة الاسلام من حضره الموت ما لم يشرع فى النزع : 24.

(12) کلمہ نجات:

لا الہ الا اللہ کلمۂ توحید، کلمۂ اسلام اور کلمۂ نجات ہے۔ ابوطالب کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے چچا ابوطالب سے اسی کلمہ کے اقرار کا مطالبہ کیا۔

ہر نبی نے اول وآخر اسی کلمہ کی دعوت دی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ ﴾ (الانبیاء : 25)

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی جانب یہی وحی کی کہ یقیناً میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔''

خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے عمر بھر اسی کلمہ کی دعوت کا پرچار کیا۔ قولوا لا الہ الا اللّٰہ سے اس مقدس مشق کا آغاز کیا اور ہر لمحہ وآن اس کا اعادہ کرتے رہے۔ کیونکہ اس کلمہ کا اقرار اور فہم ہر مکلّف کا سب سے پہلا فریضہ ہے اور یہی آخری فریضہ بھی ہے۔ توحید کے اقرار کے ساتھ انسان دین اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اگر اسی پر آخری سانس کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو تو اخروی نجات یقینی ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ اسے معلوم ہے اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [2]

''جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

[8]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: نَا عُثْمَانُ ، وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّهْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَجَاةِ هَذَا الْأَمْرِ؟ فَقَالَ: مَنْ قَبِلَ الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُهَا عَلَى عَمِّي فَرَدَّهَا فَهِيَ

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب من مات علی التوحید دخل الجنة : 26.

[2] سنن ابو داؤد، الجنائز، باب فی التلقین : 3116، مسند احمد : 22034.

لَهُ نَجَاةٌ .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی : 1/ 20 (9) وقال المحقق حسین سلیم أسد : اسنادهٗ حسنٌ، مسند البزار : 1/ 56 (4) .

ترجمة الحدیث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر (قیامت) کی نجات سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''جس نے اس کلمہ کو جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا اور انہوں نے قبول نہ کیا، قبول کرلیا تو یہ اس کے لیے (روز قیامت) نجات کا باعث ہوگا۔

شرح الحدیث حدیث نمبر 7 کے تحت اس کی شرح گزر چکی ہے۔

عَلِيٌّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[9]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، وَسُفْيَانُ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُغِيرَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ ، عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ ، فَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرِي اسْتَحْلَفْتُهُ ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ، فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ يُصَلِّي - قَالَ سُفْيَانُ رَكْعَتَيْنِ ، وَقَالَ مِسْعَرٌ ثُمَّ يُصَلِّي - وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا غُفِرَ لَهُ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة عند التوبة : 406، وقال: حسنٌ، سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الاستغفار : 1521، وقال الالبانی : صحیح، سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، باب ما جاء فی ان الصلاة کفارة : 1395 .

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے جو فائدہ دینا ہوتا دے دیتا، اور جب مجھے کوئی اور آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا، جب وہ قسم کھاتا تو میں اس پر اعتبار کر لیتا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی اور یقیناً حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی آدمی کوئی گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھتا ہے۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا دو رکعت۔ اور مسعر رحمہ اللہ نے صرف یہ کہا: پھر وہ نماز پڑھتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔

شرح الحدیث

(1) علم نافع:

وحی الٰہی کا آغاز اقراء سے ہوا۔ علم ہی کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے ممتاز کیا گیا۔ شریعت اسلامیہ نے حصول علم کی ترغیب دلائی اس کے مقاصد اور ترجیحات کو واضح کیا۔ معلم و متعلم کو بشارتیں سنا کر علم سے وابستہ رہنے کی ترغیب دلائی۔ دینی امور کی انجام دہی سے قبل علم حاصل کرنے کا حکم دیا، عہد رسالت میں اصحاب صفہ کا مشغلہ تعلیم و تعلم ہی تھا۔ خود ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم انسانیت بنا کر مبعوث کیا گیا۔ آپ کے فرمودات امت کے دنیوی و اخروی فوائد پر مشتمل ہوتے۔ سننے والے مستفید ہوئے بغیر نہ رہ سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم نافع کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ انْعَفَنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا .)) [1]

''اے اللہ! جس چیز کا تو نے مجھے علم دیا اس کے ساتھ نفع دے اور مجھے اس چیز کا علم دے جو مجھے فائدہ دے اور مجھے علم میں زیادہ کر۔''

اور غیر نافع علم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهُ .)) [2]

''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔ ایسے دل سے جو خشوع نہ رکھے اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔''

علم نافع سے مراد کتاب و سنت کا علم اور ہر وہ علم ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں فائدہ مند ہو۔ کتاب و سنت کی بنیادی تعلیم ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے جبکہ جزئیات پر دسترس کے لیے ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح

---

[1] سنن ترمذی، الدعوات، باب سبق المفردون: 3599.

[2] صحیح مسلم، الذکر والدعا، باب فی الادعیة: 2722.

مسلمانوں پر دنیوی ضروریات میں سے ہر ایک کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ تاکہ انہیں غیر مسلموں کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ مسلمانوں کو چاہیے جدید علوم، طب، زراعت، ہیئت، جغرافیہ، ہندسہ، فنون حرب وضرب وغیرہ سے خود کو آراستہ رکھیں۔ قرآن میں آیات احکام کی نسبت آسمان وزمین، قطعات اراضی، شمس وقمر، جمادات ونبادات اور نفس انسانی پر غور وفکر کی دعوت دینے والی آیات بہت زیادہ ہیں۔ مسلمانوں نے جب تک قرآن کی دعوت کے مطابق کائنات میں غور وفکر جاری رکھا، اغیار پر غالب رہے۔ جب ان کا رشتہ قرآن سے کمزور پڑا تو غلبہ واقتدار جاتا رہا۔

تیری خودی میں گر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چہار سو بدل جائے

(اقبال)

(2) جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت وثقاہت مسلمہ حقیقت ہے۔ کسی کی عدالت وصداقت پر سوال کی گنجائش باقی نہیں ہے۔ ان کی صداقت، فضیلت اور جنت میں داخلہ کی شہادت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ یہ گروہ فرمان ربانی: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ (آل عمران: 110) ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے'' کا پہلا مخاطب اور امت وسط کا اولین مصداق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر کتاب وسنت کے دلائل کی بھرمار ہے۔ جو ان کی صداقت اور دیانتداری پر دلالت کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جھوٹ منسوب کرنا ثابت نہیں۔ اگر ان نفوس قدسیہ کا گروہ غیر معتمد اور خائن ہوتا تو کبھی بھی اس کو اللہ کی طرف سے رضا و خوشنودی اور جنت کی بشارتیں دنیا میں نہ ملتیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حدیث بیان کرنے والوں سے قسم کا مطالبہ احادیث کے نقل کرنے میں احتیاط اور تحقیق کی خاطر تھا۔ کیونکہ حدیث قرآن کا بیان اور تشریح ہے۔ دین اسلام منبع اور احکام الٰہی کا ماخذ ہے۔ اس میں کمی وبیشی دین میں کمی بیشی ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی وقت عمل واجب ہوتا ہے جب وہ کامل شروط کے ساتھ صحیح ثابت ہو۔

(3) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت شان:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حدیث کو بیان کرنا اور ان کی صداقت کی گواہی دینا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت شان کی دلیل ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دل میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے انتہائی ادب واحترام موجود تھا۔ ان کی بیان کردہ باتوں پر اعتماد کرتے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قابل اعتماد ساتھیوں میں سے تھے۔ نبی کریم علیہ السلام کا سفر ہجرت اس بات کا بین ثبوت ہے۔ اسی لیے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کہا گیا۔

(4) وضوء کی فضیلت و اہمیت:

عبادات کے لیے طہارت شرط ہے۔ ناپاک جسم اور لباس کے ساتھ ناپاک جگہ پر کی گئی عبادت اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے۔ نماز کے لیے وضو کو لازم قرار دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ .)) ❶

''وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔''

وضوء وہی صحیح اور درست ہے، اللہ کے ہاں قبولیت نماز اور گناہوں کے کفارے کا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول طریقہ کے مطابق کیا جائے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی، فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ .)) ❷

''جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکمل وضو کیا تو اس کی فرض نمازیں، نمازوں کے درمیانی وقت میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوں گی۔''

اچھی طرح صحیح سنوار کر مکمل وضوء گناہوں کی مغفرت کے ساتھ بلندی درجات کا بھی باعث ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ .)) ❸

''کیا میں تمہیں ان اعمال سے متعلق نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ غلطیاں مٹاتا اور درجات بلند فرماتا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ چاہتے ہوئے مکمل سنوار کر وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ تمہارا رباط (جہاد کے لیے مستعد رہنے اور گھوڑا (باندھنے کی طرح) ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة: 224.

❷ صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه: 231.

❸ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره: 251.

(5) صلوٰۃ التوبہ:

گناہ سرزد ہوجانے کے بعد نماز پڑھنا اور گناہ کی معافی مانگنا مستحب ہے۔ تاکہ وہ نماز اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر "بـاب ما جاء فی الصلوٰۃ عند التوبه" ''توبہ کی نماز کا بیان'' کے عنوان سے باب قائم کیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ توبہ واستغفار کی نیت سے نماز ادا کرنا جائز و درست ہے۔

صلوٰۃ التوبہ کی فضیلت:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا: بلال! کس عمل کی وجہ سے تم جنت میں مجھ سے سبقت لے گئے ہو؟ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو تمہارے چلنے کی آواز اپنے آگے آگے سنی۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے جب بھی کوئی گناہ کیا تو میں نے دو رکعات ادا کیں اور جب بھی میرا وضوء ٹوٹ جاتا ہے تو میں فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسی عمل کی وجہ سے جنت میں مجھ سے سبقت لے گئے ہو۔'' [1]

[10]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَـدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: نَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُـعْبَةُ قَـالَ: سَـمِعْتُ عُثْمَانَ مِنَ آلِ أَبِي عَقِيلٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ يُـقَـالُ لَـهُ: أَسْـمَاءُ أَوِ ابْنُ أَسْمَاءَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ أَنْ يَنْفَعُنِي ، فَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ - وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ - عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ - قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: مُسْلِمٍ - يُذْنِبُ ذَنْبًا ، ثُـمَّ يَتَـوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِذَلِكَ الذَّنْبِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ قَرَأَ إِحْدَى هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: 123] ، ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ [آل عمران: 135]

تخريج الحديث سـنـن تـرمـذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة عند التوبة : 406، وقال: حسنٌ، سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب فی الاستغفار : 1521، وقال الالبانی : صحيح، سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، باب ما جاء فی ان الصلاة كفارة : 1395 .

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے جو فائدہ دینا ہوتا دے دیتا، مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ

[1] صحيح ابن خزيمه : 1209 .

فرمایا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جو بھی مسلمان گناہ کرتا ہے اور پھر وضوء کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ شعبہ نے کہا: پھر ان دو آیات میں سے ایک کی تلاوت فرمائی: ''جو بھی کوئی برائی کرے گا اسے اس کی جزا دی جائے گی۔'' (النساء: 123) ''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش کا مطالبہ کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشتا ہے؟ اور انہوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔'' (آل عمران: 135)

شرح الحدیث حدیث نمبر 10 کے تحت اس کی شرح گزر چکی ہے۔

[11]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُولُ: كُنْتُ امْرَءًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعُنِي ، وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ ، وَحَلَفَ لِي أَبُو بَكْرٍ ، وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ، فَيَتَوَضَّأُ ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ صَلَّى وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهُ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ قَالَ: ثُمَّ تَلَى ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ﴾ [آل عمران: 135]

تخریج الحدیث سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ عند التوبۃ: 406، وقال: حسنٌ، سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی الاستغفار: 1521، وقال الالبانی: صحیح، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ما جاء فی ان الصلاۃ کفارۃ: 1395.

ترجمة الحدیث اسماء بن حکم الفزاری نے بیان کیا میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے جو نفع پہنچانا ہوتا پہنچا دیتا اور جب آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی مجھے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا۔ جب وہ قسم کھا لیتا تو میں اس پر اعتبار کر لیتا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے قسم دی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو بھی شخص کوئی گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضوء کر کے نماز پڑھتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی کا مطالبہ کرتے ہیں۔'' (آل عمران: 135)

شرح الحدیث بشری تقاضے کے تحت گناہ کا ارتکاب ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لینے، فوراً توبہ و استغفار کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ گناہ پر اڑ جانا، بے پروائی سے گناہ کرتے جانا، درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گناہ کے فوراً بعد توبہ کرنے والے شخص کی فضیلت بیان فرمائی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا: ''ایک بندے نے گناہ کیا تو کہا: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے تو مجھے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور اس نے جان لیا اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا اور اس پر گرفت کرتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ گناہ سے رکا رہا، پھر اس نے ایک اور گناہ کیا اور عرض کی: اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے لہٰذا تو اسے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرے بندے نے جان لیا کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر پکڑتا بھی ہے؟ سو میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ گناہ سے رکا رہا۔ پھر اس نے ایک گناہ کیا اور عرض کی: اے میرے رب! میں نے ایک گناہ کیا لہٰذا تو مجھے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرے بندے نے جان لیا کہ بے شک اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے۔ سو میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ وہ جو چاہے کرے۔'' [1]

مَا رَوَاهُ أَبُو وَائِلٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه
ابو وائل کی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[12]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه لَقِيَ طَلْحَةَ فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكَ أَصْبَحْتَ وَاجِمًا؟ قَالَ: كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَـزْعُمُ أَنَّهَا مُوجِبَةٌ فَلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْهَا ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا أَعْلَمُ مَا هِيَ ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی : 1/ 99 (102)، وقال المحقق حسين سليم أسد : رجاله ثقات .

ترجمة الحدیث حضرت ابو وائل سے مروی ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو صبح سے خاموش اور پریشان دیکھ رہا ہوں؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ایک کلمہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے خیال میں جنت کو واجب کرتا ہے مگر میں آپ سے اس سے متعلق نہیں پوچھ سکا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

---

[1] صحيح بخاری، التوحيد، باب قول الله تعالىٰ، يريدون ان يبدلوا...... الخ : 7507، صحيح مسلم، التوبه، باب قبول التوبه : 2758 .

نے فرمایا: میں اس کلمہ کو جانتا ہوں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون سا کلمہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰهُ" "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

شرح الحدیث

(1) مؤمن کا مؤمن سے رشتہ:

رسول اللہ ﷺ کی عالی صفات میں سے مشفق و مہربان ہونا بھی تھا۔ آپ پر اہل ایمان کی تنگی و تکلیف گراں گزرتی۔ کسی بھی صحابی کا مصیبت و مشقت میں مبتلا ہونا آپ کے لیے شاق ہوتا۔ آپ کی شفقت و رحمت کا عالم یہ تھا کہ طائف والوں نے ظلم وستم کی اخیر کر دی لیکن ان کے لیے بددعا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے رشد و ہدایت کا سوال کیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (التوبہ : 128)

"یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔ اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔ تم پر حرص رکھنے والا ہے۔ مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

جس طرح رسول اللہ ﷺ ایمان والوں پر بے حد مہربان اور شفیق تھے۔ اسی طرح آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: 29) "آپس میں نہایت رحمدل تھے۔" نبی رحمت ﷺ نے اہل ایمان کے باہمی رشتے کو مثال دے کر بیان کیا۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى .)) [1]

"تو اہل ایمان کو ایک دوسرے سے رحم، ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

---

[1] صحيح بخاری، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم : 6011، صحيح مسلم، البر والصلة، باب تراحم المومنين و تعاطفهم وتعاضدهم : 2586.

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا .)) ❶

''مؤمن مومن کے لیے ایک دیوار کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔''

اسی جذبہ احساس کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھا تو ان کی پریشانی کی وجہ پوچھی ؏

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن
(اقبال)

(2)......کلمہ توحید سے متعلقہ مسائل واحکام کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 7، 8۔

[13]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: حُدِّثْتُ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه لَقِيَ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكَ أَصْبَحْتَ وَاجِمًا؟ قَالَ: كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَزْعُمُ أَنَّهَا مُوجِبَةٌ فَلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا أَعْلَمُ مَا هِيَ ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ .

تخريج الحديث مسند ابی یعلی : 1/ 99 (102)، وقال المحقق حسین سلیم أسد : رجاله ثقات .

ترجمة الحديث ابووائل سے مروی ہے انہوں نے کہا مجھے بیان کیا گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیدنا طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ میں صبح سے آپ کو خاموش اور پریشان دیکھ رہا ہوں؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک کلمہ ہے جس سے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ جنت کو واجب کرنے والا ہے اور میں آپ سے اس سے متعلق نہیں پوچھ سکا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کلمہ کو جانتا ہوں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون سا ہے؟ انہوں نے کہا: ''وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے۔''

شرح الحديث حدیث نمبر 12 کے تحت شرح گزر چکی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، المظالم، باب نصر المظلوم : 2446، صحیح مسلم، البر والصلة، باب تراحم المومنين...... الخ : 2585 .

وَعُثْمَانُ أَيْضًا عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے مروی روایات

[14]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ غَيْرِ مُتَّهَمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَزِنُوا عَلَيْهِ حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَتَوَسْوَسَ قَالَ عُثْمَانُ: وَكُنْتُ مِنْهُمْ ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي ظِلِّ أُطُمٍ مِنَ الْآطَامِ فَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ، فَسَلَّمَ فَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّهُ مَرَّ وَلَا سَلَّمَ ، فَانْطَلَقَ عُمَرُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَلَا أُعْجِبُكَ؟ مَرَرْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ السَّلَامَ ، قَالَ: فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہما فِي وِلَايَةِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى أَتَيَا فَسَلَّمَا جَمِيعًا ، ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: جَاءَنِي أَخُوكَ عُمَرُ فَزَعَمَ أَنَّهُ مَرَّ عَلَيْكَ فَسَلَّمَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ، فَمَا الَّذِي حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟ فَقَالَ: مَا فَعَلْتُ ، قَالَ عُمَرُ: بَلَى ، وَلَكِنَّهَا عُبِّيَّتُكُمْ يَا بَنِي أُمَيَّةَ ، قَالَ عُثْمَانُ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا شَعُرْتُ بِأَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ عُثْمَانُ ، وَقَدْ شَغَلَكَ أَمْرٌ ، قَالَ: قُلْتُ: أَجَلْ ، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: قُلْتُ: تَوَفَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ قَبْلَ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هَذَا الْأَمْرِ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ: قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ ، قَالَ عُثْمَانُ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ أَحَقُّ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هَذَا الْأَمْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَبِلَ الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلَى عَمِّي فَرَدَّهَا عَلَيَّ فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ.

تخریج الحدیث اسنادهٗ قوی: مسند احمد : 1/ 201 (201) .

ترجمة الحديث ابن شہاب نے بیان کیا، مجھے انصار میں سے دین کی سمجھ رکھنے والے قابلِ اعتماد ایک آدمی نے بتایا۔ اس نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ کو اس غم کی وجہ سے بے مقصد خیالات آنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی انہیں میں سے تھا۔ میں ایک دفعہ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے سلام کیا لیکن مجھے ان کے گزرنے اور سلام کرنے کا علم نہ ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس

تشریف لے گئے اور ان کے پاس جا کر کہا کیا میں آپ کو عجیب بات نہ بتاؤں کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، انہیں سلام کیا، لیکن انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں میرے پاس آئے اور ان دونوں نے سلام کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا بھائی عمر میرے پاس آیا اور اس نے یہ کہا کہ وہ آپ کے پاس سے گزرا، آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا، آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں (آپ نے ایسے کیا)! اے بنو امیہ! یہ آپ لوگوں کا نخوت وغرور ہے۔ (جس وجہ سے آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا) عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ آپ میرے پاس سے گزرے اور مجھے سلام بھی کیا۔ انہوں نے کہا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان نے سچ کہا، ممکن ہے آپ کی توجہ کسی اور طرف ہو؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا، ہاں! (ایسے ہی ہے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا پریشانی ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت کر دیا اس سے پہلے کہ میں آپ سے اس امر (قیامت) کی نجات سے متعلق پوچھتا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ علیہ السلام سے اس سے متعلق پوچھا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں کھڑا ہو کر ان کی طرف بڑھا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر بات پوچھنے کے حقدار تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس امر (قیامت) کی نجات کس چیز میں ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اس کلمہ کو قبول کر لیا جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا اور انہوں نے انکار کر دیا تو یہ (کلمہ) اس کی نجات کا باعث ہوگا۔

شرح الحدیث اس کی تشریح حدیث نمبر 7، 8 کے تحت گزر چکی ہے۔

حُذَيْفَةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[15]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَبُو بَكْرٍ الطَّالْقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُنَيْدَةَ الْبَرَاءُ بْنُ نَوْفَلٍ، عَنْ وَالانَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَصَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ جَلَسَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الضُّحَى ضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَلَسَ مَكَانَهُ حَتَّى صَلَّى الْأُولَى وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ، كُلُّ ذَلِكَ وَلَا يَتَكَلَّمُ، حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ النَّاسُ لِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: سَلْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا شَأْنُهُ؟ صَنَعَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ يَصْنَعْهُ قَطُّ، قَالَ: فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَعَمْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَجُمِعَ الْأَوَّلُونَ

وَالْآخِرُونَ بِصَعِيدٍ وَاحِدٍ ، فَفَظِعَ النَّاسُ بِذَلِكَ حَتَّى انْطَلَقُوا إِلَى آدَمَ وَالْعَرَقُ يَكَادُ يُلْجِمُهُمْ فَقَالُوا: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ ، وَأَنْتَ الَّذِى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ قَالَ: قَدْ لَقِيتُ مِثْلَ الَّذِى لَقِيتُمْ ، فَانْطَلِقُوا إِلَى أَبِيكُمْ بَعْدَ أَبِيكُمْ ، إِلَى نُوحٍ ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ [آل عمران: 33] ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ إِلَى نُوحٍ ، فَيَقُولُونَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، فَأَنْتَ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ وَاسْتَجَابَ لَكَ فِى دُعَائِكَ ، وَلَمْ يَدَعْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ، فَيَقُولُ: لَيْسَ ذَلِكُمْ عِنْدِى ، وَلَكِنِ انْطَلِقُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيلًا ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ: لَيْسَ ذَلِكُمْ عِنْدِى وَلَكِنِ انْطَلِقُوا إِلَى مُوسَى ، فَإِنَّ اللّٰهَ كَلَّمَهُ تَكْلِيمًا ، فَيَقُولُ مُوسَى: لَيْسَ ذَلِكُمْ عِنْدِى ، وَلَكِنِ انْطَلِقُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، فَإِنَّهُ يُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُحْيِى الْمَوْتَى ، فَيَقُولُ: لَيْسَ ذَلِكُمْ عِنْدِى ، وَلَكِنِ انْطَلِقُوا إِلَى سَيِّدِ وَلَدِ آدَمَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، انْطَلِقُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ فَلْيَشْفَعْ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، فَيَأْتِى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبَّهُ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُ بِهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَيَخِرُّ سَاجِدًا قَدْرَ جُمُعَةٍ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، قَالَ: فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ فَإِذَا نَظَرَ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَّ سَاجِدًا قَدْرَ جُمُعَةٍ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَيَذْهَبُ لِيَقَعَ سَاجِدًا ، فَيَأْخُذُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِضَبْعِهِ قَالَ: فَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الدُّعَاءِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى بَشَرٍ قَطُّ ، قَالَ: فَيَقُولُ أَىْ رَبِّ جَعَلْتَنِى سَيِّدَ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ ، وَأَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ حَتَّى إِنَّهُ لَيَرِدُ عَلَىَّ الْحَوْضَ أَكْثَرُ مِمَّا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا الصِّدِّيقِينَ فَيَشْفَعُونَ ، ثُمَّ يُقَالُ: ادْعُوا الْأَنْبِيَاءَ ، فَيَجِىءُ النَّبِىُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ ، وَالنَّبِىُّ وَمَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ ، وَالنَّبِىُّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ ، ثُمَّ يُقَالُ ادْعُوا الشُّهَدَاءَ فَيَشْفَعُونَ لِمَنْ أَرَادُوا ، فَإِذَا فَعَلَتِ الشُّهَدَاءُ ذَلِكَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ أَدْخِلُوا جَنَّتِى مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، قَالَ: فَيَدْخُلُونَ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا فِى النَّارِ هَلْ تَلْقَوْنَ فِيهَا مِنْ أَحَدٍ عَمِلَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: فَيَجِدُونَ فِى النَّارِ رَجُلًا فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا غَيْرَ أَنِّى كُنْتُ أُسَامِحُ النَّاسَ فِى الْبَيْعِ ، فَيَقُولُ: أَسْمِحُوا لِعَبْدِى كَإِسْمَاحِهِ إِلَى عِبَادِى ، ثُمَّ يُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ رَجُلًا آخَرَ

فَيُـقَالُ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا غَيْرَ أَنِّي أَمَرْتُ وَلَدِي إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي بِالنَّارِ ، ثُمَّ اطْحَنُونِي حَتَّى إِذَا كُنْتُ مِثْلَ الْكُحْلِ فَاذْهَبُوا بِي إِلَى الْبَحْرِ ، فَأَذْرُونِي فِي الرِّيحِ ، فَوَاللّٰهِ لَا يَقْدِرُ عَلَيَّ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَبَدًا ، قَالَ: فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ مَخَافَتِكَ قَالَ: فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى مُلْكٍ كَانَ أَعْظَمَ مُلْكٍ ، كَانَ لَكَ مِثْلُهُ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ ، قَالَ: فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟ قَالَ: فَضَحِكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَذٰلِكَ الَّذِي ضَحِكْتُ مِنْهُ مِنَ الضُّحَى .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 193 (15) وقال أحمد شاكر : اسنادهٗ صحيح ، مسند أبي يعلي : 1/ 56 (56)، وقال المحقق حسين سليم احمد : اسنادهٗ حسنٌ، وصححه ابن حبان : 6476.

ترجمة الحدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھا کر بیٹھے یہاں تک کہ چاشت کا وقت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ پھر آپ بیٹھے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں اسی جگہ ادا فرمائیں اور کسی سے کوئی بات نہیں کی، جب آپ نے آخری نماز عشاء ادا کی تو اٹھ کر اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے گئے۔ لوگوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ آج آپ نے ایسا کام کیا جو آج سے پہلے کبھی نہیں کیا؟ چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السلام سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، دنیا و آخرت کے معاملات میں سے جو کچھ ہونے والا ہے مجھ پر پیش کیا گیا۔ پہلے والوں اور بعد میں آنے والوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کیا جائے گا۔ لوگ وہاں شدید گھبراہٹ میں مبتلا ہوں اور وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینہ ان کے مونہوں تک آیا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا لہٰذا آپ اپنے رب کے حضور ہمارے حق میں سفارش کریں۔ آدم علیہ السلام کہیں گے۔ میں بھی اسی پریشانی سے دوچار ہوں جس سے تم لوگ دوچار ہو، تم اپنے باپ آدم کے بعد ہونے والے دوسرے باپ نوح علیہ السلام کی طرف جاؤ۔'' بے شک اللہ نے آدم علیہ السلام کو نوح علیہ السلام آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہان والوں میں سے منتخب فرمایا۔'' (آل عمران : 33) آپ نے فرمایا: وہ نوح علیہ السلام کے پاس جا کر ان سے گزارش کریں گے۔ آپ اللہ رب العزت کے حضور ہمارے حق میں سفارش کریں، اللہ نے آپ کو چنا، آپ کی دعا قبول فرمائی جس کے نتیجے میں اس نے زمین پر کافروں کے کسی بھی گھر کو باقی نہ چھوڑا، نوح علیہ السلام کہیں گے، میں تمہارے لیے یہ کام نہیں کر سکتا، البتہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، بے شک اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ بھی معذرت

کرتے ہوئے کہیں گے۔ میں تمہارے لیے یہ کام نہیں کرسکتا، البتہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان سے (براہ راست) کلام فرمایا۔لیکن موسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے میں تمہارے لیے یہ کام نہیں کرسکتا، البتہ تم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ بے شک وہ پیدائشی اندھوں کو بینا کر دیتے، برص (کوڑھ) کے مریض کو شفایاب کر دیتے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔تو عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کرتے ہوئے کہیں گے، میں تمہارے لیے یہ کام نہیں کر سکتا۔ البتہ تم اولاد آدم علیہ السلام کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ، قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے وہی اٹھے ہیں۔ لہٰذا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہارے رب کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ ادھر جبریل علیہ السلام اللہ رب العزت کے پاس آئیں گے تو اللہ عزوجل انہیں حکم دیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارش کی اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ، جبریل آپ علیہ السلام کو ساتھ لے کر جائیں گے اور آپ ایک ہفتہ کے برابر لمبا سجدہ کریں گے۔ پھر اللہ رب العزت فرمائیں گے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھائیں۔ آپ کہیں آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ جب آپ علیہ السلام اپنا سر اٹھائیں گے تو اللہ رب العزت کو دیکھ کر پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے اور ایک ہفتہ کے برابر لمبا سجدہ کریں گے۔ پھر اللہ رب العزت فرمائیں گے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں، آپ کہیں آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ آپ پھر سجدہ ریز ہونے لگیں گے کہ جبریل علیہ السلام آپ کو بازو سے پکڑ لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی دعائیں سکھائیں گے جو اس سے پہلے اللہ نے کسی بشر کو نہیں سکھائی ہوں گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اولاد آدم کا سردار بنایا۔ میں اس پر فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوئی۔ میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ صنعاء سے لے کر ایلہ تک کی مسافت میں سما جانے والے لوگوں سے زیادہ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: صدیقین کو آواز لگائی جائے گی اور وہ آ کر سفارش کریں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام کو بلاؤ۔ چنانچہ ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ امتیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہوگی اور کسی نبی کے ساتھ پانچ اور کسی کے ساتھ چھ امتی ہوں گے اور کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہوگا۔ پھر کہا جائے گا، شہداء کو بلاؤ، وہ جن کے حق میں چاہیں گے سفارش کریں گے۔ جب شہداء سفارش سے فارغ ہوں گے تو اللہ رب العزت فرمائیں گے، میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں، میری جنت میں ہر اس آدمی کو داخل کرو جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا، فرمایا: وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر اللہ رب العزت فرمائیں گے، جہنم میں دیکھو! کیا تمہیں کوئی ایسا آدمی نظر آتا ہے جس نے زندگی میں کبھی کوئی اچھا عمل کیا ہو؟ فرمایا: وہ جہنم میں ایک آدمی سے پوچھیں گے کیا تو نے کبھی کوئی اچھا عمل کیا؟ وہ کہے گا: نہیں۔ البتہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتے وقت نرمی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جس طرح میرا یہ بندہ میرے بندوں کے ساتھ نرمی کیا کرتا تھا تم بھی اسی طرح اس

کے ساتھ نرمی کرو، پھر جہنم سے وہ ایک اور آدمی کو نکال کر پوچھیں گے، کیا تو نے کبھی کوئی اچھا عمل کیا؟ تو وہ کہے گا: نہیں البتہ میں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ سے جلا ڈالنا، پھر میری راکھ کو پیسنا یہاں تک کہ جب میں سرمہ کی مانند ہو جاؤں تو میری راکھ کو سمندر کی طرف لے جا کر ہوا میں اڑا دینا، اللہ کی قسم! اس کے بعد اللہ رب العزت اس سے پوچھیں گے تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا: تیرے خوف اور ڈر کی وجہ سے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے۔تم کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی بادشاہت کا تصور کرو تمہیں جنت میں وہ اور اس کا دس گنا (مزید) دیا جائے گا۔ وہ آدمی کہے گا: اے اللہ! تو بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی بات سے مسکرائیں گے اور یہی وہ بات تھی جس کی وجہ سے میں چاشت کے وقت مسکرایا۔

شرح الحدیث (1)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خلاف معمول کوئی عمل کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے متعلق دریافت کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حقیقت حال سے آگاہ کرتے تو انہیں بے شمار دینی اور دنیوی فوائد حاصل ہوتے۔

(2)...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحابہ میں بلند مقام حاصل تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق خاص تھے۔اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا متکلم بنایا۔

(3)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے جن امور کی اطلاع دی جاتی، آپ ان سے متعلق خبردار فرما دیتے۔ دنیا وآخرت کے جن ہونے والے امور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا ان سے متعلق آپ کو اس سے پہلے علم نہ تھا جیسا کہ حدیث مبارکہ کے الفاظ سے واضح ہے۔

(4) علم غیب:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی یا ولی کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ کتاب وسنت کی نصوص سے متصادم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾

(النمل : 65)

"آپ کہہ دیجئے! اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا اور انہیں نہیں خبر کے کب اٹھائے جائیں گے۔"

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام : 50)

"آپ کہہ دیجئے! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ

میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں نہیں پیروی کرتا مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہہ دیں کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے۔''

سورۂ اعراف میں واضح انداز سے رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ (الاعراف : 188)

''آپ کہہ دیجیے! میں اپنی جان کے لیے کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ ہی نقصان کا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں نہیں ہوں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔''

قرآن میں بہت سی جگہ ''عالم الغیب'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کے عالم الغیب نہ ہونے کے مضمون کو بھی بہت سی آیات میں بیان کر دیا گیا۔ اس کے باوجود بعض نادان رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب باور کراتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی حیات مبارکہ میں بے شمار ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن کی وجہ سے آپ پریشان ہوئے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا معاملہ، جس کی حقیقت رسول اللہ ﷺ کو وحی سے پہلے معلوم نہ ہو سکی۔ [1]

ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملا دیا جس کے کھانے سے بعض صحابہ شہید بھی ہوئے۔ اس طرح کے اور بھی بہت سارے واقعات رسول اللہ ﷺ سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ .)) [2]

''جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ آئندہ کل ہونے والی باتیں سے متعلق بتاتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے! آسمان و زمین میں اللہ کے سوا جو بھی ہے غیب نہیں جانتا۔''

---

[1] دیکھئے سورۃ النور : 16 تا 26 اور صحیح بخاری : 4141.

[2] صحیح بخاری، التفسیر، سورۃ والنجم، باب : 4855، صحیح مسلم، الایمان، باب معنی قول اللّٰہ عزوجل ولقد راٰہُ نزلۃ اخری : 177.

(5) میدانِ محشر:

اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں ساری مخلوق کو اکٹھا فرمائیں گے، کوئی بھی بندہ و بشر باقی نہیں بچے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾

(الکھف : 47)

''اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور آپ زمین کو صاف میدان دیکھیں گے اور ہم انہیں اکٹھا کریں گے تو ان میں سے کسی کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے۔''

اس حشر میں جن وانس کے علاوہ باقی بھی تمام مخلوقات شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾ (الانعام : 38)

''اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں اور نہ ہی کوئی پرندہ ہے جو اپنے دو پروں سے اڑتا ہے مگر تمہاری طرح امتیں ہیں، ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی، پھر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ)) [1]

''روز قیامت حق والوں کے حقوق ہر صورت ادا کر دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔''

(6) میدانِ محشر کی ہولناکی:

میدانِ محشر میں سب لوگ مرد اور عورتیں ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بے ختنہ ہوں گے۔ تین گروہوں میں لوگوں کو میدانِ حشر میں لایا جائے گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو تین گروہوں میں میدان حشر میں اکٹھا کیا جائے گا۔ ایک گروہ (جنت کا) شوق رکھنے والا ہوگا اور ایک گروہ (جہنم سے) ڈرنے والا ہوگا۔ ان میں سے ایک اونٹ پر دو افراد، ایک اونٹ پر تین افراد اور ایک اونٹ پر چار افراد اور ایک اونٹ پر دس افراد سوار ہو کر میدان حشر میں پہنچیں

[1] صحيح مسلم، البر والصله، تحريم الظلم : 2582.

گے اور باقی (تیسرے گروہ کے) لوگوں کو آگ ہانک کر میدان محشر میں لائے گی۔ جہاں وہ لوگ آرام کے لیے رکیں گے، وہ بھی ان کے ساتھ رکے گی، جہاں وہ رات بسر کرنے کے لیے ٹھہریں گے، آگ بھی ٹھہر جائے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے، آگ بھی صبح کرے گی۔ جہاں وہ شام کریں گے آگ بھی شام کرے گی۔'' ❶

میدان حشر میں سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا، لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روز قیامت سورج مخلوق سے میل بھر کے فاصلے پر آجائے گا اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے۔ کوئی ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا، کوئی گھٹنوں تک ڈوبا ہوگا۔ کسی کو پسینہ کی لگام آئی ہوگی۔ یہ فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ہاتھ کے ساتھ اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔'' ❷

محشر کی ان ہولناکیوں اور سختیوں میں سبھی لوگ پریشان ہوں گے۔ اس بات کے متمنی ہوں گے کہ ان کا حساب ہو اور ان سے متعلق فیصلہ کر دیا جائے۔ اس پریشانی کے عالم میں تمام لوگ انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے گزارش کریں گے کہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں تاکہ ہمیں اس حالت سے نجات مل سکے۔ انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے عذر پیش کرتے ہوئے معذرت کریں گے۔ آخر میں سب اکٹھے ہو کر خاتم النّبیین اولاد آدم کے سردار جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ آپ کی شفاعت سے حساب و کتاب کا آغاز ہوگا اور لوگوں کو راحت ملے گی۔

(7) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت میں تین شفاعتیں حاصل ہوں گی۔

"أَمَّا الشَّفَاعَةُ الْأُوْلٰى: فَيَشْفَعُ فِيْ اَهْلِ الْمَوْقِفِ، حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَهُمْ بَعْدَ اَنْ يَتَرَاجَعَ الْأَنْبِيَاءُ۔ آدَمُ وَنُوْحُ وَاِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ اَلشَّفَاعَةَ حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلَيْهِ وَاَمَّا الشَّفَاعَةُ الثَّانِيَةُ: فَيَشْفَعُ فِيْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنْ يَّدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَهَاتَانِ الشَّفَاعَتَانِ خَاصَّتَانِ لَهٗ وَاَمَّا الشَّفَاعَةُ الثَّالِثَةُ: فَيَشْفَعُ فِيْمَنْ اِسْتَحَقَّ النَّارَ وَهٰذِهِ الشَّفَاعَةُ لَهٗ وَلِسَائِرِ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَغَيْرِهِمُ، يَشْفَعُ فِيْمَنْ اسْتَحَقَّ النَّارَ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا وَيَشْفَعُ فِيْمَنْ دَخَلَهَا اَنْ يَّخْرُجَ مِنْهَا" ❸

---

❶ صحيح بخارى، الرقاق، باب الحشر: 6522، صحيح مسلم، صفة الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر...... الخ: 2861.

❷ صحيح مسلم، صفة الجنة و صفة نعيمها واهلها، باب فى صفة يوم القيامة: 2864.

❸ العقيدة الواسطية: 100، 101.

''پہلی شفاعت: (شفاعت عظمیٰ) یہ میدان حشر میں جمع تمام افراد کے لیے ہوگی کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ لوگ اس شفاعت کے لیے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے پاس جا کر (ان کے انکار کی وجہ سے) واپس آئیں گے آخر کار یہ شفاعت آپ علیہ السلام تک آپہنچے گی۔ دوسری شفاعت: یہ شفاعت اہل جنت سے متعلق ہو گی کہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے۔ یہ دونوں شفاعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ تیسری شفاعت: یہ شفاعت مستحقین جہنم کے لیے ہوگی۔ آپ ان کے لیے شفاعت کریں گے کہ انہیں جہنم میں نہ داخل کیا جائے اور جو جہنم میں داخل کیے جا چکے ہوں گے ان کے متعلق جہنم سے نکالے جانے کی شفاعت کریں گے۔ اس شفاعت میں دیگر انبیاء علیہم السلام اور صدیقین وغیرہ بھی آپ کے ساتھ شریک ہوں گے۔''

(8) شفاعت کی شرائط:

فی زمانہ بہت سے مسلمانوں کی بے عملی کی ایک بنیادی وجہ شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق غلط فہمی ہے۔ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں، نبی علیہ السلام اپنے ہر امتی کی شفاعت فرمائیں گے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ شفاعت کے لیے کچھ بنیادی شرائط ہیں۔

(1)...... شفاعت کرنے والے کو وہ نبی، صدیق، شہید، فرشتے یا اللہ کے نیک بندوں میں سے کوئی بھی ہو اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ملے گی تو شفاعت کر سکے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ: 255)

''کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ﴾ (یونس: 3)

''اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس شفارش کرنے والا نہیں ہے۔''

(2)...... جس کے حق میں سفارش ہو رہی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رضامندی ہو۔ جس سے متعلق اللہ تعالیٰ رضامند نہ ہوں گے اس کو سفارش فائدہ نہ دے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (الانبیاء: 28)

''وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے سوائے ان کے جن سے اللہ خوش ہو۔''

(3)...... شفاعت اہل توحید اور اہل ایمان کو نصیب ہوگی۔ جن کے عقیدے میں کفر و شرک ہے۔ وہ کتنے ہی

دعویدار ان ایمان ہوں شفاعت سے محروم رہیں گے کیونکہ جنت میں جانے اور اعمال کی قبولیت کے لیے عقیدہ کا کفر و شرک کی غلاظتوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ .)) [1]

''ہر نبی کی ایک ایسی دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہر نبی نے جلدی کی اور دنیا میں ہی دعا مانگ لی، جبکہ میں نے اپنی دعا قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھی ہے۔ میری یہ سفارش ہر اس آدمی کو پہنچے گی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے کفار سے متعلق فرمایا:

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾ (المدثر : 48)

''اور انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔''

(4)...... کفار کی شفاعت سے متعلق ایک استثنائی صورت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے لیے تخفیف عذاب کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول کر لی جائے گی، لیکن اس شفاعت کا قطعاً یہ مفہوم نہیں کہ ابوطالب کو جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

(9) مراتب انبیاء علیہم السلام:

انبیاء کرام علیہم السلام درجات و مراتب میں مختلف ہیں، ان میں سے بعض کو بعض پر رتبہ و فضیلت حاصل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ﴾

(البقرہ : 253)

''یہ رسول، ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان کے بعض کو اس نے درجات میں بلند کیا۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾ (بنی اسرائیل : 55)

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اختباء النبی دعوة الشفاعة لامته : 199.

''بلاشبہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا کی۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا فرمان: ﴿وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ﴾ اور ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''انبیاء کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو، (صحيح بخاري: 3415، صحيح مسلم: 2373) کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مراد، محض اپنی خواہش اور تعصب کی بنیاد پر فضیلت دینا ہے۔ دلیل کی بنا پر فضیلت دینا نہیں ہے، کیونکہ جب کوئی چیز دلیل سے ثابت ہو جائے تو اسے ماننا ضروری ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ رسول انبیاء سے افضل ہیں اور پھر اولوالعزم ان سب میں سے افضل ہیں اور وہ پانچ ہیں جن کا ذکر قرآن کی دو آیات: ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ...... الخ﴾ (الاحزاب: 7) اور ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ...... الخ﴾ (الشورىٰ: 13) میں نص کے ساتھ موجود ہے۔ پھر ان اولوالعزم میں سے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں، پھر ان کے بعد ابراہیم اور پھر موسیٰ علیہما السلام ہیں۔ [1]

(10) افضل الانبیاء:

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل میں سے پیارے پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل رتبہ نصیب کیا۔ آپ کی بے شمار فضیلتیں ایسی ہیں جو آپ کو دنیوی زندگی میں عطا کی گئیں۔ جیسے آخری نبی بنایا جانا، حامل قرآن ہونا، مال غنیمت کا حلال ہونا وغیرہ۔ اسی طرح آپ کی بعض فضیلتیں آخرت کے ساتھ خاص ہیں جو آپ کو روز محشر نصیب ہوں گی، جیسے سب سے پہلا شفیع اور مشفع ہونا، لواء حمد کا آپ کے ہاتھ میں دیا جانا، سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔

(11) صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان ہونے والی صفات بھی وہ ہیں جن میں آپ کا کوئی حصے دار نہیں اور آپ ہی ان صفات کے حامل ہیں۔ آپ اولاد آدم کے سردار ہیں، روز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبر مبارک شق ہوگی، آپ کو حوض کوثر عطا کی گئی ہے۔

(12) انبیاء کے علاوہ دیگر اصحاب شفاعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، فرشتے، اولیاء، صلحاء اور شہداء بھی سفارش کریں گے۔ ان شخصیات کے علاوہ بعض نیک اعمال، روزہ، قرآن، سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ ملک بھی اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کریں گی۔ نیک اولاد بھی والدین کے لیے روز قیامت شفاعت کرے گی۔ ان میں سے ہر ایک کے کتاب و سنت میں دلائل موجود ہیں اختصار کے پیش نظر احادیث درج نہ کی گئیں۔

[1] تفسیر ابن کثیر: 5/ 87، 88.

(13) سواد اعظم:

بعض نادان سوادِ اعظم اور کثرت تعداد کو معیار حق سمجھتے ہیں حالانکہ اسلامی تعلیمات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اکثر نافرمان، اکثر کافر، اکثر فاسق اکثر اللہ اور اس کے رسول کے باغی ہیں۔ ایماندار اور شکرگزار لوگوں کی تعداد ہمیشہ کم رہی۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے روز قیامت جب انبیاء علیہم السلام تشریف لائیں گے تو کسی کے پیروکاروں کی ایک جماعت ہو گی کسی نبی کے ساتھ پانچ، کسی کے ساتھ چھ اور بعض نبی ایسے بھی ہوں گے جو اکیلے ہی آئیں گے ان کے ساتھ ماننے والا ایک بھی نہیں ہوگا۔ یہ سب نبی اپنے اپنے دور میں راہ حق پر گامزن تھے اور حق کے داعی تھے۔ مگر اکثریت نے ان کی دعوت کو ٹھکرایا جس سے اکثریت اور سوادِ اعظم کا حق پر نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں حق و باطل میں تمیز کے لیے اکثریت کے فیصلے کو گمراہ کن قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۝۱۱۶﴾ (الانعام : 116)

''اور اگر آپ زمین پر بسنے والوں کی اکثریت کا کہا مانو گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے پھیر دیں گے۔ یہ محض گمان کی پیروی کرتے اور اندازے لگاتے ہیں۔''

(14) مشرک کی نجات نہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ جو شخص اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے۔ خلوص دل کے ساتھ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے اور اس پر اپنی رحمت وسیع کر دیتا ہے۔ شرک جیسا اکبر الکبائر گناہ بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے لیکن جو شخص حالت شرک میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی بھی نہیں بخشے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا۝۴۸﴾ (النساء : 48)

''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے جسے چاہے اور جو اللہ کا شریک بنائے یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔''

مشرک کی نجات نہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا اس پر اللہ تعالیٰ جنت حرام کر چکے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ ﴾

(المائدہ : 72)

''بے شک جو بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے، یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں۔''

روز قیامت انسان کا اصل سرمایہ عقیدہ توحید اور ایمان ہے جس پر نجات کا انحصار ہے۔ مشرک کے تمام اعمال رائیگاں چلے جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جہنم سے شفاعت یا رحمت الٰہیہ کے ذریعے خلاصی بھی انہیں لوگوں کو ملے گی جو مشرک نہ ہوئے۔

(15) معاملات میں نرم خوئی:

دین اسلام، دین رحمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ اسلام سخت مزاج، تندخو اور شقی القلب افراد کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ کرتے دیکھا تو فرمایا:

((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ .)) ❶

''اے عائشہ! رک جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ .)) ❷

''جو نرمی سے محروم کر دیا گیا، وہ خیر (کثیر) سے محروم کر دیا گیا۔''

نرم خوئی سے آدمی دنیا و آخرت کے بے شمار فوائد سمیٹ لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ .)) ❸

''بے شک اللہ رفیق ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور وہ نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو ترشی اور کرختگی اور کسی

---

❶ صحیح البخاری، الأدب، باب الرفق فی الأمر كله : 6024، صحیح مسلم، السلام، باب النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام : 2165.

❷ صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق : 2596.

❸ صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق : 2593.

اور چیز پر عطا نہیں فرماتا۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُونُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ، وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ.)) ❶

''یقیناً نرمی جس چیز میں بھی ہو وہ اس کو مزین اور خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔''

اسلام نے خودغرضی اور ذاتی مفاد کی بجائے جذبۂ ایثار کی حوصلہ افزائی کی۔ خودغرض اور مفاد پرست افراد خوف خدا سے عاری بے ضمیر ہوتے ہیں، ان میں جذبۂ احساس کا فقدان ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مزاج میں سختی اور اکھڑ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ بے غرضی، ایثار پیشی کے اوصاف سے متصف افراد دوسروں کے احساس میں زندگی گزارتے ہیں اور یہ احساس و ہمدردی نرم دلی اور نرم خوئی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ لین دین، تجارت اور دیگر معاملات میں نرم مزاج آدمی کے لیے حدیث میں بیان شدہ فضیلت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نرم خوئی آخرت کی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے۔

(16) خوف الٰہی کا صلہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴾ (الرحمن: 46)

''اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا، دو باغ ہیں۔''

درج بالا آیت کی تفسیر میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جنت کی وراثت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے کیونکہ یہی وہ جوہر ہے جو انسان کو صراط مستقیم پر قائم رکھتا ہے اور اسے اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو موقع میسر ہونے پر انسان کو کوئی بھی چیز کسی بھی جرم کے ارتکاب سے روک نہیں سکتی اور جب یہ موجود ہو تو آدمی کے لیے یہ قدم مشکل سے مشکل مقام پر نہیں ڈگمگاتے۔ صحیح بخاری کی حدیث نمبر (660) میں قیامت کے دن جن سات آدمیوں کو عرش کا سایہ ملنے کی بشارت دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک وہ ہوگا جس نے خوف الٰہی کی وجہ سے برائی چھوڑ دی،

اور اس گناہ گار کی مغفرت کا باعث بھی اللہ کا ڈر تھا جس نے وصیت کی تھی کہ مجھے جلا کر میری کچھ راکھ کو ہوا میں اڑا دیا جائے اور کچھ کو پانی میں بہا دیا جائے۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق: 2594.

❷ دیکھئے صحیح بخاری: 3452، تفسیر القرآن الکریم: 4/ 543.

(17) ادنیٰ درجے کا جنتی:

اللہ پر ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو آخرت میں انعام واکرام سے نوازا جائے گا اور وہ ہمیشہ کی زندگی عیش وآرام سے بسر کریں گے۔ آخرت میں اللہ کے بندوں کے آرام وسکون کی جگہ جنت ہے۔ اہل جنت کو جنت میں ہر طرح کی آسائش میسر ہوگی اور وہ اپنی منشا ومرضی کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ جنت کے بلند و بالا محلات جنتیوں میں درجات ومراتب کے اعتبار سے تقسیم ہوں گے اور یہ درجات ایمان کے بعد نیک اعمال کی بنیاد پر تقسیم ہوں گے۔ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ''وسیلہ'' ہے۔ جس پر ہمارے پیارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزا ہوں گے۔

اعلیٰ وادانی درجہ کے ایک عام جنتی کو جنت میں جو میسر ہوگا اس کی کیفیت درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَأَلَ مُوسٰی علیہ السلام رَبَّہٗ تَعَالٰی مَا اَدْنٰی أَہْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً؟ قَالَ: ہُوَ رَجُلٌ یَّجِیءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَہْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ فَیُقَالُ لَہُ: ادْخُلِ الْجَنَّۃَ . فَیَقُولُ: أَیْ رَبِّ! کَیْفَ؟ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَہُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِہِمْ؟ فَیُقَالُ لَہٗ: اَتَرْضٰی أَنْ یَکُونَ لَکَ مِثْلُ مُلْکِ مَلِکٍ مِنْ مُّلُوکِ الدُّنْیَا؟ فَیَقُولُ: رَضِیتُ، رَبِّ! فَیَقُولُ: لَکَ ذٰلِکَ وَمِثْلُہٗ وَمِثْلُہٗ وَمِثْلُہٗ وَمِثْلُہٗ . فَقَالَ فِی الْخَامِسَۃِ: رَضِیتُ، رَبِّ! فَیَقُولُ: ہٰذَا لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ، وَلَکَ مَا اشْتَہَتْ نَفْسُکَ وَلَذَّتْ عَیْنُکَ، فَیَقُولُ: رَضِیتُ، رَبِّ! قَالَ: رَبِّ فَأَعْلَاہُمْ مَنْزِلَۃً؟ قَالَ: أُولٰٓئِکَ الَّذِینَ أَرَدْتُ، غَرَسْتُ کَرَامَتَہُمْ بِیَدِی! وَخَتَمْتُ عَلَیْہَا فَلَمْ تَرَ عَیْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ یَخْطُرْ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ . قَالَ: وَمِصْدَاقُہٗ فِی کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِیَ لَہُمْ مِنْ قُرَّۃِ أَعْیُنٍ الْآیَۃَ﴾ (السجدہ : 17)......)) [1]

''سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا، اے میرے رب! اہل جنت میں سے کم درجے کا جنتی کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ایسا آدمی ہوگا تمام اہل جنت کے جنت میں چلے جانے کے بعد آئے گا۔ تو اس سے کہا جائے گا، جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا، اے میرے رب! میں کیسے داخل ہوں تمام لوگ اپنی اپنی منزلوں میں رہائش پذیر ہو چکے ہیں اور جو کچھ انہوں نے لینا تھا لے چکے؟ تو اس سے کہا جائے گا: کیا تم اس بات پر راضی ہو جاؤ گے کہ تمہیں دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی بادشاہت کے برابر دے دیا جائے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، وہ بادشاہت تمہاری ہوئی، پھر اس جتنا

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ : 189 .

مزید، پھر اس جتنا مزید، پھر اس جتنا مزید، پھر اس جتنا مزید، پھر اس جتنا مزید، پانچویں بار وہ آدمی (بے ساختہ) کہے گا اے میرے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ سب اور اس سے دس گنا زیادہ مزید تیرا اور تیرے لیے وہ سب کچھ جو تیرا دل چاہے اور جو تیری آنکھوں کو بھائے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جو سب سے اعلیٰ درجہ کا جنتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہی لوگ میری مراد ہیں۔ میں نے ان کی عزت اور شرف کو اپنے ہاتھ سے کاشت کیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس کے لیے وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بندہ و بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ فرمایا: اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں موجود ہے، ''کوئی نفس نہیں جانتا (جنت میں) ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔''

[16]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبُنَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 193 (15) وقال احمد شاكر : اسنادهٗ صحيح ، مسند ابی يعلى : 1/ 56 (56)، وقال حسين سليم أسد : اسنادهٗ حسنٌ ، وصححه ابن حبان : 6476 .

ترجمۃ الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوخیثمہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن اسحاق البنانی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اپنی سند کے ساتھ نضر بن شمیل نے گزشتہ حدیث کی مانند۔

[17]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، ﴿شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ﴾ [الرعد: 16] قَالَ: أَخْبَرَنِي لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ، عَنْ حُذَيْفَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه ، إِمَّا حَضَرَ ذَلِكَ حُذَيْفَةُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَّا حَدَّثَهُ إِيَّاهُ أَبُو بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الشِّرْكُ أَخْفَى فِيكُمْ مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَهَلِ الشِّرْكُ إِلَّا مَا عُبِدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ مَا دُعِيَ مَعَ اللَّهِ؟ شَكَّ عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا صِدِّيقُ ، الشِّرْكُ أَخْفَى فِيكُمْ مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَمْرٍ يُذْهِبُ صِغَارَهُ وَكِبَارَهُ ، أَوْ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ: تَقُولُ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا لَا أَعْلَمُ ، قَالَ: وَالشِّرْكُ أَنْ تَقُولَ أَعْطَانِي اللَّهُ وَفُلَانٌ ، وَالنِّدُّ أَنْ تَقُولَ لَوْلَا فُلَانٌ لَقَتَلَنِي فُلَانٌ .

تخریج الحدیث صحیح بشواھدہ: مسند ابی یعلی : 1/ 60 (58).

ترجمة الحدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ یا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے یا پھر انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے روایت بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: شرک تم میں چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہوکر داخل ہوتا ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! کیا اللہ رب العزت کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنے یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو پکارنے کے علاوہ بھی شرک ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے صدیق! تجھے تیری ماں گم پائے شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہوکر داخل ہوتا ہے۔ کیا میں تیری ایسے کلمات کی طرف رہنمائی نہ کروں جو چھوٹے بڑے ہر قسم کے شرک کو تجھ سے ختم کردے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں ضرور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ہر روز تین دفعہ یہ کلمات پڑھو: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں جانتے بوجھتے شرک کروں اور جو میں نہیں جانتا میں اس کے بارے میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔'' اور فرمایا: ''مجھے اللہ اور فلاں نے دیا کہنا شرک ہے اور اگر فلاں نہ ہوتا تو فلاں مجھے مار دیتا کہنا غیر اللہ کی پکار ہے۔''

شرح الحدیث

(1) شرک سے بچنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے توحید کو اختیار کرنے اور شرک سے اجتناب کا حکم دیا۔ اسی مقصد کے لیے انبیاء ورسل کو بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ (النحل : 36)

''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

شرک کو تمام گناہوں میں سے بڑا قرار دیا گیا۔ مشرک پر جنت حرام ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے۔

(2) شرک اصغر:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا عبادات میں شرک کے علاوہ شرک کی ایک دوسری قسم شرک اصغر ہے۔ جس کا اس حدیث میں ذکر ہوا۔ شرک اصغر کی ایک صورت یہ ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص نہ ہو۔ بلکہ بندوں کے لیے ریاکاری اور تصنع ہو۔ رضائے الٰہی کے بجائے خود کو نمایاں کرنا مقصود ہو یا طلب دنیا، جاہ و منصب یا مرتبہ کا حصول مطلوب ہو۔ اسی طرح کچھ ایسے الفاظ اور اعمال بھی شرک اصغر کے زمرے میں آتے ہیں جن کے استعمال سے شرک سے ڈراتے ہوئے شرک کا لفظ استعمال کیا مثلاً غیر اللہ کی قسم کھانا، جو اللہ اور آپ چاہیں کہنا، امام ضامن باندھنا، چھلا، منکا،

کڑا یا زنجیر وغیرہ کو حادثات، نظر بد یا بیماری سے محفوظ رہنے کے لیے استعمال کرنا وغیرہ۔

شریعت اسلامیہ نے شرک اکبر اور شرک اصغر دونوں سے روکا ہے۔ فی زمانہ شرک اصغر، ریا کاری نمود و نمائش، اس قدر عام ہو چکا ہے کہ مالدار، اپنا مال تصاویر بنا کر تقسیم کرتا ہے۔ عالم دین لوگوں سے داد لے کر تقریر کرتا ہے اور دین داری، نمازی، روزہ رکھنے والا، زکوٰۃ دینے والا مسجد و مدرسہ پر اپنا رعب جھاڑ کر احسان جتلاتا ہے۔

شہرت طلبی کی اس لذت میں اپنی خواہشات کی تسکین کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ عبادات میں مشغول اور معاصی سے دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (البقرہ : 264)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے، جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے اور اسے ایک سخت چٹان کی صورت چھوڑ جائے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر قدرت نہیں پائیں گے جو انہوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

(3)...... حدیث میں مذکور دعا شرک اکبر اور شرک اصغر دونوں سے بچنے کے لیے ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی دی گئی ہدایت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے کیونکہ ہم جیسے ضعیف الایمان افراد کے شرک میں ملوث ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ لہٰذا شرک کا خوف ہمیشہ دل میں ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ رکھے۔

(4) شرک کی بعض اقسام:

اہل علم نے شرک کی مختلف اقسام کو بیان کیا ہے جن میں سے شرک فی الذات (اللہ کی اولاد یا کسی کو جز بنانا وغیرہ)۔ شرک فی الصفات (اللہ کے علاوہ کسی اور کو اللہ جیسی صفات، رزق دینے، دعائیں سننے والا وغیرہ کا مالک سمجھنا)۔ شرک فی العبادات (عبادت کی اقسام قولی، فعلی، مالی، قلبی میں سے کسی کو اوروں کے لیے بجا لانا) وغیرہ اس حدیث میں شرک فی الصفات کی مثالوں کو بیان کیا گیا ہے۔

(5) لفظ "نِدٌّ" کی وضاحت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرہ: 22)

"اللہ کے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ جبکہ تم جانتے ہو۔"

آیت مبارکہ میں "نِدٌّ" کی جمع "اَنْدَاد" بیان ہوئی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

((اَلْاَنْدَادُ هُوَ الشِّرْكُ أَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ مَعَ صِفَاتِهٖ سَوْدَاءَ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَهُوَ اَنْ تَقُوْلَ وَاللّٰهِ وَحَيَاتِكَ يَا فُلَانَةُ، وَحَيَاتِيْ، وَتَقُوْلُ لَوْلَا كُلَيْبَةٌ هٰذَا لَأَتَانَا اللُّصُوْص، وَلَوْلَا الْبَطُّ فِي الدَّارِ لَأَتَى اللُّصُوْصُ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ: مَا شَاءَ اللّٰهِ وَشِئْتَ وَقَوْلُ الرَّجُلِ: لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ، لَا تَجْعَلْ فِيْهَا فُلَانًا هٰذَا كُلُّهٗ بِهٖ شِرْكٌ.)) ❶

"انداد سے مراد شرک ہے جو رات کے اندھیرے میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ مثلاً یوں کہنا، مجھے اللہ کی قسم! اور اے فلاں عورت تیری زندگی کی قسم! اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! اور اگر گھر میں کتیا نہ ہوتی تو چور آ جاتے، اور اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو چور آ جاتا، یا کسی کا کسی کو یہ کہنا، جو اللہ اور آپ چاہیں، اور آدمی کا یوں کہنا: اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں آدمی نہ ہوتے (تو میرا یہ نقصان ہوتا)۔ اس میں فلاں کو مت لائیں۔ اس طرح کی سب باتیں شرک ہیں۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بطور مثال چھ جملے ذکر فرمائے جن میں شرک پایا جاتا ہے مگر ہمارے ہاں ان کا لوگوں کی زبانوں پر استعمال عام ہے۔ اسی لیے تو شرک سے چوکنا رہنے اور بچنے کا حکم دیا گیا کیونکہ جس طرح سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی سیاہ چیونٹی کو نہیں دیکھا جا سکتا اسی طرح شرک بسا اوقات اس راہ سے داخل ہو جاتا ہے جس کا عام طور پر انسان کو اندازہ ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک و کفر سے محفوظ رکھیں۔ آمین

[18]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَيْخٍ، مِنْ عَنَزَةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه وَشَهِدَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الشِّرْكَ فَقَالَ: هُوَ فِيكُمْ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ، فَسَأَدُلُّكَ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتَهُ ذَهَبَ عَنْكَ صِغَارُ الشِّرْكِ وَكِبَارُهُ أَوْ صَغِيرُ الشِّرْكِ

❶ تفسیر ابن کثیر: 1/ 196.

وَكَبِيرَهُ ، قَالَ: قُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ ، يَقُولُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

تخریج الحدیث اسناده حسن بشواهده، الادب المفرد للبخاری : 716، مسند ابی یعلی : 1/ 60 (59).

ترجمة الحدیث سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور وہ (معقل) ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ تم میں چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہو کر داخل ہوتا ہے اور میں آپ کی ایسے کلمات کی طرف رہنمائی کرتا ہوں جن کے پڑھنے سے وہ کلمات تجھ سے چھوٹا بڑا ہر قسم کا شرک ختم کر دیں گے۔'' آپ نے فرمایا: ''پڑھو! اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں جانتے ہوئے شرک کروں اور جو میں نہیں جانتا میں اس کے بارے میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔'' ان کلمات کو تین دفعہ (ہر روز) پڑھے۔

[19]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْمَرُ قَالَ: أَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُنَيْدَةَ الْبَرَاءُ بْنُ نَوْفَلٍ ، عَنْ وَالَانَ الْعَدَوِيِّ ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهُ لِيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُ مِمَّا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 193 (15) وقال أحمد شاكر : اسنادهٗ صحيحٌ ، مستخرج ابی عوانه : 1/ 151 (443).

ترجمة الحدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن صنعاء سے لے کر ایلہ تک کی دوری میں سما جانے والے لوگوں سے زیادہ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔''

شرح الحدیث

(1) حوض کوثر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝١ ﴾ (الكوثر : 1)

''بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔''

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے حوض کوثر کا عطا کیا جانا بھی ہے۔حوض کوثر میدان محشر میں ہوگا۔اس کا پانی جنت کی نہر کوثر سے آئے گا۔اس حوض پر رسول اللہ ﷺ اپنی امت کا استقبال کریں گے، انہیں پانی پلائیں گے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْـنَـمَا أَنَا أَسِيرُ فِى الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِى أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِينُهُ أَوْ طِيبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ .)) ❶

''میں جنت میں چل رہا تھا کہ اچانک ایک نہر آ گئی جس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے قبے تھے میں نے پوچھا: اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ کوثر ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی! اس کی خوشبو یا مٹی مہکنے والی کستوری کی مانند تھی۔''

رسول اللہ ﷺ نے حوض کوثر کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((وَالَّـذِى نَـفْـسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَآنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَآءِ وَكَوَاكِبِهَا ، اَلَا! فِىْ الـلَّيْـلَةِ الْـمُـظْـلِـمَةِ الْـمُـصْحِيَةِ ، آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَاْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ ، يَشْـخُـبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ ، عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ ، مَا بَيْنَ عُمَّانَ اِلَى اَيْلَةَ ، مَاؤُهُ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ ، وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ .)) ❷

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس کے برتن آسمان کے تاروں سے زیادہ ہیں۔تارے بھی اس رات کے جو تاریک اور بادل کے بغیر ہو۔جنت کے برتن ایسے ہیں جو ان سے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔اس وقت کے آخر تک جو اس پر گزرے گا۔اس حوض میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں۔جو اس سے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے۔جتنا عمان سے ایلہ تک کا فاصلہ ہے۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔''

حوض کوثر کے طول وعرض کو مختلف احادیث میں مختلف علاقوں کے نام لے کر بیان کیا گیا۔مقصود اس حوض کی وسعت کو بیان کرنا ہے۔حوض کوثر کا جام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے افراد کے لیے خاص ہوگا۔جس سے اس امت کی کثیر

❶ صحيح البخارى ، الرقاق ، باب فى الحوض : 2581 .

❷ صحيح مسلم ، الفضائل ، باب اثبات حوض نَبِيِّنَا ﷺ وصفاته : 2300 .

تعداد فیض یاب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جام کوثر نصیب فرمائے۔ آمین

(2)...... حدیث میں حوض کوثر پر آنے والے افراد کی کثرت کو بیان کیا گیا ہے۔

ابْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[20]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَوْلَى ابْنُ سِبَاعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ [النساء: 123] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا أُقْرِؤُكَ آيَةً أُنْزِلَتْ عَلَيَّ ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْرَأَنِيهَا ، قَالَ: فَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنِّي وَجَدْتُ انْفِصَامًا فِي ظَهْرِي حَتَّى تَمَطَّيْتُ لَهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَالَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي وَأُمِّي وَأَيُّنَا لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ ، وَإِنَّا لَمُجْزَوْنَ بِكُلِّ سُوءٍ عَمِلْنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَأَصْحَابُكَ فَتُجْزَوْنَ بِذَلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوُا اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَيْسَتْ لَكُمْ ذُنُوبٌ ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ فَيُجْمَعُ لَهُمْ حَتَّى يُجْزَوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

تخريج الحديث حديث صحيح بطرقه وشواهده، سنن ترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء: 3039.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ یہ آیت ''جو بھی کوئی برائی کرے گا اسے اس کی جزا دی جائے گی اور وہ اس کے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست پائے گا نہ مددگار۔'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! کیا میں تجھے وہ آیت پڑھاؤں جو مجھ پر ابھی نازل کی گئی؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں (ضرور پڑھائیں) پھر آپ نے مجھے وہ آیت پڑھائی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنی کمر کو ٹوٹتا محسوس کیا اور میں نے انگڑائی لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے ابوبکر! تجھے کیا ہوا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم میں سے کون گناہ نہیں کرتا اور کیا ہر گناہ جو ہم نے کیا اس کی جزا دی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تم اور تمہارے ساتھی ان گناہوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیئے جاؤ گے حتی کہ تم اللہ رب العزت سے اس حال میں ملو گے کہ تمہارے گناہ ختم

ہو چکے ہوں گے اور رہے دوسرے لوگ تو ان کی برائیاں جمع ہوتی جاتی ہیں اور قیامت کے دن انہیں ان کی سزا دی جائے گی۔''

شرح الحدیث (1)...... دین اسلام آرزؤں اور دعووں کا نام نہیں ہے، خوش فہمیوں اور خام خیالیوں میں رہنے کی بجائے ایک مسلمانوں کو شرعی احکام پر عمل پیرا رہنا چاہیے۔ حسب ونسب تعلق و رشتہ داریاں گناہوں کی سزا سے نہیں بچاسکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں طے شدہ اصول ہے اچھوں کو اچھائیاں فائدہ دیں گی اور بروں کو برائیاں لے ڈوبیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بے شمار احسانات فرمائے ہیں۔ اگر صحت وتندرسی عظیم نعمت ہے تو بیماری بھی گناہوں کا کفارہ بننے کے ساتھ صحت وتندرسی کی قدر و قیمت کا احساس بھی دلاتی ہے۔ بیماریاں اور تکالیف گناہ گار مسلمانوں کے لیے کفارۂ گناہ اور صالح اہل ایمان کے لیے بلندیٔ درجات کا باعث ہوتی ہیں۔ لہٰذا دوران بیماری صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اللہ سے صحت یابی کی درخواست کرنی چاہیے۔ بیماریوں کو برا بھلا کہنے اور اللہ کے گلے شکوے کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

(2) صحابہ پر قرآن کا اثر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن سے خاص شغف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی جیسے ہی کوئی آیت کسی صحابی کے کان میں پڑتی اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا۔ قرآنی آیات کے معانی و مفاہیم کے سمجھنے میں اگر دقت پیش آتی تو دربارِ نبوت پر حاضری دے کر رہنمائی لیتے۔ ان کا اوڑھنا، بچھونا کلام اللہ تھا۔ رات بھر نوافل میں تلاوت قرآن جاری رہتی۔ بعض صحابہ کی تو حالت یہ تھی کہ قرآن پڑھتے ہوئے زاروقطار رونے لگ جاتے، خود پر قابو نہ رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران بیماری سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں''! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ .)) [1]

''اے اللہ کے رسول! بے شک ابوبکر نرم دل ہیں۔ جب وہ قرآن پڑھیں گے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پائیں گے۔''

عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی ہچکیوں کے ساتھ رونے کی آواز سنی جبکہ میں صفوں کے آخر میں

[1] صحیح بخاری، الأذان، باب اهل العلم والفضل احق بامامة: 679، صحیح مسلم، الصلوة، باب استخلاف الامام ...... الخ: 418.

تھا اور وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ﴾ (یوسف : 86)

''(یعقوب علیہ السلام نے کہا) میں اپنی ظاہری بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں۔'' ❶

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی انہیں کیفیات کو درج ذیل آیات میں بیان کیا ہے:

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ ﴾ (المائدہ : 83)

''اور جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کیا گیا تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ پڑتی ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴾ (الانفال : 2)

''یقیناً (اصل) مؤمن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جائیں تو ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔''

(3) بیماری باعث مغفرت وثواب:

آیت مبارکہ ﴿ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ﴾ (النساء : 123) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر تمام مسلمانوں کے لیے بھی تشویش کا باعث بنی۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت ﴿ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ﴾ (النساء : 123) نازل ہوئی تو یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری اور ان کے لیے سخت تشویش کا باعث بنی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَفِي كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ حَتّٰى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا اَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا)) ❷

---

❶ صحیح بخاری، قبل الحدیث : 716، مصنف عبد الرزاق : 2/ 114، رقم الحدیث : 2716، مصنف ابن ابی شیبہ : 1/ 312، رقم الحدیث : 3565، شعب الایمان : 3/ 414، رقم : 1895.

❷ صحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المومن فیما یصیبة ...... الخ : 2574.

''(مطلوبہ معیار کے) قریب تر پہنچو اور اچھی طرح سیدھے ہو جاؤ۔ ہر مصیبت جو مسلمان کو پہنچے اس کے لیے باعث کفارہ ہے حتیٰ کہ ٹھوکر جو اسے لگتی ہے یا کانٹا جو اسے چبھ جاتا ہے۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو بیماری یا اس کے علاوہ کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہ ایسے جھاڑ دیتے ہیں جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔ ❶

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ایک دن مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (ضرور دکھائیں)۔ تو انہوں نے کہا: یہ سیاہ فام عورت ہے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے بسا اوقات میرا لباس کھل جاتا ہے۔ لہٰذا آپ میرے لیے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو اور اس پر صبر کرو تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے صحت عطا فرما دے۔'' اس عورت نے کہا: میں صبر کروں گی، البتہ میرا لباس کھل جاتا ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیں، میرا لباس نہ کھلے تو آپ نے اس کے لیے دعا فرما دی۔ ❷

بیماری صرف اہل ایمان کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کا سبب ہے۔ کفار و مشرکین کو دنیا میں آنے والی تکالیف اور بیماریاں آخرت میں فائدہ نہ دیں گے۔

[21]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَوْثَرٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضی اللہ عنہ بَعَثَ يَزِيدَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى الشَّامِ ، فَمَشَى مَعَهُ نَحْوًا مِنْ مِيلَيْنِ ، فَقِيلَ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ لَوِ انْصَرَفْتَ ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُمَا اللّٰهُ عَنِ النَّارِ . قَالَ: ثُمَّ بَدَا لَهُ فِي الِانْصِرَافِ إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَقَامَ فِي الْجَيْشِ فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ لَا تَعْصُوا ، وَلَا تَغُلُّوا ، وَلَا تَجْبُنُوا ، وَلَا تُغْرِقُوا نَخْلًا ، وَلَا تَحْرِقُوا زَرْعًا ، وَلَا تَحْبِسُوا بَهِيمَةً ، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرَةً مُثْمِرَةً ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا كَبِيرًا ، وَلَا صَبِيًّا صَغِيرًا ، وَسَتَجِدُونَ أَقْوَامًا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلَّذِي حَبَسُوهَا

---

❶ صحيح البخاری، المرضیٰ، باب شدة المرض: : 5647، صحيح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض : 2571.

❷ صحيح بخاری، المرضی، باب فضل من يصرع من الريح : 5652، صحيح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المومن فيما يصيبه ...... الخ : 2576.

فَذَرُوهُمْ وَمَا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ ، وَسَتَجِدُونَ أَقْوَامًا قَدِ اتَّخَذَتِ الشَّيَاطِينُ أَوْسَاطَ رُءُوسِهِمْ أَفْحَاصًا فَاضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ ، وَسَتَرِدُونَ بَلَدًا يَغْدُو عَلَيْكُمْ وَيَرُوحُ فِيهِ الطَّعَامُ وَالْأَلْوَانُ ، فَلَا يَأْتِيَنَّكُمْ لَوْنٌ إِلَّا ذَكَرْتُمُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ، وَلَا يُرْفَعُ لَوْنٌ إِلَّا حَمِدْتُمُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ قَالَ أَيْضًا: بَلَغَنَا أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَأْمُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُنَادِيًا فَيُنَادِي: أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَيْءٌ فَلْيَقُمْ ، فَيَقُومُ أَهْلُ الْعَفْوِ فَيُكَافِئُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا كَانَ مِنْ عَفْوِهِمْ عَنِ النَّاسِ

تخریج الحدیث اسنادہٗ ضعیفٌ لضعف کوثر بن حکیم، مؤطا امام مالك: 2/ 447، 448، سنن الکبری للبیهقی: 9/ 85 (18125).

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو شام کی طرف (لشکر دے کر) روانہ کیا تو انہیں رخصت کرنے کے لیے ان کے ساتھ قریباً دو میل چلے آپ سے عرض کی گئی، اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ واپس تشریف لے چلیں تو آپ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے۔ اللہ نے ان پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب آپ مدینہ کے لیے واپس مڑنے لگے تو انہیں یاد آیا اور آپ نے فوج کو مخاطب کیا اور ان میں کھڑے ہو کر فرمایا: میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا، خیانت مت کرنا، نہ بزدلی دکھانا، کھجور کے درختوں کو مت کاٹنا، کھیتی کو آگ نہ لگانا، جانوروں کو قید نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، کسی بوڑھے اور بچے کو قتل نہ کرنا، آپ کا سامنا کچھ گوشہ نشین لوگوں سے ہوگا انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا اور تم ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے جن کے سروں کے درمیان شیطانوں نے اپنا ٹھکانا بنا رکھا ہے ان کی گردنوں کو کاٹ ڈالو اور تم ایسے شہروں میں جاؤ گے جن کے رہنے والے صبح و شام تمہارے پاس مختلف کھانے اور کھجوریں لائیں گے۔ جب بھی تم کھجوریں کھانے لگو تو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ رب العزت کی حمد بیان کرو۔ پھر اسی طرح فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ رب العزت روز قیامت منادی کرنے والے سے کہیں گے اور وہ آواز لگائے گا، جس کا اللہ رب العزت کے ہاں کوئی حق باقی ہو وہ کھڑا ہو جائے تو لوگوں سے درگزر کرنے والے کھڑے ہوں گے اور اللہ رب العزت انہیں جس قدر انہوں نے لوگوں کو معاف کیا ہوگا بدلہ چکا دیں گے۔

شرح الحدیث

(1) جہاد اور اس کی فضیلت:

دین اسلام کے غلبے، مسلمانوں کے تحفظ، شریعت اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے لیے کاوش کرنا اور اس سلسلہ میں

کفار ومشرکین کی طرف سے آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ان سے جنگ کرنے کا نام ''جہاد'' ہے۔

کتاب وسنت میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے بلندی درجات، مغفرت اور اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔(النساء : 74)

مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت، نہروں والی جنتوں اور پاکیزہ محلات جو ہمیشہ رہنے والے ہیں کی بشارت کے ساتھ اخروی کامیابی کی نوید سنائی۔(الصف : 12)

بلاشرعی عذر کفار ومشرکین کے خلاف قتال سے بھاگنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔اس کو علامت نفاق قرار دیا اور ایسا کرنے والوں کو سخت وعید اور دردناک عذاب کا مژدہ سنایا گیا ہے۔(التوبہ: 81)

ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ❶

مجاہد فی سبیل اللہ کے اجر وثواب کو کوئی نہیں پا سکتا۔ ❷

مجاہد فی سبیل اللہ کا صبح یا شام کا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ ❸

مجاہد فی سبیل اللہ کو اللہ رب العزت کی نصرت و مدد حاصل ہوتی ہے۔ ❹

جہاد اس امت کی سیاحت ہے۔ ❺

جہاد کے لیے کتاب وسنت کی دلائی گئی ترغیب ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندگی سے زیادہ موت کو پسند فرماتے، جہاد پر جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ غازی بن کر جینے سے شہید ہو کر اللہ کی ملاقات کو زیادہ پسند کرتے تھے ؏

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی
(اقبال)

(2) مقاصد جہاد:

دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔اسلام اپنے ماننے والوں کو بامقصد زندگی گزارنے کی ہدایت دیتا ہے۔ جہاد

❶ صحیح بخاری : 2518.

❷ صحیح بخاری : 2785، صحیح مسلم : 1878.

❸ صحیح بخاری : 2792، صحیح مسلم : 1880.

❹ سنن ترمذی : 1655، وقال: حسن، سنن نسائی : 3120.

❺ سنن ابی داؤد : 2486.

دین اسلام کا اہم جز ہے جس کے قواعد وضوابط کے ساتھ شریعت نے مقاصد کو بھی واضح کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کے بعض چند اہم مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(1)...... دین اسلام، شریعت محمدی کی سربلندی اور اس کی ترویج و اشاعت اور اس میں رکاوٹ بننے والی باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا۔

(2)...... دنیا سے ظلم وستم، بربریت اور دہشت گردی کا خاتمہ۔

(3)...... مخلوق خدا کو مخلوق کی بندگی سے آزاد کروا کر خالق حقیقی کے در پر جھکانا۔

(4)...... اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔

(5)...... ملی یکجہتی اور اسلامی وحدت کو توڑنے والی قوتوں کا استحصال۔

(3) مجاہدین کے لیے ہدایات:

رسول اللہ ﷺ جب مجاہدین کے لشکر روانہ کرتے تو انہیں پندونصائح فرماتے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب مجاہدین کے کسی چھوٹے یا بڑے لشکر پر کسی کو امیر مقرر کرتے تو اسے خاص طور پر اپنی ذات اپنے ساتھ موجود مسلمانوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے اور بھلائی کی تلقین کرتے۔ پھر فرماتے: ''اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو اللہ کا انکار کرتے ہیں ان سے لڑو، نہ خیانت کرو، نہ بدعہدی کرو، نہ مثلہ کرو اور نہ کسی چھوٹے بچے کو قتل کرو۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں، کسی غزوہ میں ایک خاتون قتل کی ہوئی ملی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ [2]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی طریقۂ نبوی پر عمل کرتے ہوئے سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو روانہ کرتے وقت پندو نصائح فرمائے۔

(4) ایک شبہ کا ازالہ:

رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کی کھجوروں کو کاٹا اور وہاں موجود درختوں کو جلانے کا حکم دیا جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الجهاد، والسیر، باب تأمیر الامام الأمراء ...... الخ : 1731.

[2] صحیح بخاری، الجهاد والسیر، باب قتل النساء فی الحرب : 3015، صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب : 1744.

((حَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي نُضَيْرٍ وَقَطَعَ)) ❶

''بنونضیر کے کھجوروں کے درخت جلوا دیئے اور کٹوا دیئے۔''

حکم نبوی کے برعکس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو پھل دار درخت اور کھجوروں کو کاٹنے سے روک رہے ہیں۔ اس ظاہری تضاد کو امام بیہقی رحمہ اللہ دور کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''قَالَ الشَّافِعِيُّ رحمہ اللہ: وَلَعَلَّ أَمْرَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِأَنْ يَكُفُّوا عَنْ اَنْ يَّقْطَعُوْا شَجَرًا مُثْمِرًا إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يُخْبِرُ أَنَّ بِلَادَ الشَّامِ تُفْتَحُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا كَانَ مُبَاحاً لَهُ اَنْ يَّقْطَعَ وَيَتْرُكَ اِخْتَارَ التَّرْكَ ، نَظْرًا لِلْمُسْلِمِيْنَ ، لا ، لِاَنَّهُ رَآهُ مُحَرَّمًا لِأَنَّهُ قَدْ حَضَرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَحْرِيْقَهُ بِالنَّضِيْرِ وَخَيْبَرَ وَالطَّائِفِ'' ❷

''امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لیے پھل دار درختوں کو کاٹنے سے منع کیا ہوگا کیونکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بلاد شام کی فتح کی بشارت دیتے سنا۔ تو جب ان کے لیے درختوں کا کاٹنا اور نہ کاٹنا جائز تھا تو انہوں نے مسلمانوں کے فائدہ کے پیش نظر کاٹنے کا حکم دیا نہ کہ اس لیے کہ وہ درختوں کا کاٹنا حرام سمجھتے تھے جبکہ وہ خود بنونضیر، خیبر اور طائف کے غزوات کے موقع پر موجود تھے۔''

(5) اللہ کی راہ میں قدموں کا غبار آلود ہونا:

کتاب وسنت میں فی سبیل اللہ کا لفظ ہر نیکی کے کام پر استعمال ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان:

((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ.)) ❸

''جس شخص کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیں گے۔''

سے کتاب الجمعہ میں جمعہ کی ادائیگی کے لیے پیدل چل کر جانے کی فضیلت کا استدلال کیا ہے۔

(6)...... جہاد کرنے کی طرح مجاہدین کو جہاد کے میدانوں کی طرف بھیجتے ہوئے آبادی سے باہر نکل کر انہیں الوداع کرنا بھی نیکی ہے۔

[22]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا

---

❶ صحيح البخاري، المغازي، باب حديث بني نضير : 4031.

❷ سنن الكبرىٰ للبيهقي : 9/ 85، رقم الحديث : 18127.

❸ صحيح بخاري، رقم الحديث : 907.

زِيَادُ الْجَصَّاصُ ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ لِغُلَامِهِ: انْظُرِ الْمَكَانَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ مَصْلُوبًا ، فَلَا تَمُرَّ بِي عَلَيْهِ ، فَسَهَا الْغُلَامُ ، فَإِذَا هُوَ يَنْظُرُ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ مَصْلُوبًا ، فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ، ثَلَاثًا ، وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتَ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُولًا لِلرَّحِمِ ، وَإِنِّي لَأَرْجُو مَعَ مَسَاوِءٍ مَا أَصَبْتَ أَلَّا يُعَذِّبَكَ اللّٰهُ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ فِي الدُّنْيَا .

تخریج الحدیث حدیث صحیح بطرقه وشواهد، وهذا اسنادهٗ ضعیف، زیاد الجصاص هو زیاد بن ابی زیاده الجصاص الواسطی ضعفه ابن معین، وعلی بن المدینی، وأبو زرعة، وابوحاتم، والنسائی وغیرهم، مسند احمد : 1/ 203 (23)، تفسیر ابن کثیر : 2/ 587.

ترجمة الحدیث مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام سے کہا: دیکھو جس جگہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سولی دی گئی ہے مجھے لے کر وہاں سے نہ گزرنا، غلام بھول گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیکھا تو تین دفعہ کہا، اللہ آپ کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ اللہ کی قسم! آپ روزے دار، قیام اللیل کرنے والے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والے تھے، اور میں امید رکھتا ہوں جو آپ سے لغزشیں ہوئیں، ان کا بدلہ دنیا میں ہی مکمل ہوا۔ اب اللہ رب العزت آپ کو (آخرت میں) عذاب نہیں دیں گے۔ پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا: میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی کوئی برائی کرے گا اسے اس کی جزا دنیا میں دی جائے گی۔''

شرح الحدیث

(1) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مشہور ومعروف صحابی ہیں۔ ان کے والد محترم سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حواری رسول اور رسول اللہ ﷺ کے پھوپھیرے بھائی ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ ذات النطاقین اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہیں۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ ان رشتوں کی وجہ سے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں بے شمار خصوصیات جمع ہوگئی تھیں۔ مدینہ طیبہ میں مہاجرین کے ہاں پہلے پیدا ہونے والے بچے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

((أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ

رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .)) ❶

''(ہجرت کے بعد) جو پہلا بچہ اہل اسلام کے ہاں پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر تھے۔ ان کے گھر والے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لی اسے چبایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا۔ ان کے پیٹ میں داخل ہونے والی پہلی چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔''

فائدہ:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مدینہ میں مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا لڑکا عبداللہ بن زبیر تھا۔ مدینہ کے علاوہ مہاجرین کے ہاں پہلا لڑکا عبداللہ بن جعفر حبشہ میں پیدا ہوا تھا اور ہجرت کے بعد انصار کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا لڑکا مسلمہ بن مخلد تھا۔ ❷

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت، ان کے بھانجے کے نام پر ام عبداللہ رکھی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری تمام سہیلیوں کی کنیتیں ہیں تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے بیٹے (بھانجے) عبداللہ (بن زبیر) کے نام سے کنیت رکھ لو۔'' چنانچہ انہوں نے ام عبداللہ کنیت اختیار کر لی۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جمادی الثانی 73ھ میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد جسد خاکی کو مکہ سے مدینہ طیبہ لایا گیا۔ ابونوفل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی کو شہر کی گھاٹی میں (کھجور کے تنے سے لٹکا) دیکھا۔ قریش اور دیگر لوگ وہاں سے گزرتے تھے۔ حتی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے تو وہاں کھڑے ہو گئے اور (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہا: ابوخبیب! آپ پر سلام ہو! اللہ کی قسم! میں آپ کو اس سے روکتا تھا، اللہ کی قسم! میں آپ کو اس سے روکتا تھا۔ اللہ کی قسم! میں آپ کو اس سے روکتا تھا۔ اللہ کی قسم! میری معلومات کے مطابق آپ بہت زیادہ روزے رکھنے والے، بہت زیادہ قیام کرنے والے اور رشتہ داروں سے بہت اچھا سلوک کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم! جس امت میں آپ سب سے برے قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ امت تو ساری کی ساری بہترین امت ہے۔

پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے۔ حجاج کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہاں کھڑا ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے

❶ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ واصحابه المدینة: 3910.

❷ فتح الباری: 7/ 248.

❸ سنن ابی داؤد، الأدب، باب فی المرأة تكنی: 4970، مسند احمد: 6/ 107، مستدرك الحاكم: 4/ 278، وصححه ووافقه الذهبی.

کارندے بھیجے۔ان کے جسد خاکی کو کھجور کے تنے سے اتارا گیا اور انہیں جاہلی دور کی یہود کی قبروں میں پھینک دیا گیا۔ پھر اس نے اسماء بنت ابی بکر (ابن زبیر کی والدہ) رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ قاصد بھیجا اور کہا تم ضرور میرے پاس آؤ گی یا پھر ان لوگوں کو تمہارے پاس بھیجوں گا جو تمہیں تمہارے بالوں سے گھسیٹ کر میرے پاس لائیں گے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے پھر انکار کیا اور فرمایا: میں کسی صورت تیرے پاس نہیں آؤں گی حتی کہ تو اس شخص کو میرے پاس بھیجے جو مجھے بالوں سے گھسیٹ کر لے جائے۔ بالآخر حجاج نے کہا: مجھے میرے جوتے دکھاؤ، اس نے جوتے پہنے اور اکڑتا ہوا تیزی سے چل کر ان (اسماء رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور کہا: تم نے مجھے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں نے تمہیں دیکھا ہے تم نے اس پر اس کی دنیا برباد کر دی جبکہ اس نے تیری آخرت برباد کر دی۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے تو اسے ذات النطاقتین (دو پٹیوں والی) کا بیٹا کہتا ہے۔ ہاں اللہ کی قسم! میں دو پٹیوں والی ہوں۔ ایک پٹی کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھانا سواری کے جانور کے ساتھ باندھتی تھی اور دوسری پٹی وہ ہے جس کی ہر خاتون کو ضرورت ہے۔

اور ہاں سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا تھا: ''بنو ثقیف میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک بہت بڑا ظالم، سفاک ہوگا''، کذاب (مختار ثقفی) کو تو ہم نے دیکھ لیا اور رہا سفاک تو میں نہیں سمجھتی کہ تیرے علاوہ کوئی اور ہوگا۔ (یہ بات سن کر) حجاج وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ ❶

(2) فوت شدگان کا ذکر خیر کرنا:

فوت شدہ انسان کے محاسن اور خوبیوں کا ذکر کرنا چاہیے۔ فوت شدگان کو برا بھلا کہنے اور گالی گلوچ کرنے سے روکا گیا ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا .)) ❷

''مردوں کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ انہوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پا لیا۔''

معلوم ہوا جو مسلمان فوت ہو جائیں ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ ایسا کرنا ان کے عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے لیے تکلیف کا سبب بنتا ہے۔

(3)...... مؤمن کی تکالیف اور اس کی بیماری گناہوں کی بخشش اور بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 20۔

---

❶ صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب ذكر كذاب ثقيف و مبيرها : 2545 .

❷ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من سب الاموات : 1393 .

[23]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنِ الْكَوْثَرِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: مَا النَّجَاةُ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ؟ قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ .

تخریج الحدیث صحیح بطرقه ، انظر رقم : (7) (12) (13) (14) .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اس امر (قیامت) جس سے ہمیں واسطہ پڑنا ہے کی نجات کیسے ممکن ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔''

شرح الحدیث اس کی شرح حدیث نمبر 7، 8 کے تحت گزر چکی ہے۔

[24]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: نَا شُعْبَةُ ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری ، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ، باب مناقب قرابة رسول اللّٰه ﷺ : 2713، 3751 .

ترجمة الحدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! محمد ﷺ کا آپ کے اہل بیت کے بارے میں خاص خیال رکھو۔''

شرح الحدیث

(1) اہل بیت کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ (الاحزاب : 33)

''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم سے گندگی دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے پاک کرنا۔''

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اہل بیت کا احترام اور اکرام کرنا اور ان کے لیے کلمات خیر کہنا ضروری ہے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ

اَنْ يَّـاْتِـیَ رَسُـوْلُ رَبِّـی فَـاُجِيْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهٖ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: وَاَهْـلُ بَيْتِی اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِی ، اُذَكِّرُكُمْ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِی ، اُذَكِّرُكُمْ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِی .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمیں مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی ایک جگہ جسے خم کہتے ہیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: اما بعد! اے لوگو! سن لو! میں انسان ہوں۔ ممکن ہے میرے پاس میرے رب کا فرشتہ آئے اور میں اسے لبیک کہوں۔ میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے لہٰذا تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور اس سے احکام لو۔'' پھر آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیے ابھارا اور ترغیب دلائی۔ پھر فرمایا: ''اور میرے گھر والے، میں تمہیں اپنے گھر والوں سے متعلق اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت سے متعلق اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت سے متعلق اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں۔''

(2) اہل بیت سے بغض کا انجام:

اہل بیت سے بغض وعداوت رکھنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ اِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ .)) ❷

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے جو آدمی بھی بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔''

(3) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی ساتھی تھے۔ سفر وحضر اور عسر ویسر میں آپ علیہ السلام کے رفیق رہے۔ اسی قرابت کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے عقیدت ومحبت تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے مزاج شناس ہونے کی وجہ سے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''محمد ﷺ کے اہل بیت سے محبت میں آپ کی محبت تلاش کرو۔''

---

❶ صحيح مسلم ، فضائل الصحابة ، باب فضائل على رضی اللہ عنہ : 2408 .

❷ صحيح ابن حبان : 15/ 435 ، رقم الحديث : 2978 ، الصحيحه للالبانی : 2488 .

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور عزیز واقارب سے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ محبت تھی۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .)) ❶

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

(4) اہل بیت سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل:

ایک مؤمن و مسلمان کے احترام و اکرام کے سب سے زیادہ حقدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی ذات اقدس ہماری تمام عقیدتوں کا مجموعہ ہے۔ صحابہ کرام آپ کے قول و عمل کو حرز جاں بناتے۔ آپ کی استعمال شدہ اشیاء سے خیر و برکت حاصل کرتے تھے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و پیار کا دعویٰ کرے اور ہر جگہ عملی طور پر اس کو ثابت بھی کر دکھائے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں اور گھرانے کے افراد سے محبت نہ ہو۔ تمام صحابہ باہم شیر وشکر تھے۔ آل رسول اور اہل بیت رسول سے بے انتہاء محبت کرتے ہر جگہ ان کی عزت وتکریم کرتے۔

جس شخص کے دل میں اہل بیت سے محبت نہیں اس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ، وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللّٰهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي .)) ❷

''اللہ تعالیٰ تمہیں جو نعمتیں کھلاتا ہے ان کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ سے محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور مجھ سے محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔''

(5) اہل بیت کون؟

اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بھی اہل بیت میں شامل فرمایا۔ ازواج مطہرات کو اہل بیت میں شامل نہ کرنا کم عقلی، لاعلمی اور جہالت ہے۔ بیوی کے اہل بیت میں سے ہونے پر درج ذیل قرآنی آیت صریح نص ہے۔

❶ صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب قرابة رسول اللّٰه ﷺ: 3712، صحیح مسلم، الجهاد والسير، باب قول النبی، "لا نورث ما ترکنا فی صدقة : 1759".

❷ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ : 3789 وقال: حسن غريبٌ، مستدرك الحاكم : 3/ 150، رقم الحديث : 4716، وصححه ووافقه الذهبی.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ﴾ (ھود : 73)

''کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو!''

اس آیت میں جب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے بڑھاپے میں اولاد کی بشارت سنی، تعجب کیا تو فرشتوں نے ان کو اہل بیت کہہ کر مخاطب کیا۔

احادیث صحیحہ سے بھی بیوی کا اہل بیت سے ہونا ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! مَنْ يَّعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَ اَذَاهُ فِي اَهْلِ بَيْتِي ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى اَهْلِي اِلَّا خَيْرًا ، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا ، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى اَهْلِي اِلَّا مَعِي .)) ❶

''اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کے بارے کون میری مدد کرسکتا ہے جس کی اذیت رسانی اب میرے اہل بیت تک پہنچ چکی ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور انہوں نے جس آدمی کا ذکر کیا ہے اس سے متعلق بھی خیر اور بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آیا ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا۔''

آیت ﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ (الاحزاب: 33) کا سیاق و سباق بھی اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حصین رحمہ اللہ نے پوچھا:

((مَنْ اَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ! اَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ ، وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ ، وَآلُ عَقِيلٍ ، وَآلُ جَعْفَرٍ ، وَآلُ عَبَّاسٍ: قَالَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ .)) ❷

''اے زید! آپ علیہ السلام کے اہل بیت سے مراد کون ہیں۔ کیا آپ کی بیویاں اہل بیت سے نہیں ہیں؟ تو انہوں

---

❶ صحیح بخاری، التفسیر، باب لولا اذ سمعتموہ ...... الخ : 4750، صحیح مسلم، التوبہ، باب فی حدیث الافك وقبول التوبة القاذف : 2770.

❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : 2408.

نے جواب دیا۔ آپ علیہ السلام کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن (اس حدیث میں) اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ لینا حرام قرار دیا گیا۔ حصین رحمہ اللہ نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ تو زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ پوچھا: کیا ان تمام پر صدقہ حرام کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو اہل بیت میں شامل کروایا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ (الاحزاب: 33)

نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں ایک چادر کے اندر کر لیا اور علی رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کی پیٹھ کے پیچھے تھے تو انہیں ایک چادر کے اندر کر لیا پھر فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا .)) ❶

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ سو ان سے گندگی دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے پاک کرنا۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھلائی کی طرف ہے۔

قارئین کرام! ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو دعا کر کے اہل بیت میں شامل کروایا اور ان کے لیے گندگی دور کرنے اور انہیں پاک کرنے کی دعا فرمائی۔ یہ آیت:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ (الاحزاب: 33)

اس سے پہلے اتر چکی تھی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے پہلے آیت سے مراد، صرف ازواج مطہرات تھیں۔ رہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سوال اور آپ کا انہیں جواب، تو بعض حضرات نے اس سے یہ بات نکالنے کی کوشش کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اہل بیت میں شامل نہیں فرمایا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اطمینان دلایا کہ تمہیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ تم پہلے ہی اس مقام پر ہو اور خیر پر ہو۔ ان لوگوں پر تعجب ہے جو آیت کے اصل مصداق کو اہل بیت ماننے کے لیے تیار نہیں اور جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اہل بیت میں شامل کیا گیا، صرف ان کے اہل بیت

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب فی مناقب اهل بيت النبی ﷺ: 3787 وقال الالبانی: صحیح.

ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔

[25]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْحِزَامِيُّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَفْضَلُ الْحَجِّ؟ قَالَ: الْعَجُّ وَالثَّجُّ .

تخریج الحدیث حدیث صحیحٌ بطرقه وشواهده ، سنن ترمذی ، کتاب الحج ، باب ما جاء فی فضل التلبیة والنحر : 827 ، سنن ابن ماجة ، ابواب المناسك ، باب رفع الصوت بالتلبیة : 2924 ، وقال الالبانی: صحیح ، وصححه ابن خزیمة : 4/ 175 (2631) ، والحاکم : 1/ 450 ، 451 .

ترجمة الحدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا افضل حج کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جس میں بلند آواز سے بکثرت تلبیہ پکارا گیا ہو اور خون بہایا گیا ہو۔‘‘

شرح الحدیث

(1) حج کی فرضیت:

حج دین اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ استطاعت رکھنے والے افراد سے اس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا گیا۔ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں بیت اللہ کی تعمیر کے ساتھ ہی اس کا آغاز ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا تو فرمایا:

﴿وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾

(الحج : 27)

’’اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں، پیدل چل کر دبلے پتلے جانوروں پر، دور دراز راستے سے (سوار ہوکر) آئیں گے۔‘‘

ابراہیم علیہ السلام کے دور سے لے کر تسلسل کے ساتھ حج ہوتا رہا۔ جاہلی دور میں اس عبادت میں بھی بہت سی بدعات کی آمیزش ہوگئی۔ جب 9ھ میں مسلمانوں پر حج فرض ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے دین کے باقی امور کی طرح اس کو بھی حقیقی شکل دے دی۔

ہر عاقل و بالغ مسلمان پر جو کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾

(آل عمران : 97)

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہے اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) ❶

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ الْحَجَّ فَحُجُّوا.))

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔''

ایک آدمی (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال (حج فرض ہے)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتی کہ انہوں نے تین مرتبہ سوال دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ.)) ❷

''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ پاتے۔''

(2) فریضۂ حج کی ادائیگی میں جلدی کرنا:

قدرت و استطاعت حاصل ہو جانے پر فریضہ حج کی جتنا جلدی ممکن ہو ادائیگی کر لینی چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ، فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيْضُ، وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ، وَتَعْرِضُ

---

❶ صحیح بخاری، الایمان، باب دعاؤکم، ایمانکم : 8، صحیح مسلم، الایمان، باب بیان ارکان الاسلام ...... الخ : 16.

❷ صحیح مسلم، الحج، باب فرض الحج مرة فی المعر : 1337.

الْحَاجَةُ .)) ❶

''حج کی ادائیگی کا ارادہ رکھنے والا جلدی کرے کیونکہ ممکن ہے آدمی بیمار ہو جائے یا اس کی سواری گم ہو جائے یا کوئی اور ضرورت پیش آ جائے۔''

(3) حج کی فضیلت:

حج ایک بابرکت عبادت ہے جس کی ادائیگی سے حج کرنے والا بے شمار دینی و دنیوی فوائد سمیٹتا ہے۔ حج گناہوں کے کفارہ درجات کی بلندی کا سبب بنتا ہے۔ محتاجی اور فقر و فاقہ کو ختم کرتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ ، وَالذَّهَبِ ، وَالْفِضَّةِ ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ .)) ❷

''پے در پے حج وعمرہ کرو۔ کیونکہ یہ فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے، اور حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) ❸

''جس نے اللہ کے لیے حج کیا، (دوران حج) نہ کوئی شہوانی فعل کیا، نہ کوئی نافرمانی کی تو وہ واپس (اپنے گھر) اس طرح (گناہوں سے پاک ہوکر) آیا گویا آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا ، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟)) ❸

---

❶ سنن ابن ماجه، المناسك، باب الخروج الى الحج : 2883، مسند احمد : 1/ 214، 355 وقال الالبانی : حسنٌ .

❷ سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة : 810، وقال: حسنٌ صحيحٌ، سنن نسائی، مناسك الحج، فضل المتابعة بين الحج والعمرة : 2631، وقال الالبانی : حسن صحيح .

❸ صحيح بخاری، الحج، باب فضل الحج المبرور : 1521، صحيح مسلم، الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ويوم عرفة : 1350 .

❸ صحيح مسلم، الايمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله : 121 .

"کیا آپ نہیں جانتے کہ اسلام قبول کرنا پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت کرنا پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، اور حج کرنا بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"

(4) تلبیہ:

((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) کے الفاظ کو بلند آواز سے پکارنے کا نام تلبیہ ہے۔ حج اور عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تلبیہ کے الفاظ کو بلند آواز سے کہنا حج و عمرہ کے اجر و ثواب میں اضافے کا باعث ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دوں۔" ❶

تلبیہ حج و عمرہ کے مظاہرہ میں سے ہے جس سے حاجی کا اپنے خالق و مالک سے تعلق، اس سے محبت ظاہر ہوتی ہے لہٰذا اخلاص کے ساتھ لبیک پکارنا چاہیے۔

(5) تلبیہ کی فضیلت:

تلبیہ نیکی کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالت احرام میں اس کو انجام دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی فضیلت بیان کی، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا .)) ❷

"جو بھی تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں دونوں طرف زمین کی انتہاء تک ہر پتھر، درخت اور مٹی بھی تلبیہ کہنے لگتے ہیں۔"

(6) حج و عمرہ کے لیے قربانی:

صرف حج یا صرف عمرہ کرنے والے شخص پر قربانی واجب نہیں تاہم اگر قربانی کر لیں تو ثواب ہے۔ لیکن جو انسان

---

❶ سنن ابن ماجه، المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية : 2922، سنن نسائی، مناسك الحج، رفع الصوت بالاهلال : 2754، سنن ترمذی : 829، وقال الترمذی "حسن صحيح" .

❷ سنن ابن ماجه، المناسك، باب التلبية : 2921، سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء فی فضل التلبية والنحر : 828، وقال الالبانی: صحيح . وصححه ابن خزيمة، رقم الحديث: 2634، والحاكم : 1/ 451 ، ووافقه الذهبی .

حج تمتع یا قران کرے، اس پر قربانی لازم ہے جو کم از کم ایک بکری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرہ: 196)

''تم میں سے جو حج تک عمرے سے فائدہ اٹھائے وہ حسب مقدور قربانی کرے۔''

اس آیت میں حج تمتع ادا کرنے والوں کو حسب استطاعت قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حج قران کرنے والوں پر بھی قربانی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ.)) [1]

''تم میں سے جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہے وہ تمام مناسک حج مکمل کرنے تک احرام میں رہے اور جو قربانی نہیں لایا (تمتع کر رہا ہے) وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا، مروہ کی سعی کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دے پھر دوبارہ (8 ذی الحجہ کو) احرام حج باندھے۔ جو قربانی کا جانور نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین اور گھر واپس جا کر سات روزے رکھے۔''

(7) قربانی کی استطاعت نہ ہونا:

جس شخص کے پاس قربانی کی استطاعت و طاقت نہیں تو اس کے لیے تین روزے ایام حج میں اور سات روزے وطن واپس لوٹ کر رکھنا ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾

(البقرہ: 196)

''جسے قربانی میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے حج کے دوران اور سات روزے اس وقت رکھے جب تم (وطن) واپس جاؤ، یہ پورے دس ہیں یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔''

(8) حج کی اقسام:

حج کی تین قسمیں ہیں: (1) حج مفرد، (2) حج تمتع، (3) حج قران۔

[1] صحیح بخاری، الحج، باب من ساق البدن معه: 1691، 1692.

(i) حج مفرد یا افراد:......میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھنے کا نام حج مفرد یا حج افراد ہے۔

(ii) حج تمتع:......میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آنا، عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام اتار دینا اور پھر یوم الترویہ 8 ذی الحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر مناسک حج کی ادائیگی کرنے کا نام ''حج تمتع'' ہے۔

(iii) حج قران:......میقات سے حج وعمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھنا، مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرنا، لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت نہ بنوانا، نہ ہی احرام کھولنا بلکہ حالت احرام میں ہی ایام حج کا انتظار کرنا۔ پھر حج کے تمام افعال بجالا کر احرام اور اس کی پابندیوں سے آزاد ہونے کا نام ''حج قران'' ہے۔

حج تمتع اور حج قران میں قربانی ضروری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق افضل حج وہ ہے جس میں خون بہا لیا جائے لہٰذا یہ دونوں قسمیں حج مفرد کی نسبت افضل ہیں۔

ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِی بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[26]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِی أَبِی ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِی حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ أَبِی بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: مَا قُبِضَ نَبِیٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه ، ابواب ما جاء فی الجنائز ، باب ذكر وفاته ودفنه صلی اللہ علیہ وسلم: 1628 ، سنن ترمذی ، ابواب الجنائز ، باب أین تدفن الانبياء : 1018 ، وقال الالبانی : صحيحٌ .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے سنا: ''ہر نبی کو وہیں دفن کیا گیا جس جگہ اس کی وفات ہوئی۔''

شرح الحديث

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں:

اس مسئلہ کی وضاحت حدیث نمبر 1، 2، 3 کی شرح میں گزر چکی ہے۔

(2)......انسان کے لیے زندگی اور موت دونوں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ زندگی اور موت دونوں اس امتحان کے لیے ہیں کہ انسانوں میں سے اچھے عمل کرنے والے کون ہیں؟ زندگی اور موت دونوں اللہ کی مخلوق ہیں، ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ ﴾

(الملك : 2)

''وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے تم میں سے کون بہتر عمل والا ہے اور وہ سب پر غالب بخشنے والا ہے۔''

ہر زندگی کا اختتام موت ہے۔ بعد از وفات مرنے والے کو زندگی میں کیے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ نیکوکاروں کے لیے جنت اور بدکاروں اور گناہ گاروں کی سزا کے لیے جہنم ہے۔

(3) دفن کرنا:

اللہ رب العزت نے انسان کو تمام مخلوقات سے شرف وعزت والا بنایا۔ انسانی جان انتہائی قیمتی ہے۔ انسانی جان و مال کے تحفظ کے لیے خالق کائنات نے اصول وضوابط، آسمانی کتابوں میں نازل فرمائے۔ جس طرح انسان کی زندگی اہم ہے۔ بعد از وفات اس کی میت کی حفاظت کا بھی بندوبست فرمایا گیا ہے۔ اگر مرنے والا مسلمان ہے تو عزت و اکرام کے ساتھ اسے غسل دینے کے بعد، کفن پہنا کر دفنانے کا حکم دیا۔ اگر مرنے والا کافر ہے تو اس کی میت کو بھی ٹھکانے لگانے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد سے متعلق فرمایا:

((اِدْفِنُوْهُمْ فِيْ دِمَائِهِمْ......)) ❶

''ان کو ان کے خون سمیت دفن کردو۔''

جبکہ بدر کے مشرک مقتولین کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے وناپاک کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب کی وفات کی خبر دی تو کہا آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے اس پر آپ علیہ السلام نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اِذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ)) ❸

''جاؤ اور اپنے باپ کو زمین میں دفن کردو۔''

❶ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم یرغسل الشهداء : 1346 .

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل : 3976، صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت...... الخ، 2875 .

❸ سنن ابی داؤد، الجنائز، باب الرجل یموت له قرابة مشرك : 3214، سنن نسائی، الجنائز، باب موارة المشرك : 2008 وقال الالبانی: صحیح .

ابوطالب کی وفات حالت شرک وکفر پر ہوئی۔ ایسی حالت میں مرنے والے کے لیے تکفین و تدفین کے شرعی آداب نہیں ہیں بلکہ اس کو گڑھے میں دبا دینا ہی کافی ہے۔ اگر گڑھے میں دبانے والا مسلمان ہو تو اس کے لیے اس عمل کے بعد غسل کرنا مسنون ہے۔

(4) تدفین کی فضیلت:

جس طرح ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے میں اجر وثواب ہے اسی طرح قبر کھودنے، میت کو دفن کرنے اور قبر کو برابر کرنے میں حصہ لینا بھی باعث ثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَضَرَ فَأَجَنَّهٗ أُجْرِيَ عَلَيْهِ كَأَجْرِ مَسْكَنٍ أَسْكَنَهٗ إِيَّاهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''جس نے میت کے لیے قبر کھودی اور اسے اس میں دفن کیا تو اس کے لیے اتنا ثواب ہے جیسے اس نے کسی کو قیامت تک کے لیے رہائش فراہم کر دی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهٗ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)) [2]

''جو جنازہ میں حاضر ہوا اور اس نے نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو دفن تک موجود رہا اس کے لیے دو قیراط ہیں۔'' آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا: دو قیراط کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''یہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ جنازہ پڑھ کر واپس آجاتے جب انہیں اس حدیث کا علم ہوا تو دفن کے قیراط ضائع ہونے پر انہیں افسوس ہوا۔

(5) میت کو کہاں دفنانا چاہیے؟

مستحسن اور بہتر یہی ہے کہ جس علاقے میں کسی کی وفات ہو وہاں قریبی قبرستان میں اس کو دفن کر دیا جائے۔ اولیاء

---

[1] سنن الكبرىٰ للبيهقى: 3/ 395، رقم الحديث: 2255، مستدرك حاكم: 1/ 362، رقم الحديث: 1340، 1307، وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبى.

[2] صحيح البخارى، الجنائز، باب فضل اتباع الجنائز: 1324، 1323، 47، صحيح مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها: 945.

وصلحا کے پہلو میں دفن کرنے کے لیے بلا عذر شرعی ایک جگہ سے دوسری جگہ میت کو منتقل کرنا درست نہیں۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم شہداء احد کو بقیع میں دفن کرنے کے لیے اٹھا کر لا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں واپس لے گئے۔ ❶

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے حبشہ میں وفات پائی۔ جب ان کی نعش کو وہاں سے لایا گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا أَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ أَوْ يَحْزُنُنِيْ فِيْ نَفْسِيْ ، اِلَّا أَنِّيْ ، وَدِدْتُ أَنَّهُ دُفِنَ فِيْ مَكَانِهِ .)) ❷

"مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ اسے اس کے مقام وفات پر دفن نہیں کیا گیا۔"

(6) انبیاء کی تدفین:

اللہ کے بندوں میں سے انبیاء و رسل علیہم السلام سب سے زیادہ عظیم المرتبت اور فضیلت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض خصوصیات صرف انبیاء ہی کے لیے رکھی ہیں۔ جن کا تعلق کسی عام انسان سے نہیں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ جہاں فوت ہوتے ہیں انہیں اسی جگہ ہی دفنا دیا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی یہ خصوصیت برصغیر میں نبوت کے دعوے دار مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کی بھی دلیل ہے۔ مرزا کی موت لاہور میں ہوئی جبکہ اسے قادیان میں لے جا کر دفن کیا گیا۔

[27]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الْمَغَازِي قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، ابواب ما جاء في الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ: 1628، سنن ترمذى، ابواب الجنائز، باب أين تدفن الانبياء : 1018، وقال الالبانى : صحيحٌ .

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد صاحب المغازی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق کے واسطہ سے گذشتہ حدیث کی مانند۔

---

❶ سنن ابى داؤد، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض الى أرض : 3165، سنن ترمذى، الجهاد، باب ما جاء في دفن القتيل في مقتله : 1717، وقال: حسنٌ صحيح، سنن نسائى : 2004، 2005، سنن ابن ماجه : 1516، وقال الالبانى: صحيح .

❷ سنن الكبرىٰ للبيهقى : 4/ 94، رقم الحديث : 7072 وصححه الحاكم : 3/ 375، رقم الحديث : 6007 .

[28]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّهْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي الْأَعْمَشَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اخْتَصَمَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فِي مِيرَاثِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُحَوِّلَهُ عَنْ مَوْضِعِهِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ ، فَقَالَ: تَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَتَرَكَهُ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ، مَا كُنْتُ لِأُحَوِّلَهُ ، فَلَمَّا قَامَ عُثْمَانُ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ ، فَلَمَّا سَمِعَ عُثْمَانُ مَقَالَةَ الْعَبَّاسِ أَسْكَتَ مَلِيًّا ، فَضَرَبْتُ بِيَدِي بَيْنَ كَتِفَيْ أَبِي ، فَقُلْتُ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ لَمَا تَرَكْتَهَا لِعَلِيٍّ ، فَتَرَكَهَا .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی: 34/1 (26)، مختصراً، وقال المحقق حسین سلیم اسد: اسنادہٗ صحیح .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی میراث سے متعلق تنازعہ لے کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس مال میں جو تصرف فرمایا ہے میرے لیے اس میں تبدیلی کرنا ممکن نہیں۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا تو وہ دونوں پھر جھگڑا لے کر ان کے پاس آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس مال کو رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے حال پر رہنے دیا اور میں بھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا تو وہ دونوں پھر جھگڑا لے کر ان کے پاس گئے۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی گفتگو سنی تو کچھ دیر خاموش رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے اپنے باپ کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر گزارش کرتا ہوں آپ اس مال سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو جائیں۔ تو وہ اس مال سے (سیدنا علی کے حق میں) دستبردار ہو گئے۔

شرح الحدیث (1)...... رسول اللہ ﷺ کی وراثت سے متعلقہ مسائل کے لیے حدیث نمبر 1، 2، 3 کی شرح دیکھئے۔

(2)...... رسول اللہ ﷺ کے ترکہ (مال غنیمت کا خمس اور مال فے) کے انتظامی معاملات کے سلسلہ میں سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہم دونوں خواہش مند تھے کہ ان کے سپرد کر دیئے جائیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کر دیا بعد ازاں دونوں کا پھر اختلاف ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 1، 2، 3)

(3)...... معلوم ہوا عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ خمس اور فے کے انتظامی معاملات سے دستبردار ہو گئے تھے

اور انتظامی معاملات مکمل طور پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے تھے۔

(4)......اولاد اپنے والدین کو مشورہ دے سکتی ہے۔ اولاد کی صائب رائے کو تسلیم کر لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

[29]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ خَاصَمَ الْعَبَّاسُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہما فِي أَشْيَاءَ تَرَكَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: شَيْئًا تَرَكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُحَرِّكْهُ فَلَا أُحَرِّكُهُ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 238 (77)، مسند ابی یعلی : 1/ 34 (26) وقال حسین سلیم اسد : اسنادهٗ صحیحٌ .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی گئی تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی متروکہ اشیاء میں ہونے والے تنازعہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کو جس حال میں چھوڑا ہے، میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔

[30]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ، عَنْ شَيْبَانَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَاكَ قَدْ شِبْتَ ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ ، وَالْوَاقِعَةُ ، وَالْمُرْسَلَاتُ ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة والواقعة : 3297، وقال: حسنٌ، وقال الالبانی : صحیحٌ، وصححه الحاکم : 2/ 374 (3314).

ترجمة الحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول (ﷺ)! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ نبا اور سورہ التکویر نے بوڑھا کر دیا ہے۔

شرح الحدیث

(1) قرآن کے علوم خمسہ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قرآن کے مضامین کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں:

(1) تذکیر بالآء اللہ:......یعنی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا بیان جو انسانی زندگی اور اس کے بقا کے لیے ضروری ہیں اور اس میں زمین، آسمان، چاند، سورج اور ہواؤں اور بادلوں وغیرہ کا ذکر سب کچھ آتا ہے۔

(2) تذکیر بایام اللہ:......یعنی مخلوق کے ساتھ واقعات اور حوادث کا بیان اس میں قصص الانبیاء اور نافرمانی کی بنا پر ہلاک شدہ قوموں کا ذکر ہے۔

(3) تذکیر بالموت و ما بعدہ:......یعنی موت کے بعد آخرت کے احوال۔ اس میں اللہ کے ہاں باز پرس اور جنت و دوزخ کے سب احوال شامل ہیں۔

(4) علم الاحکام:......یعنی احکام شریعت تذکیر بالآء اللہ، تذکیر بایام اللہ اور تذکیر بالموت سب کا مقصد حقیقی یہی ہے کہ ان کے ذکر سے انسان کو برضاء و رغبت احکام شریعت کی بجا آوری پر آمادہ کیا جائے۔

(5) علم المخاصمہ:......یعنی گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ کا رد۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ریش مبارک میں چند بال سفید تھے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((وَلَمْ يَخْتَضِبْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِيْ عَنْفَقَتِهِ وَفِيْ الصُّدْغَيْنِ وَفِيْ الرَّأْسِ نَبْذٌ .)) ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی خضاب نہیں لگایا کیونکہ چند سفید بال آپ کی عنفقہ اور کن پٹی میں تھے اور کچھ سر مبارک میں بھی تھے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَأْسِهِ لَفَعَلْتُ .)) ❷

''اگر میں آپ کے سر مبارک کے سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔''

---

❶ صحيح مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ: 2341.

❷ صحيح مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ: 2341.

(3) چند سورتوں نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر کمزوری کے آثار اور بالوں کی سفیدی کو دیکھا تو بوڑھا ہونے کی وجہ دریافت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان سورتوں نے بوڑھا کر دیا، یہ پانچوں سورتیں مکی ہیں۔

حدیث میں مذکور سورتوں کے مضامین کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i) سورۃ ہود:

اس سورۂ مبارکہ میں توحید کی دعوت، انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت کے دوران استقامت و عزیمت، ان پر دعوتی میدان میں بیتی مشکلات اور ان کے حالات و واقعات کو بیان کیا گیا۔ اسی طرح انبیاء کی دعوت کو جھٹلانے والوں کے برے انجام کا بھی ذکر ہے۔ انبیاء کی اقوام پر آنے والے مختلف عذابوں کے تذکرے کے ساتھ اہل ایمان کے ان عذابوں سے بچ جانے اور بعد ازاں آخرت میں رحمت الٰہی کے حق دار بننے کا بھی ذکر کیا گیا۔ اس سورۃ میں اللہ، اس کے عذابوں اور آخرت سے ڈرانے کے پہلو کو نمایاں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(ii) سورہ واقعہ:

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ''واقعہ'' بھی ہے۔ اس سورت کے آغاز ہی میں قیامت کے حتمی طور پر وقوع پذیر ہونے کو ٹھوس انداز میں بیان کیا گیا۔ وقوع قیامت کے دوران پیش آنے والے اہم واقعات نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ سے رونما ہونے والی تبدیلیوں، پھر روز قیامت لوگوں کی تین قسموں میں تقسیم (1) سابقون الاولون (2) اصحاب الیمین (3) اصحاب الشمال کا بیان ہے۔ سورۃ کے آخر میں ان تین قسموں کے لوگوں کی موت کے وقت کی کیفیات و حالت کو بھی تین حالتوں میں ذکر کیا گیا۔ (1) مقربین کی موت: ان کے لیے موت کے وقت عظیم راحت، خوشی اور اللہ کی رحمت کی بشارت ہے اور نعمتوں والی جنت کا انعام ہے۔

(2) اصحاب الیمین کی موت:...... ان کی وفات کے وقت فرشتے امن و سلامتی کا پیام دیتے ہیں اور اخروی رنج و غم سے آزاد ہونے کی نوید سناتے ہیں۔

(3) کفار کی موت:...... ان کو عند الموت جہنم کے عذابوں کی بشارتیں دی جاتی ہیں۔

(iii) سورہ مرسلات:

اس سورۃ کا آغاز قسمیں اٹھانے سے ہوتا ہے۔ ان قسموں کے بعد قیامت کے برحق ہونے کو بیان کیا گیا اور پہلے لوگوں کی بربادی کی وجہ آخرت کا انکار قرار دیا گیا اور ساتھ ہی اس بات سے بھی خبر دار کیا گیا ہے اب بھی اصول وہی ہے کہ جو آخرت کا انکاری ہے اس کے لیے تباہی و بربادی ہے۔

آخرت کے مجرموں کی بربادی کا نقشہ کھینچنے کے بعد آخرت کو مان کر اس کی تیاری کرنے والے متقین کو ملنے والی نعمتوں کا بیان ہے۔

(iv) سورہ النباء:

اس سورۃ میں قیامت کے برحق ہونے کے دلائل اور کچھ احوال آخرت بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد اہل جہنم و جنت اور ان کے احوال کا ذکر ہوا اور آخرت میں قیامت کے انکاری، جزاء وسزا پر یقین نہ رکھنے والے کفار کی حسرت و مایوسی کا ذکر ہے۔

(v) سورۃ التکویر:

قیام قیامت کے ساتھ واقع ہونے والی ابتدائی بارہ چیزوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ﴾ ''ہر جان جان لے گی جو لائی ہے۔''

گویا اعمال نامے پیش ہوں گے۔ پھر نظام قدرت کے مظاہر کو بیان کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے اور آپ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

معلوم ہوا ان سورتوں کے مضامین میں انذار (ڈرانے) کا پہلو غالب ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کے نام لے کر فرمایا مجھے انہوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

[31]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: مَا شَيَّبَكَ؟ قَالَ: سُورَةُ هُودٍ ، وَالْوَاقِعَةُ ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ .

تخریج الحدیث اسنادهٗ قوی لکنه مرسلٌ: مسند ابی یعلی : 1/ 102، (107) (108).

ترجمۃ الحدیث سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ نبا اور سورہ التکویر نے۔''

[32]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ زَكَرِيَّا ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: شِبْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ ، وَالْوَاقِعَةُ ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ .

تخریج الحدیث حدیث صحیح انظر رقم : 30.

ترجمة الحديث ابومیسرہ سے مروی ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بوڑھے ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سورہ ہود، واقعہ، سورہ نبا اور سورہ التکویر نے بوڑھا کر دیا۔''

[33]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ ، عَنْ حُسَـامِ بْنِ مِصَكٍّ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَسَ مِنْ كَتِفٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

تخريج الحديث الـحـديث صحيحٌ ، وقال الترمذي: ولا يصح حديث ابى بكر فى هذا الباب مـن قبـل اسـناده انما رواه حسام بن مصك عن ابن سيرين عن ابن عباس عن ابى بكر الصديق عن النبى ﷺ ، والصحيح انما هو عن ابن عباس عن النبى ﷺ ، حديث ابن عباس فى البخارى، كتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة : 207، ومسلم، كتاب الحيض، باب نسخ الوضوء، مما مست النار : 354 .

ترجمة الحديث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے شانے کا گوشت کاٹ کر کھایا اور وضوء نہیں کیا۔

شرح الحديث (1)...... وضوء کی فضیلت و اہمیت کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 9، 10۔

(2) آگ پر پکی چیز سے وضوء:

ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی چیز کھانے سے وضوء کیا جاتا تھا۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ .)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معاملات میں سے آخری آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء ترک کر دیتا تھا۔''

آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو نہ کرنے کا حکم عام ہے تاہم اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء کرنا ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا میں بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کروں؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو چاہے تو کر اگر نہ چاہے تو نہ کر۔'' اس نے پھر پوچھا کیا میں

[1] سنن ابى داؤد، الطهارة، باب فى ترك الوضوء، مما مست النار : 192 وقال الالبانى: صحيح .

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کروں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں، اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کر۔'' ❶

(2)......سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس حدیث کو بیان کرنے سے بھی یہی مسئلہ بتانا مقصود ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانے سے وضوء کی ضرورت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

[34]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ ، عَنْ حُسَامِ بْنِ الْمِصَكِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: نَهَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَتِفٍ ، فَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

تخریج الحدیث الحديث صحيحٌ، وقال الترمذي: ولا يصح حديث أبي بكر في هذا الباب من قبل اسناده إنما رواه حسام بن مصك عن ابن سيرين عن ابن عباس عن أبي بكر الصديق عن النبي ﷺ، والصحيح إنما هو عن ابن عباس عن النبي ﷺ، حديث ابن عباس في البخاري، كتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة : 207، ومسلم كتاب الحيض، باب نسخ الوضوء، مما مست النار : 354.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شانے کا گوشت کاٹ کر کھایا اور آپ نے وضوء نہیں کیا۔

عَائِشَةُ عَنْ أَبِيهَا أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے باپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[35]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .

تخریج الحدیث صحيح بخاري، كتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس : 3092، 3093.

ترجمة الحديث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فے دیا

❶ صحيح مسلم، الحيض، باب الوضوء من لحوم الابل : 360.

تھا اپنے وراثتی حصہ کا مطالبہ کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا سب ترکہ (لوگوں کے لیے) صدقہ ہے۔''

شرح الحدیث تفصیلی فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 1، 2، 3۔

[36]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَرْعَرَةَ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ "لا نورث ما ترکنا صدقةٌ": 6725، 6726، صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکنا فهو صدقة: 1758.

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا سب ترکہ (لوگوں کے لیے) صدقہ ہے۔''

[37]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ، عَنْ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، رضي الله عنها أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ لَمَّا تُوُفِّيَ بُكِيَ عَلَيْهِ قَالَ: فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى الرِّجَالِ فَقَالَ: إِنِّي اعْتَذِرُ إِلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِ أُولَاءِ ، إِنَّهُنَّ حَدِيثَاتُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ يُنْضَحُ عَلَيْهِ الْحَمِيمُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيفٌ جداً، محمد بن الحسن بن زبالة المخزومي المدني ضعيفٌ، ضعفه أبو زرعة و أبو حاتم و مسلم، وكذبه غير واحد، مسند أبي يعلى: 1/ 47 (47).

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جب عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما وفات پا گئے تو ان پر عورتیں رونے لگیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں کے پاس آئے اور ان سے کہا، میں ان کی طرف سے تم سے معذرت چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے ابھی ابھی زمانہ جاہلیت کو چھوڑا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مرنے والے پر زندوں کے رونے کی وجہ سے جہنم کی آگ کو بھڑکایا جاتا ہے۔''

شرح الحدیث

(1) مصیبت پر صبر کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ ﴾ (البقرہ : 155، 156)

''اور یقیناً ہم تمہیں خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجیے، وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

آیت بالا سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ مؤمن و مسلمان کو مختلف انداز سے کبھی خوف میں مبتلا کر کے، کبھی اناج کی کمی، کبھی مال و اولاد اور رزق کی تنگی سے آزماتے ہیں۔ ان حالات میں صبر کرنا اور اللہ کی رضا کے ساتھ راضی رہنا، مطلوب و مقصود ہے۔ صبر کرنے والے کو دنیا و آخرت دونوں جگہ صلہ عطا کیا جاتا ہے۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ وہی کلمہ کہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا (یعنی:

((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا .))

تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرماتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے سوچا مسلمانوں میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوگا؟ پہلا گھرانہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت فرمائی، پھر میں نے اس کلمہ کو کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیئے۔ [1]

(2) رونا صبر کے منافی نہیں:

آنکھوں کا وہ پانی جو زیادہ غم و تکلیف یا بے حد خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آئے اس کو آنسو کہتے ہیں۔ خوشی و غم کی ایسی کیفیت میں انسان کا اپنے آنسوؤں پر اختیار نہیں رہتا۔ اسی لیے اسلام نے غم و تکلیف پہنچنے پر نکلنے والے آنسوؤں کو صبر کے منافی قرار نہیں دیا۔ بلکہ غم کو ہلکا کرنے کے لیے آنسوؤں کا بہانا جائز ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ علیہ السلام آنکھیں بھر آئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ رحمت و

[1] صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة : 918.

شفقت ہے۔ بے شک آنکھ سے آنسو بہتے ہیں اور دل غمگین ہے۔ لیکن ہم زبان سے وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، اے ابراہیم! ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے۔'' ❶

(3) نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت:

مرنے والے کی خوبیوں کا ذکر کر کے، بلند آواز سے رونا، اس کی وفات پر غم کا اظہار کرتے ہوئے جسم کے مختلف حصوں کو پیٹنا، گریبان چاک کرنا وغیرہ نوحہ کہلاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا عام رواج تھا۔ زیادہ تر یہ کام عورتیں کرتیں۔ اسلام نے اس غلط رسم سے سختی سے منع کیا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لیتے وقت اس بات کا بھی عہد لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ❷

(3)...... کافروں کی نقل کرنے اور ان کی تہذیب و ثقافت سے اجتناب کرنا دین اسلام کا اہم اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مسلمان سے زندگی کے ہر معاملہ میں دین اسلام سے راہنمائی حاصل کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لہٰذا اہل اسلام کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے کام کریں جس سے شریعت نے روکا یا ان کو کافروں اور جاہلی معاشرے کے افعال قرار دیا۔

(4) نوحہ کرنے کی وعید:

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں جاہلی معاشرے کی چار باتیں ہیں جن کو وہ نہیں چھوڑیں گے۔ احساب (اپنے حسب) پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا اور نوحہ کرنا۔'' پھر فرمایا: ''اگر نوحہ کرنے والی اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے بدن پر تارکول کا لباس اور خارش کی قمیص ہوگی۔'' ❸

(5) میت پر گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کی حقیقت:

میت پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب سے متعلق کتب احادیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اختلاف مشہور ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال یہ تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب نہیں ہوتا، کیونکہ ہر شخص اپنے عمل کا خود عنداللہ جواب دہ ہے۔ کسی دوسرے پر اس کی ذمہ داری کیسے ڈالی جائے۔

❶ صحيح بخاري، الجنائز، باب قول النبي : انا بك لمحزونون : 1303، صحيح مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان ...... الخ : 2315.

❷ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء : 1306، صحيح مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة : 936.

❸ صحيح مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة : 934.

نوحہ گھر والے کریں اور عذاب میت کو سہنا پڑے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴾ (الانعام: 164)

''کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ''میت پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' حدیث کی وجہ سے مؤقف یہ تھا کہ میت کو گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ یہ حکم خاص میت کے لیے ہے جبکہ قرآن کا حکم عام ہے۔

اس اختلاف کی تفصیل صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث میں موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں اس اختلاف پر محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب رونا پیٹنا، ماتم کرنا میت کے خاندان کی رسم ہو (اور اس نے منع نہ کیا ہو) کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم: 6)

''اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔''

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری سے متعلق سوال ہوگا۔''

اور اگر رونا پیٹنا اور ماتم کرنا، اس کے خاندان کی رسم نہ ہو اور پھر کوئی اچانک رونے لگ جائے تو پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس آیت:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ ﴾ (فاطر: 18)

''کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی (جان) کسی دوسری کو بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے گی تو اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائے گا۔''

سے استدلال درست ہے، اور اسی طرح نوحہ کیے بغیر رونا جائز ہے۔ [1]

(7)...... انسان کو اپنی اور اہل خانہ کی مقدور بھر اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

(8)...... اگر کسی گھر غیر شرعی معاملہ ہو تو سربراہ کی ذمہ داری ہے اس کی اصلاح کرے اور اہل خانہ کو اس سے روکے۔

[38]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجَوَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

[1] صحيح البخاری، قبل الحديث: 1284.

أَرنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ فَاطِمَةَ ، وَالْعَبَّاسَ ، أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنهما يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا ادْعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ ، قَالَتْ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى مَاتَتْ ، فَدَفَنَهَا عَلِيٌّ رضي الله عنه لَيْلًا ، وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا أَبُو بَكْرٍ ، قَالَتْ: فَكَانَ لِعَلِيٍّ رضي الله عنه وَجْهٌ مِنَ النَّاسِ حَيَاةَ فَاطِمَةَ رضي الله عنها ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ انْصَرَفَتْ وُجُوهُ النَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ ، فَمَكَثَتْ فَاطِمَةُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، ثُمَّ تُوُفِّيَتْ ، قَالَ مَعْمَرٌ: فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ: فَلَمْ يُبَايِعْهُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَ: لَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ حَتَّى بَايَعَهُ عَلِيٌّ قَالَ: فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ انْصِرَافَ وُجُوهِ النَّاسِ عَنْهُ ضَرَعَ إِلَى مُصَالَحَةِ أَبِي بَكْرٍ ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه: ائْتِنَا ، وَلَا تَأْتِنَا بِأَحَدٍ مَعَكَ ، وَكَرِهَ أَنْ يَأْتِيَهُ عُمَرُ لِمَا عَلِمَ مِنْ شِدَّةِ عُمَرَ ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَأْتِهِمْ وَحْدَكَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَآتِيَنَّهُمْ وَحْدِي ، وَمَا عَسَى أَنْ يَصْنَعُوا بِي ، فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ ، فَدَخَلَ عَلَى عَلِيٍّ رضي الله عنه ، وَقَدْ جَمَعَ بَنِي هَاشِمٍ عِنْدَهُ ، فَقَامَ عَلِيٌّ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نُبَايِعَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنْكَارٌ لِفَضِيلَتِكَ ، وَلَا نَفَاسَةٌ عَلَيْكَ لَخَيْرٍ سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ ، وَلَكِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ لَنَا فِي هَذَا الْأَمْرِ حَقًّا ، فَاسْتَبْدَدْتُمْ عَلَيْنَا ، ثُمَّ ذَكَرَ قَرَابَتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَقَّهُمْ ، فَلَمْ يَزَلْ يَذْكُرُ ذَلِكَ حَتَّى بَكَى أَبُو بَكْرٍ ، فَلَمَّا صَمَتَ عَلِيٌّ تَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَوَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَلَوْتُ فِي هَذِهِ الْأُمُورِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ عَنِ الْخَيْرِ ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَذْكُرُ أَمْرًا صَنَعَهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ ، فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه الظُّهْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، ثُمَّ عَذَرَ عَلِيًّا رضي الله عنه بِبَعْضِ مَا اعْتَذَرَ بِهِ ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَذَكَرَ مِنْ حَقِّ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما ، وَذَكَرَ فَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ ، ثُمَّ مَضَى إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالُوا: أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر : 4241، 4240،

صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب قول النبى ﷺ لا نورث ما تركنا فهو صدقة : 1759 .

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ دونوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے حصہ کا مطالبہ کرنے کے لیے آئے، اور وہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدک کی زمین اور خیبر کے حصہ کا مطالبہ کر رہے تھے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا سب ترکہ (لوگوں کے لیے) صدقہ ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات اس مال سے پورے ہوں گے۔'' اللہ کی قسم! میں کسی بھی ایسے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا، مگر میں وہ کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ سے دور ہوگئیں اور اس سلسلہ میں اپنی وفات تک دوبارہ ان سے بات چیت نہ کی۔ ان کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کو ہی دفن کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وجاہت تھی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ پھر وفات پا گئیں۔ معمر نے کہا، ایک آدمی نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا، انہوں نے چھ ماہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا، نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت تک بنو ہاشم کے کسی فرد نے بھی بیعت نہیں کی۔ پھر جب (فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد) علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے چہروں کو بدلا ہوا پایا چنانچہ انہوں نے ابوبکر سے مصالحت کا پروگرام بنایا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ کوئی اور شخص نہ آئے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے کو ان کی طبیعت کی سختی کی وجہ سے ناپسند کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ ان کے پاس اکیلے نہ جائیں۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم میں اکیلا ہی جاؤں گا۔ مجھے ان سے کسی برے سلوک کی توقع نہیں۔ چنانچہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ ان کے پاس بنو ہاشم جمع تھے۔ علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ہم آپ کی بیعت سے اس لیے نہیں رکے کہ ہمیں آپ کی فضیلت سے انکار ہے اور نہ ہی ہمیں اس خیر و برکت سے حسد ہے جو اللہ نے آپ کو دی، لیکن یہ شکوہ ضرور ہے کہ ہم اس خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے اور تم لوگوں نے خود ہی اس کا انتظام کر لیا (ہم سے مشورہ نہیں لیا) پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اپنا حق مشاورت ذکر کیا، ان کی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد وثناء اس کی شایان شان بیان کی پھر فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری مجھے اپنی رشتہ داری سے زیادہ عزیز ہے کہ میں اس کا لحاظ کروں۔ میرے اور تمہارے درمیان ان متروکہ اموال سے متعلق اختلاف ہوا۔ میں نے اللہ کی قسم ان میں خیر خواہی کرنے میں لا پرواہی نہیں کی۔ البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے ہمارا سارا مال (لوگوں کے لیے) صدقہ ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

اخراجات اس مال سے پورے کیے جائیں گے۔'' اللہ کی قسم! ان شاء اللہ میں نے ان اموال سے متعلق وہی کیا جو انہوں نے کیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے زوال کے بعد آپ سے بیعت کا وعدہ رہا، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر پڑھی تو لوگوں سے مخاطب ہوئے پھر علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے (بیعت میں دیر اور) اس معذرت کا ذکر کیا جو انہوں نے کی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق خلافت، ان کی فضیلت و شان اور اسلام میں مسابقت کا ذکر کیا، پھر آگے بڑھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، آپ نے درست کیا اور بہت اچھا کیا۔

شرح الحدیث

(1)...... وراثت انبیاء علیہم السلام اور اس سے متعلقہ امور کی تفصیل حدیث نمبر 1,2,3. کے تحت گزر چکی ہے۔

(2)...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متبع سنت اور حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار سے خاص نسبت تھی اور اس سے کسی صورت بھی ہٹنے کے لیے تیار نہ تھے۔

(3)...... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا لیکن جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ'' سنائی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کوئی حجت و بحث نہیں کی۔ بلکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حق کو قبول کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پابندی کی۔

حدیث کے الفاظ ''فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِيْ ذٰلِكَ'' اس بات کی تائید و تصدیق کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میراث کے حق سے دستبرداری اختیار کر لی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اپنے استاد علی بن عیش رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں: ''مَعْنَى لَا أُكَلِّمُكُمَا، تَعْنِي فِيْ هٰذَا الْمِيْرَاثِ أَبَدًا، أَنْتُمَا صَادِقَانِ'' سیدہ فاطمہ نے کہا میں تم دونوں سے کلام نہیں کروں گی اس کا معنی یہ ہے کہ میں اس میراث کے بارے میں کبھی آپ دونوں (ابوبکر و عمر) سے گفتگو نہیں کروں گی کیونکہ آپ دونوں سچے ہیں، پھر ایسا ہی ہوا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات تک دوبارہ مطالبہ نہ کیا۔ [1]

(4)...... امام نووی رحمہ اللہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی اور قطع تعلقی کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وَأَمَّا مَا ذُكِرَ مِنْ هِجْرَانِ فَاطِمَةَ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَمَعْنَاهُ انْقِبَاضُهَا عَنْ لِقَائِهِ وَلَيْسَ هٰذَا مِنَ الْهِجْرَانِ الْمُحَرَّمِ الَّذِيْ هُوَ تَرْكُ السَّلَامِ وَالْإِعْرَاضِ عِنْدَ اللِّقَاءِ، قَوْلُهُ فِيْ هَذَا الْحَدِيْثِ: فَلَمْ تُكَلِّمْهُ، يَعْنِيْ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ أَوْ لِانْقِبَاضِهَا لَمْ تَطْلُبْ مِنْهُ حَاجَةً، وَلَا اضْطَرَّتْ إِلَى لِقَائِهِ فَتُكَلِّمَهُ، وَلَمْ يُنْقَلْ: قَطُّ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا، فَلَمْ تُسَلِّمْ عَلَيْهِ وَلَا

[1] سنن ترمذی، تحت الحدیث: 1609.

كَلَّمَتْهُ .)) ❶

''سیدہ فاطمہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قطع تعلقی کا جو ذکر ملتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات سے کھینچی کھینچی رہنے لگیں اور یہ طریقہ کار حرام کی گئی قطع تعلقی میں سے نہیں ہے۔ جس میں سلام و کلام ختم ہو اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے منہ موڑ لیا جائے۔ حدیث کے الفاظ ''فَلَمْ تُكَلِّمْهُ'' کا معنی یہ ہے کہ پھر وراثت کے سلسلہ میں ان سے دوبارہ گفتگو نہیں کی۔ یا دل میں کچھ خلش ہونے کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنی کسی ضرورت کا سوال نہیں کیا اور نہ ملاقات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان سے بات چیت کر سکیں۔ کہیں بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی اور ان دونوں نے آپس میں بات چیت یا سلام دعا نہ کی ہو۔''

(5)......سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چھ ماہ تک حیات رہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ❷

(6)......سیدنا علی رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شان و رتبہ کے مالک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونا اس عزت و اکرم میں مزید احترام کا سبب بنا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے توقف کرنا، عام صحابہ کے لیے ناگواری کا باعث بنا، لیکن جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی اس عمل پر تحسین فرمائی اور ان کی عزت میں مزید اضافہ ہوا۔

(7) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کا سبب:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفۃ المسلمین ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق ان کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ بعض خاندان کے افراد نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کچھ عرصہ توقف کیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ خلافت نہ ملنے کے ملال میں آپ چھ ماہ تک جمہور مسلمانوں سے الگ رہے، بلکہ یہ نہ صرف غلط بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر بہتان ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام مازری رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں، انہوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ کی بیعت سے پیچھے رہنا اس لیے تھا کہ وہ معاشرے کے نمائندہ افراد کی طرف سے بیعت کا ہو جانا کافی سمجھتے تھے اور ہر ایک کی طرف سے بیعت کا منعقد ہونا لازمی نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ہر بندہ حاضر ہو کر اپنا ہاتھ خلیفہ کے ہاتھ میں دے۔ کسی کا خلیفہ کی

❶ شرح صحيح مسلم : 15/ 73 .

❷ صحيح مسلم : 1759 .

اطاعت سے انکار نہ کرنا، اور اس کے خلاف نہ اٹھنا بھی اطاعت وفرمانبرداری ہی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی کیفیت وحالت بھی یہی تھی ان سے صرف کچھ تاخیر ہوئی انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار نہیں کیا۔ ❶

(8)......سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت تھی۔

(9)...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ فضیلت ومرتبہ کے مالک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیدنا محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے والدمحترم سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر شخص کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پھر پوچھا: ''ان کے بعد کون؟ تو انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ۔ ❷

(10)...... باہمی گفتگو کے بعد سیدنا علی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما باہم شیر وشکر ہوگئے پھر مجمع عام میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے توقف اور بیعت پر آپ کی جانب سے عذرخواہی کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے آپ کے فضائل ومناقب کا اعتراف کرنے کے بعد مجمع عام میں بیعت کی۔

(11) ان شاء اللہ کہنا:

مستقبل میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہو تو ان شاء اللہ کہنا چاہیے جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوران گفتگو کہا۔ شریعت اسلامیہ کی بھی یہی تعلیم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ ﴾ (الکہف : 23، 24)

''اور آپ کسی چیز سے متعلق ہرگز نہ کہیں کہ میں یہ کام ضرور کرنے والو ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کریں اور کہہ میرا رب مجھے اس سے قریب تر بھلائی کی ہدایت دے گا۔''

معلوم ہوا اللہ کے چاہنے سے ہر کام ہوتا ہے اور اگر اللہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ ان شاء اللہ کہنے کی اہمیت سلیمان علیہ السلام کے درج ذیل واقعہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلیمان بن داوٗد علیہ السلام نے فرمایا: میں آج کی رات اپنی سو (100) یا ننانوے (99) بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک بیٹا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کا

❶ فتح الباری : 7/ 378.

❷ صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب : 3671.

شہ سوار ہوگا ان کے ایک ساتھی نے کہا: آپ ان شاء اللہ کہیے (وہ کسی مصروفیت کی وجہ سے) ان شاء اللہ نہ کہہ سکے۔ ان عورتوں میں سے صرف ایک کو حمل ہوا اور اس کے ہاں بھی ادھورا بچہ ہوا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے سب عورتوں کے ہاں مجاہد فی سبیل اللہ شہ سوار بیٹے پیدا ہوتے۔ ❶

[39]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَمَثَّلْتُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَأَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه يَقْضِي: [البحر الطويل]

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: ذَاكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم .

تخریج الحدیث مسند احمد: 1/ 205 (26)، مصنف ابن ابی شیبة: 6/ 353، مسند البزار: 1/ 128 وأخرجه البخاري في صحيحه (1008) من حديث عبد الرحمٰن بن عبد اللّٰه بن دينار، عن أبيه .

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت میں نے اس شعر سے انہیں خراج تحسین پیش کیا اور سفید فام جس کے چہرے کے ذریعے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کا مربی اور بیواؤں کا نگہبان ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: یہ ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

شرح الحدیث (1)...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ظاہری، باطنی خوبیوں سے مالا مال تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہے جانے والے شعر کے ساتھ انہیں خراج تحسین پیش کیا تو انہوں نے عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ان خوبیوں کی حامل تو ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

(2) اسلام میں شعر وشاعری:

کتاب وسنت کے موافق شعر وشاعری کو دین اسلام میں قابل تحسین گردانا گیا ہے۔ کفار کی باتوں کا جواب دینے کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعراء اسلام کی ہمت افزائی فرمائی، حکم فرمایا:

((اهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ .)) ❷

---

❶ صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب من طلب الولد للجهاد: 2819، صحيح مسلم، الأيمان، باب الاستثناء: 1654 .

❷ صحيح مسلم، فضائل الصحابه، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه: 2490 .

''قریش کی ہجو کرو کیونکہ وہ ان پر تیروں کے چھید کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً .)) ❶

''یقیناً بعض شعر حکمت سے بھرے ہوتے ہیں۔''

عمرو بن شرید اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے مجھ سے امیہ بن ابی صلت کے اشعار سنانے کی فرمائش کی تو میں نے آپ کو اس کے سو (100) شعر سنائے۔ ❷

دین اسلام سے ہٹ کر گمراہ کن، فحاشی و بے حیائی پر مبنی، جذبات کو شر انگیز کرنے والی شاعری اسلام میں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ شاعری کی اسی صنف سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا .)) ❸

''تم میں سے کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے گلا دے تو وہ شعر سے بھرنے سے بہتر ہے۔''

فی زمانہ زیادہ تر شاعری اس مذموم طرز پر کی جا رہی ہے جس کی قرآن میں شدید الفاظ کے ساتھ مذمت کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾﴾ (الشعراء: 224 تا 226)

''اور شاعروں کے پیچھے گمراہ لگتے ہیں۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں وہ (شاعر) ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں اور وہ وہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔''

مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ نے مسدس میں اپنے زمانے کے شعراء کا خوب نقشہ کھینچا فرمایا:

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے
مقرر جہاں نیک و بد کی سزا ہے

❶ صحیح البخاری، الادب، باب ما یجوز من الشعر والرجز ...... : 6145.

❷ صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الشعر : 2255.

❸ صحیح البخاری، الادب، باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر : 6155، صحیح مسلم، الشعر، باب فی انشاد الشعر ...... الخ : 4457.

گنہگار واں چھوٹ جائیں گے سارے
جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

گویا حالی رحمہ اللہ کے بقول شاعروں کے علاوہ باقی سب کو جہنم سے رہائی مل جائے گی۔

(3)......سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے کہا گیا شعر درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا ہے جو اس نے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا تھا۔

(4)......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بارش کے لیے دعا فرماتے۔ آپ کے منبر سے اترنے سے پہلے مدینے کے پرنالے بارش کے پانی سے پورے زور سے بہنے لگتے تو مجھے ابوطالب کا یہ شعر وابیض یستسقی ...... الخ یاد آجاتا۔ [1]

(5) نبی علیہ السلام کی ذات کا وسیلہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سب سے محترم ومکرم تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو خوب سمجھتے تھے۔ توحید اور رسالت مآب کی محبت کے تقاضوں سے بھی آشنا تھے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو وسیلہ بنا کر آپ کی حیات میں اور وفات کے بعد کبھی دعا نہیں کی البتہ آپ کی دعا کا وسیلہ پکڑتے تھے۔ آپ کے پاس جاتے دعا کرواتے اللہ تعالیٰ ضرورتیں پوری فرما دیتے۔

سیدنا انس بیان کرتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب کبھی قحط سالی ہوتی تو آپ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرواتے۔ چنانچہ فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا ، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا ، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ .)) [2]

''اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو تو ہمیں بارش دے دیتا تھا اور اب ہم تجھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (عباس رضی اللہ عنہ) کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں لہٰذا ہم پر بارش برسا، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تو بارش نازل ہوتی۔''

معلوم ہوا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا ان کی ذات گرامی کو وسیلہ نہیں بنایا کیونکہ اگر کسی کی ذات کو وسیلہ بنانا جائز ہوتا تو کائنات کی افضل ترین ہستی انبیاء و رسل کے سردار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو وسیلہ

[1] صحیح البخاری، الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام ...... الخ: 1008، 1009.
[2] صحیح البخاری، الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا: 1010.

بناتے۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے غیر موجود یا فوت شدگان کو وسیلہ بنانے کی کوئی بھی صورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں موجود نہ تھی۔

(6) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال:

لاجواب سیرت کی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت بھی بے مثال تھی۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ.)) ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید، چمکدار رنگت والے تھے، آپ کا رنگ نہ خالص سفید اور نہ صرف گندمی تھا۔''

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خُلُقًا.)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی انتہائی حسین تھے۔''

معلوم ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معنوی، باطنی اخلاق اور صفاتی حسن سے نوازا ہوا تھا اسی طرح اللہ نے آپ کو ظاہری جسمانی حسن سے بھی مالا مال کیا تھا؎

تیری صورت، تیری سیرت، تیرا نقشہ، تیرا جلوہ
تبسم گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

شاعر نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ کھینچا؎

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں، نہ دکان آئینہ ساز میں

[40]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه فَقَالَ: هَلْ سَمِعْتِ مِنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ دُعَاءً عَلَّمَنِيهِ، ذَكَرَ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَلِّمُهُ أَصْحَابَهُ

❶ صحيح بخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ: 3547، صحيح مسلم، الفضائل، باب طيب رائحة النبي ﷺ ...... الخ: 2330.

❷ صحيح بخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ: 3549، صحيح مسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ ...... الخ: 2337.

وَيَقُولُ: لَوْ كَانَ عَلَى أَحَدِكُمْ جَبَلٌ ذَهَبَ دَيْنًا ، ثُمَّ دَعَا بِذَلِكَ قَضَاهُ اللَّهُ عَنْهُ: اللَّهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ ، كَاشِفَ الْغَمِّ ، مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ ، رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا أَنْ تَرْحَمَنِي رَحْمَةً تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: وَكَانَ عَلَيَّ ثِقْلَةٌ مِنْ دَيْنٍ ، وَكُنْتُ أَدْعُو بِذَلِكَ الدُّعَاءِ ، فَقَضَى اللَّهُ مَا كَانَ عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ .

تخریج الحدیث حديث ضعيف جدا ، بل موضوع ، الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلى ، قال احمد: أحاديثه كلها موضوعة ، وقال ابن معين: ليس بثقة ، وقال ابو حاتم: كذاب ، وقال النسائى والدارقطنى وجماعة : متروك الحديث ، مستدرك حاكم : 1/ 696 (1898) ، مسند البزار : 1/ 131 (62) .

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ دعا سنی جو آپ نے مجھے سکھائی اور آپ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر کیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو یہ دعا سکھاتے اور فرماتے۔ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ برابر سونا قرض ہو پھر وہ یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قرض کو چکا دیں گے۔ ''اے اللہ! آنے والی پریشانیوں کو دور کرنے والے، غموں سے نجات دینے والے، مجبور و لاچار لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے، دنیا و آخرت کے مہربان اور رحم کرنے والے مجھے پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیرے علاوہ ہر قسم کی رحمت سے بے نیاز کر دے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ پر کافی قرض تھا میں اس دعا کو کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے میرے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا فرما دیئے۔

شرح الحدیث

(1) قرض خواہ کے لیے ہدایات:

قرض دینا کارِ ثواب ہے۔ قرض خواہ کو شریعت اسلامیہ نے مقروض کے ساتھ نرمی برتنے اور اس کے لیے آسانی پیدا کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٢٨٠ ﴾

(البقرہ : 280)

''اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو اور اگر اسے معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

قرض خواہ کی طرف سے مقروض کو جتنی مہلت ملتی ہے یا مقروض کو قرض کی رقم معاف کر دی جاتی ہے تو یہ قرض خواہ کے لیے قیامت کی سختیوں سے نجات کا باعث ہوگا۔

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ .)) ❶

''جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہیے تنگدست کو مہلت دے یا اسے (قرض) معاف کر دے۔''

ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

((مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ .)) ❷

''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اسے (قرض) معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ دے گا۔''

(2) مقروض کے لیے ہدایات:

مقروض کے لیے قرض کی ادائیگی کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جو وعدہ کرے اس کی پاسداری کرے اور قرض کی ادائیگی میں لیت ولعل سے کام نہ لے کیونکہ قرض ناقابل معافی گناہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ .)) ❸

''شہید کے قرض کے علاوہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

مقروض ادائیگی قرض کے وقت قرض خواہ کا شکریہ ادا کر دے تو یہ ادائیگی قرض کی مستحسن صورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً .)) ❹

''لوگوں میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو ادائیگی (قرض) میں اچھا ہے۔''

(3) قرض سے پناہ مانگنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں خود قرض سے پناہ مانگی اور اس کی تعلیم دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تو فرماتے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ

❶ صحيح مسلم ، المساقاة ، باب فضل اِنْظَارِ الْمُعْسِرِ : 1563 .

❷ صحيح مسلم ، الزهد ، الرقائق ، باب حديث جابر الطويل : 3013 ، 394 .

❸ صحيح مسلم ، الامارة ، باب من قتل فى سبيل الله : 1886 .

❹ صحيح مسلم ، المساقاة ، باب من استسلف شيئًا فقضى خيرا منه : 1600 .

مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ" "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور جہنم کے عذاب سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ اور قرض سے۔"

آپ سے کسی نے عرض کیا، کیا وجہ ہے آپ قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ .)) ❶

"جب آدمی مقروض ہو جائے تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔"

(4) ادائے قرض کی دعا:

حدیث بالا میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے مروی دعا سند کے شدید ضعف کی وجہ سے قابل عمل نہیں، تاہم درج ذیل میں موجود دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور اگر کسی پر قرض ہو تو اسے ان الفاظ میں دعا کرنی چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے پاس ایک مکاتب آیا اور اس نے عرض کیا میں اپنی ادائے کتابت سے عاجز آ گیا ہوں لہٰذا آپ میری مدد فرمائیں تو آپ نے کہا: کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے (ان کلمات کے پڑھنے سے) اگر تجھ پر کوہ صیر کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کا بندوبست فرما دیں گے۔ لہٰذا تو یہ دعا کیا کر:

((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .)) ❷

"اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے حلال دے جو میرے لیے کافی ہو اور حرام سے بچا اور اپنے فضل و رحمت سے اپنے علاوہ دوسروں سے مستغنی فرما دے۔"

[41]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، رضي الله عنها أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قُلْنَا: يَوْمُ الِاثْنَيْنِ ، قَالَ: فَإِنْ مِتُّ مِنْ لَيْلَتِي فَلَا تَنْتَظِرُوا بِيَ الْغَدَ فَإِنَّ أَحَبَّ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي إِلَيَّ أَقْرَبُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

تخريج الحديث مسند احمد : 1/ 218 (45)، وقال أحمد شاكر رحمه الله: اسنادهٗ صحيحٌ ، محمد بن ميسرة أبو سعد الصاغاني : ثقة تُكلم فيه بدون وجه .

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت میں پوچھا: آج کون سا

❶ صحيح البخارى ، الأذان ، باب الدعا قبل السلام : 832 ، 833 ، صحيح مسلم ، المساجد و مواضع الصلوة ، باب ما يستعاذ منه فى الصلاة : 589 .

❷ مسند احمد : 1/ 153 ، سنن ترمذى ، الدعوات ، باب : 3563 ، وقال: حسن غريب ، وقال الالبانى: حسن .

دن ہے؟ ہم نے کہا: آج سوموار کا دن ہے۔ آپ نے کہا اگر میں آج کی رات وفات پا جاؤں تو کل تک میرے دفنانے کا انتظار نہ کرنا۔ اس لیے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین دن اور راتیں زیادہ پسند ہیں۔

شرح الحدیث (1)...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضر وسفر کے رفیق تھے۔ کتاب و سنت کے فہم و تدبر میں ایسے دقیق نظر تھے کہ بہت سے نکات تک بآسانی رسائی حاصل کر لیتے جس کی طرف عام صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذہن منتقل نہ ہوسکتا تھا۔ اللہ رب العزت نے انہی فضائل و مناقب اور اوصاف کی بنا پر انہیں بعد از وفات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون فرما کر دائمی رفاقت نصیب فرما دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وفات کو اپنی وفات کے لیے پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس آرزو کو پورا فرما دیا چنانچہ آپ نے 22 جمادی الاخریٰ 13 ہجری سوموار اور منگل کی درمیانی رات وفات پائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت ہی تجہیز و تکفین کی گئی۔

عبداللہ بن ابوبکر سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ اِمْرَأَةَ اَبِی بِكْرٍ الصِّدِيْقِ غَسَّلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ حِيْنَ تُوُفِّیَ .)) [1]

''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا۔''

(2)...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث میں مذکور گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، آپ کے عادات و اطوار سے عقیدت اور آپ کے معمولات آپ کی حیات طیبہ کے اہم ایام سے تعلق کو واضح کرتی ہے۔''

بزرگی بہ علم است نہ بہ سال
فضیلت بہ عقل است نہ بہ مال

''شرف و بزرگی علم سے حاصل ہوتی ہے۔ عمر سے نہیں اور فضیلت و برتری عقل و دانش سے حاصل ہوتی ہے مال و دولت سے نہیں۔''

[42]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا،

[1] مؤطا امام مالك، الجائز، باب ما جاء فی غسل الميت: 593، مصنف عبد الرزاق: 3/ 410، الاوسط لابن المنذر: 5/ 335.

قَالَتْ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ لَوْ رَأَيْتِنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُرِيدُ الْغَارَ ، فَلَمَّا صَعَدْنَا فِي الْجَبَلِ تَفَطَّرَتْ رِجْلَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ دَمًا ، وَأَمَّا رِجْلَايَ فَكَانَتَا كَأَنَّهُمَا صَفَاةً ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَتَعَوَّدْ مِنَ الشَّقَاءِ مَا تَعَوَّدْتَ أَنْتَ .

تخریج الحدیث اسنادهٔ ضعیفٌ ، الحسن بن عمارة متروك و سعيد بن عمرو الراوی عن عائشة لا يعرف .

ترجمة الحدیث *سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف جاتے دیکھ لیتی۔ جب ہم پہاڑ پر چڑھے تو رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک پھٹے اور خون نکل آیا اور میرے دونوں پاؤں چکنے پتھر کی مانند ہو گئے۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے بدحالی سے اس قدر پناہ طلب نہیں کی جس قدر آپ نے پناہ طلب کی۔*

شرح الحدیث *شرح کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 62، 63، 64، 71، 72۔*

[43]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ ، ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی ، أبواب الجنائز ، باب ما جاء فی دفن النبی ﷺ حيث قبض : 1018 ، وقال الالبانی: صحيح .

ترجمة الحدیث *سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات سنی جو میں بھولا نہیں، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ نے ہر نبی کی روح اس جگہ قبض کی جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے تھے۔'' لہٰذا تم انہیں ان کے بستر ہی کی جگہ دفن کرو۔''*

شرح الحدیث *شرح حدیث نمبر 26 کے تحت گزر چکی ہے۔*

[44]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَنْفَلُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، رضی اللہ عنہا ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ: اللّٰهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي .

تخریج الحدیث اسنادهٔ ضعيف ، لضعف زنفل أبي عبدالله العرفی ، سنن ترمذی ، ابواب

الدعوات، باب : 3516، وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث زنفل وهو ضعيفٌ عند أهل الحديث، وقال الالباني : ضعيف، مسند ابى يعلى : 1/ 45 (44) وقال حسين سليم أسد: اسناده ضعيف، مسند البزار : 1/ 129 (59).

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! میرے لیے بہتر کا انتخاب فرما اور میرے لیے بہتر پسند فرما۔''

شرح الحدیث

مذکورہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ مگر اللہ رب العزت سے ہر کام میں خیر طلب کرنی چاہیے، خیر طلب کرنے کا بہترین طریقہ نماز استخارہ ہے۔

(1) نمازِ استخارہ اور استخارہ کا مسنون طریقہ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی شخص جب کسی اہم کا ارادہ کرے تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعات پڑھے پھر یہ دعائے استخارہ پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ، وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ، وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ'' [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے سے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے سے طاقت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں، بلاشبہ تو قدرت رکھتا ہے میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! تیرے علم کے مطابق اگر یہ کام (جو کرنا ہو اس کا نام لیا جائے) میرے لیے میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام میں بہتر ہے تو اسے میرا مقدر بنادے اور اسے میرے لیے آسان کردے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے اور

[1] صحيح بخارى، كتاب التهجد، باب ما جاء فى التطوع مثنى مثنى : 1162، بعد الحديث : 1171.

اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے، میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام میں برا ہے تو اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کردے اور بھلائی کو جہاں بھی ہو میرے مقدر میں کردے اور پھر مجھ کو اس پر راضی کردے۔''

(2) استخارہ سے متعلق چند ہدایات:

❁:......استخارہ دن اور رات کے کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔

❁:......ضرورت مند آدمی کو خود استخارہ کرنا چاہیے۔

❁:......اگر ایک کام کئی افراد سے متعلق ہو تو سب علیحدہ علیحدہ استخارہ کرلیں۔

❁:......کسی ایک کام کے لیے ایک سے زائد مرتبہ استخارہ کرنا بھی درست ہے۔

❁:......استخارہ کے بعد سونا یا سوتے وقت استخارہ کرنا غیر مشروع ہے۔

❁:......استخارہ کے بعد خواب آنے کا نظریہ درست نہیں بلکہ اس عمل سے اللہ رب العزت استخارہ کرنے والے کے سینہ کو خیر کے لیے کھول دیتے ہیں۔

❁:......کسی بزرگ، پیر، فقیر یا دوسرے سے استخارہ کروانے کا رائج طریقہ بھی غیر شرعی ہے۔

❁:......البتہ کسی توحید پرست متشرع انسان سے استخارہ کے طور پر مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہما

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[45]...... حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَأَتَيْتُهُ وَعِنْدَهُ عُمَرُ ، فَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ ، قَالَ: وَكَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ غُلَامٌ شَابٌّ عَاقِلٌ ، لَا نَتَّهِمُكَ ، وَقَدْ كُنْتَ تُكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ ، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما ، وَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَانِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الَّذِي كَلَّفَانِي ، قَالَ: فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ

مِنَ الْعُسُبِ ، وَالرِّقَاعِ ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ ، قَالَ: وَوَجَدْتُ آيَةً مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ شَكَّ إِبْرَاهِيمُ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ [التوبة: 128] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ، فَكَتَبْتُهَا ، وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَفَتَحَ أَرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيْجَانَ ، فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُودُ ، وَالنَّصَارَى ، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا إِلَيْهِ، فَأَمَرَ زَيْدًا ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ ، وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَإِنِ اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ ، فَفَعَلُوا ذَلِكَ حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ ، فَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا ، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُمْحَى أَوْ يُحْرَقَ .

تخریج الحدیث صحيح بخارى، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن: 4986، 4987.

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ سے متعلق مجھے پیغام بھیجا، جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ میں آپ کے پاس آیا تو آپ کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا، یمامہ کے دن شدید لڑائی ہوئی جس میں بہت سے قرآن کے قاری شہید ہو گئے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا کام کیسے کروں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کے بارے اصرار کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے کے لیے کھول دیا۔ جس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: تم جوان اور سمجھ دار آدمی ہو۔ ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ نہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا بھی کرتے تھے۔ قرآن کو تلاش کرو اور (لکھ کر) جمع کر دو، میں نے کہا: آپ دونوں وہ کام کیوں کرتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ آپ مجھ سے اصرار کرتے رہے، آخر کار اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے سینہ کو کھولا تھا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ دونوں مجھے کسی پہاڑ کے

منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ میرے لیے اتنا گراں نہ ہوتا جتنا قرآن کی جمع وترتیب کا حکم مشکل تھا۔ میں قرآن کو کھجور کی شاخوں، کھال اور لوگوں کے حافظہ سے مدد لے کر جمع کرنے لگا۔حتی کہ میں نے سورہ توبہ کی آیت ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ ....﴾ (التوبہ) جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔سیدنا خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ یا ابن خزیمہ (راوی ابراہیم کو شک گزرا) کے پاس پائی، میں نے اس کو سورۃ توبہ میں لکھ دیا۔ پھر یہ صحیفے (مصحف) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا، مجھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ ان دنوں اہل شام اور اہل عراق کے ساتھ مل کر ارمینیہ اور آذربائیجان کی فتح میں مشغول تھے۔سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے قرآن کی قرأت میں اختلاف نے پریشان کیا تو انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی، اے امیر المومنین! اس امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کا شکار ہونے سے پہلے سنبھالئے۔تو حصرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ (قرآن کے) صحیفے ہمارے پاس بھیجے تاکہ ہم انہیں مصاحف میں نقل کریں پھر ہم انہیں آپ کو واپس بھیج دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے یہ صحیفے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کریں اور قرآن کی قرأت میں کسی جگہ اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھیں کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا، انہوں نے اسی طرح کیا حتی کہ انہوں نے صحیفے، مصاحف میں نقل کر لیے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے جمع کردہ صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دیئے اور ان سے نقل کیا ہوا ایک ایک مصحف اسلامی حکومت کے ہر علاقہ میں بھیج دیا اور ان کے علاوہ موجود قرآن کے صحیفوں سے متعلق حکم دیا انہیں ختم کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

[46]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ قَالَ: أَخْبرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَرْسَلَ إِلَيْهِ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا عُمَرُ عِنْدَهُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِأَهْلِ الْيَمَامَةِ مِنْ قُرَّاءِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ لَا يُوعَى ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ ، فَقُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأَى عُمَرُ. قَالَ زَيْدٌ: وَعُمَرُ جَالِسٌ عِنْدَهُ لَا يَتَكَلَّمُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ ، وَكُنْتَ تَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

الْوَحْيَ. فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ وَاجْمَعْهُ ، قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ ، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ بِهِ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَجَمَعْتُ الْقُرْآنَ ، جَمَعْتُهُ مِنَ الرِّقَاعِ ، وَالْأَكْتَافِ ، وَالْعُسُبِ ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ، ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ [التوبة: 128]. إِلَى آخِرِ السُّورَةِ ، وَكَانَتِ الْمَصَاحِفُ الَّتِي جَمَعْنَا فِيهَا الْقُرْآنَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن: 4986، 4987.

ترجمۃ الحدیث سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف جنگ یمامہ سے متعلق پیغام بھیجا، جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے، میں آپ کے پاس آیا تو عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: اہل یمامہ سے شدید لڑائی ہوئی، جس میں بہت سارے قاری قرآن شہید ہوئے اور مجھے یہ خدشہ ہے اگر ان جگہوں میں جہاں جنگیں ہو رہی ہیں اسی طرح قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سارا حصہ ضائع ہو جائے گا اور اسے محفوظ نہیں کیا جا سکے گا اور میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیں۔ تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ بہتر کام ہے۔ وہ مجھے بار بار کہتے رہے، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس کام کے لیے شرح صدر عطا کر دیا جس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے شرح صدر فرمایا تھا اور میری بھی اس سلسلہ میں وہی رائے ہوگئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا، عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے رہے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سمجھدار جوان آدمی ہو، ہمیں تم پر کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں اور تم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی لکھتے بھی تھے، لہٰذا قرآن کو تلاش کر کے لکھ دو۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کا حکم دیتے تو یہ کام مجھے قرآن کے جمع کرنے سے گراں نہ لگتا۔ میں نے کہا: آپ لوگ وہ کام کیوں کرتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے بار بار کہتے رہے، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس کام کے لیے شرح صدر فرما دیا جس کے لیے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو شرح صدر فرمایا تھا۔ پھر میں نے قرآن کو، چمڑے، کھجور کی شاخوں، ہڈیوں اور لوگوں کے حافظے سے جمع کیا، سورۃ توبہ کی آخری آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ مجھے خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے نہ ملی۔ وہ صحیفے جن میں ہم نے قرآن کو جمع کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی

زندگی میں ان کے پاس رہے پھران کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے پھر ان کی وفات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

شرح الحدیث

(1) جنگ یمامہ:

جنگ یمامہ مسیلمہ کذاب اور اہل اسلام کے مابین 11، 12 ہجری میں ہوئی۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدین کے اس کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے اس کی افرادی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کی سرکوبی کے لیے سیف من سیوف اللہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں اسلامی لشکر روانہ کیا۔ اس جنگ میں کافی زیادہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کی۔ ان شہداء اسلام میں کثیر تعداد قرآن کے حفاظ وقراء کی تھی۔ جن میں سالم مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان قراء کی شہادت نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کی سوچ دی۔ انہوں نے خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گزارش کی، بالآخر صاحبین نے اس پر اتفاق کیا اور اس عظیم کام کے لیے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا۔

(2) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا چند اساسی صلاحیتوں کی بنا پر جمع قرآن کے لیے انتخاب کیا۔

(i) اِنَّکَ غُلَامٌ شَابٌ :...... سیدنا زید رضی اللہ عنہ نوجوان تھے۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً اکیس سال تھی اور یہ عمر ہر قسم کے کام کے لیے موزوں ترین ہوتی ہے۔

(ii) عَاقِلٌ:...... سمجھدار اور عقلمند تھے۔ اس کام کے لیے عاقل اور باشعور انسان کا ہونا لازمی وضروری تھا اور آپ یہ ذمہ داری احسن انداز سے نبھا سکتے تھے۔

(iii) لَا نَتَّهِمُكَ:...... آپ پر کوئی اتہام اور عیب نہیں تھا۔ ثقہ اور قابل اعتماد تھے۔ لہٰذا آپ کا کیا ہوا کام دلی اطمینان وسکون کا باعث ٹھہرتا۔

(iv) وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ:...... آپ کو وحی لکھنے کا تجربہ تھا، عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کاتب وحی رہ چکے تھے۔ سابقہ تجربہ کی وجہ سے آپ کے لیے جمع قرآن کا کام نیا نہ تھا۔

(v) ان مذکورہ بالا خوبیوں کے علاوہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ میں ایک اور خوبی بھی تھی، یہ ان افراد میں سے تھے جنہوں نے عہد رسالت میں مکمل قرآن حفظ کر رکھا تھا۔

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کن لوگوں نے مکمل

قرآن جمع (حفظ) کیا؟ تو انہوں نے کہا: چار افراد نے اور یہ سب انصار سے ہیں۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔ ❶

(3) عہد نبوی میں کتابت قرآن:

عہد نبوی میں قرآن و حدیث کی کتابت عام تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض بطور خاص وحی کی کتابت کرتے۔ سیدنا زید بن ثابت، عبداللہ بن عمرو، معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ وحی کی کتابت میں معروف ہیں۔

عہد نبوی میں کتابت قرآن کی کیفیت حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ کھجور کی شاخوں، ہڈیوں، چمڑوں وغیرہ پر ہوتی تھی۔ آیات اور سورتیں بھی مرتب تھیں اور صحابہ کرام نے ترتیب توقیفی کے مطابق ہی حفظ بھی کر رکھا تھا لیکن دو گتوں کے درمیان کتابی شکل میں نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نصیب میں لکھ رکھی تھی لہٰذا وہ پہلے جامع القرآن ٹھہرے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ هُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائیں انہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو گتوں کے درمیان جمع کیا۔''

(4) عہد نبوی اور عہد صدیقی کی کتابت قرآنی میں فرق:

عہد نبوی میں قرآن مجید مختلف صحیفوں، کھجور کی ٹہنیوں وغیرہ پر تحریر کیا گیا، جبکہ عہد صدیقی میں ان مختلف اشیاء سے لے کر صحیفوں پر لکھا گیا اور ان صحیفوں کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی۔ عہد نبوی میں یکجا کر کے مصحف اس لیے تیار نہ کیے گئے کیونکہ نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا، جس کی وجہ سے نسخِ احکام یا نسخ تلاوت کے حکم کا انتظار باقی تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ نزول قرآن کا سلسلہ ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دل میں یہ بات ڈالی اور انہیں یہ عظیم کام کرنے کی سعادت بخشی۔

(5)......سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو مصحف تیار کروایا، آپ کی زندگی میں یہ مصحف ان کے پاس رہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو یہ مصحف ان کی تحویل میں آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ مصحف ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہ مصحف لے کر اس کو اصل قرار دے کر اس سے مزید نسخے تیار کروائے۔

---

❶ صحيح بخاری، فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم : 5003، صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بن كعب : 2465.

❷ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل : 1/ 354، مصنف ابن ابی شيبه : 7/ 196، تفسير ابن كثير : 1/ 25 وقال اسناده صحيح.

(6) عہد عثمانی اور جمع و تدوین قرآن:

قرآن کی جمع و ترتیب کا کام عہد صدیقی میں مکمل ہو چکا تھا۔ قرآن کی مختلف قراءتوں کی وجہ سے اہل اسلام میں اختلاف ہونے لگے۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے، اختلاف کے سنگین صورت حال اختیار کرنے سے قبل اس کی خبر لینے کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اختلاف کی نوعیت کو سمجھ گئے، کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور اور معروف قراءتوں پر لوگوں کو جمع کیا۔

(7) عہد عثمانی اور عہد صدیقی کی جمع و تدوین میں فرق:

عہد عثمانی اور عہد صدیقی کی جمع و تدوین میں بنیادی فرق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاملین قرآن کے دنیا سے چلے جانے سے قرآن کے کسی حصہ کے ضائع ہونے کا خدشہ محسوس کرتے ہوئے اس کو جمع کر دیا۔ جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قراءت میں اختلاف رونما ہوا تو اختلاف ختم کرنے کی غرض سے لوگوں کو ایک ایسا مصحف تیار کروا دیا جس کو اختیار کرنے سے اختلاف دم توڑ گیا اور اس سے مزید نسخے تیار کروا کر مختلف شہروں میں روانہ کر دیئے۔

(8)...... حدیث میں مذکور جمع و تدوین قرآن کے واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتاب و سنت کی حفاظت کے لیے انتہائی فکر مند رہے۔ باہم محبت اور سکون کے ماحول میں اپنی رائے کا اظہار کرتے، دوسرے کی رائے سے اختلاف کرتے اور جب خوب غور و خوض کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچ جاتے، انہیں شرح صدر ہو جاتا تو اپنی صائب رائے کو اختیار کر لیتے تھے۔

(9)...... امام بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں بڑی عمدہ باتیں لکھیں، وہ فرماتے ہیں:

"فِيْهِ الْبَيَانُ الْوَاضِحُ أَنَّ الصَّحَابَةَ رضی اللہ عنہم جَمَعُوْا بَيْنَ دَفَّتَيْنِ الْقُرْآنَ الَّذِىْ أَنْزَلَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَلٰى رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ غَيْرِ اَنْ زَادُوْا فِيْهِ، أَوْ نَقَصُوْا مِنْهُ شَيْئًا، وَالَّذِىْ حَمَلَهُمْ عَلَى جَمْعِهِ مَا جَاءَ بَيَانُهُ فِي الْحَدِيْثِ، وَهُوَ أَنَّهُ كَانَ مُفَرَّقًا فِي الْعُسُبِ، ، وَالْأَكْتَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ، فَخَافُوْا ذِهَابَ بَعْضِهِ بِذِهَاب حَفَظَتِهِ فَفَزِعُوْا فِيْهِ اِلٰى خَلِيْفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَدَعَوْهُ اِلٰى جَمْعِهِ، فَرَاٰى فِىْ ذٰلِكَ رَأْيَهُمْ، فَاَمَرَ بِجَمْعِهِ فِىْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ، بِاتِّفَاقٍ مِنْ جَمِيْعِهِمْ، فَكَتَبُوْهُ كَمَا سَمِعُوْا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ غَيْرِ أَنَّ قَدَّمُوْا شَيْئًا أَوْ أَخَّرُوْا أَوْ وَضَعُوْا لَهُ تَرْتِيْبًا لَمْ يَأْخُذُوْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُلَقِّنُ أَصْحَابَهُ وَيُعَلِّمُهُمْ مَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلٰى التَّرْتِيْبِ الَّذِىْ

هُوَ الْاٰن فِیْ مَصَاحِفِنَا بِتَوْقِیْفِ جِبْرِیْلَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِیَّاهُ عَلَی ذٰلِكَ وَاِعْلَامِهِ عِنْدَ نُزُوْلِ كُلِّ آیَةٍ أَنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ تُكْتَبُ عُقَیْبَ آیَةِ كَذَا فِی السُّوَرِ الَّتِی یُذْكَرُ فِیْهَا كَذَا .)) ❶

''اس حدیث میں یہ بات واضح طور پر بیان ہوئی کی صحابہ کرام نے قرآن کو دو گتوں کے درمیان اسی طرح جمع کر دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا، اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی۔ جس چیز نے انہیں جمع قرآن پر آمادہ کیا وہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ (اس سے پہلے) قرآن کھجور کی شاخوں، ہڈیوں اور لوگوں کے سینوں میں متفق تھا۔ کچھ حفاظ قرآن کی وفات سے قرآن کے بعض حصوں کے ضائع ہونے کا خطرہ محسوس ہوا۔ لہٰذا وہ خلیفہ رسول ﷺ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور انہیں قرآن جمع کرنے کا کہا تو انہوں نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا اس طرح تمام صحابہ کے اتفاق سے قرآن ایک جگہ جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اسی طرح لکھا نہ اس میں تقدیم و تاخیر کی اور نہ ہی اپنی طرف سے اس کی ترتیب رکھی۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ سے جس طرح سنا اسی طرح مرتب کیا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن اسی طرح سکھاتے جس ترتیب کے ساتھ آج ہمارے پاس مصاحف میں میں موجود ہے اور یہ ترتیب جبریل علیہ السلام نے بتائی (توقیفی) تھی۔ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو بتاتے اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے۔''

مِنْ رِوَایَةِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِی بَكْرٍ الصِّدِّیقِ رضی اللہ عنہما

سیدنا رفاعہ بن رافع اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[47]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَیْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِیلٍ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الْأَنْصَارِیِّ ، عَنْ أَبِیهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلَی مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ، فَبَكَی حِینَ ذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِی مِثْلِ هَذَا الْقَیْظِ عَامَ أَوَّلٍ یَقُولُ: سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْیَقِینَ فِی الْآخِرَةِ وَالْأُولَی .

❶ شرح السنة للبغوی : 4/ 522.

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 158 (6) وقال أحمد شاكر اسناده صحيحٌ: سنن ترمذى، أبواب الدعوات، باب : 3558، وقال : حديث حسنٌ، وقال الالبانى : حسن صحيحٌ .

ترجمة الحدیث سیدنا رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، انہوں نے کہا ابوبکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرما کر رو پڑے۔ پھر جب ان سے غم کی حالت دور ہوئی تو آپ نے کہا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ گزشتہ سال فرماتے سنا: ''اللہ سے دنیا و آخرت میں، درگزر، عافیت اور یقین کا سوال کرو۔''

شرح الحدیث

(1) معافی مانگنا:

انسان فطری طور پر کمزور ہے اسے معافی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ بسا اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ غلطی و گناہ ہو جائے تو اللہ سے معافی مانگ لینا انسان کی خوش بختی کی علامت ہے۔ جو لوگ گناہ کرنے کے بعد استغفار نہیں کرتے۔ اللہ رب العزت کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلۃ القدر پا لوں تو اس میں کون سی دعا پڑھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی .)) [1]

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، مجھے معاف فرما۔''

عافیت:

ظاہری و باطنی مصائب و مشکلات سے بچ جانے کا نام عافیت ہے اور یہ ایمان کے بعد سب سے قیمتی چیز ہے۔ (دیکھئے حدیث نمبر 6)

انسان کو اللہ تعالیٰ سے معافی کے ساتھ عافیت کا بھی طلب گار رہنا چاہیے۔ درج ذیل حدیث سے عافیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، سیدنا عباس بن عبد المطلب بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعے میں اللہ سے سوال کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا

[1] سنن ترمذى، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب : 3513 وقال: حسن صحيح، سنن ابن ماجه، الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافية : 3850، قال الالبانى: صحيح .

سوال کریں۔'' کہتے ہیں کچھ دن گزارنے کے بعد میں دوبارہ آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعے میں اللہ سے سوال کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: ''اے عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا! آپ اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کریں۔'' ❶

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عافیت کی دعا کو معمولی سمجھا اور کچھ دنوں بعد آکر دوبارہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عافیت مانگنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا افضل ترین دعا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا الْعَبْدُ أَفْضَلَ مِنْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.)) ❷

''بندے کی اس دعا سے افضل کوئی کوئی دعا نہیں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

[48]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ: نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

تخريج الحديث مسند احمد : 1/ 158 (6)، وقال أحمد شاكر: اسناده صحيحٌ، سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب : 3558، وقال : حديث حسنٌ، وقال الالبانی : حسن صحيحٌ .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر اور عثمان نے۔ ان دونوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی بکیر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ گذشتہ حدیث کی مانند۔

شرح الحديث تفصیل حدیث نمبر 47 کے تحت گزر چکی ہے۔

[49]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْكَلْبِيِّ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

---

❶ سنن ترمذی، الدعوات عن رسول اللّٰه ﷺ، باب : 3514، وقال: صحيحٌ، مسند احمد : 3/ 490، رقم الحديث: 1766، الادب المفرد : 726، سلسلة الصحيحه : 1523 .

❷ سنن ابن ماجه، الدعا، باب الدعا بالعوف والعافية، : 3851، سلسلة الصحيحه : 1138 .

يَقُولُ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ ، الزَّائِدُ وَالْمُسْتَزِيدُ فِي النَّارِ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ: زَائِدُ بْنُ قُدَامَةَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْكَلْبِيِّ .

تخريج الحديث اسناده صحيحٌ لكنه مرسل، السنن الكبرىٰ للبيهقى : 2/ 80 (11261) (11262)، مستدرك حاكم : 3/ 306 (5192) وقال: صحيح على شرط الشيخين ووافقه الالبانى: ارواء الغليل : 261/5، المطالب العاليه لابن حجر : 2/ 120 .

ترجمة الحديث عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ انتہائی سخی اور خوبصورت آدمی تھے اور اپنی قوم کے تمام جوانوں سے زیادہ خوبیوں کے مالک تھے۔ خرچ کرنے سے باز نہ آتے۔ وہ قرض لیتے رہے حتی کہ انہوں نے سارا مال قرض دینے والوں کے ہاں گروی رکھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور گذارش کی کہ قرض خواہوں سے قرض معاف کرنے کی درخواست کریں۔ انہوں نے کسی کے بھی قرض کو معاف کرنے سے انکار کر دیا (اور کہا) اگر وہ کسی کے قرض کو کسی کی وجہ سے چھوڑ سکتے تو معاذ رضی اللہ عنہ کے قرض کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ضرور معاف کر دیتے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سارے مال کو قرض کی ادائیگی میں بیچ دیا، معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا حتی کہ فتح مکہ والے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اہل یمن کے پاس ایک گروہ پر امیر بنا کر بھیجا تا کہ ان کے حالات درست ہو جائیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن میں بطور امیر کچھ عرصہ قیام کیا اور یہ پہلے آدمی تھے انہوں نے اللہ کے مال سے تجارت کی۔ انہوں نے وہاں خوب مال کمایا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ان (معاذ رضی اللہ عنہ) کو بلائیں اور ان کی ضرورت کا مال ان کے پاس چھوڑ کر باقی واپس لے لیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے بھیجا تا کہ ان کے حالت بہتر ہوں، لہذا میں ان سے اس کے علاوہ کچھ نہیں لوں گا جو وہ مجھے خود دے دیں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی تو عمر رضی اللہ عنہ معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور یہ بات ان کے گوش گزار کی۔ تو معاذ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے بھیجا تا کہ میرے حالات بہتر ہوں چنانچہ میں ایسے نہیں کروں گا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: جو آپ کہتے ہیں میں اس طرح کرنے کو تیار ہوں، میں نے خواب میں خود کو پانی میں ڈوبتا دیکھا تو اے عمر! آپ نے مجھے (ڈوبنے سے) بچا لیا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ بات بیان کی اور قسم اٹھا کر کہا کہ وہ کسی بھی چیز کو نہیں چھپائیں گے اگر ان کے سامنے شرطیں واضح کر دی جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے یہ مال آپ کو ہبہ کر دیا آپ سے بالکل نہیں لوں گا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب یہ مال پاکیزہ اور حلال ہو گیا۔ اس کے بعد پھر معاذ رضی اللہ عنہ شام کی طرف لے گئے۔

شرح الحدیث

(1) رہن:

شرعاً کسی ایسے حق کی ضمانت کے طور پر کوئی چیز اپنے پاس رکھ لینا کہ اگر وہ حق وصول ہونا ممکن نہ رہے تو محسوس چیز کے ذریعے وصول کیا جا سکے۔

یا وہ شے جو کسی سے کسی چیز کی قائم مقام بنا کر لی گئی ہو۔ ❶

مال وغیرہ کو قرض حاصل کرنے کے لیے بطور ضمانت دینا درست ہے تاکہ عدم ادائیگی کی صورت میں قرض دینے والا اپنا حق اس مال سے وصول کر لے۔ رہن، گروی رکھنے کا معاملہ چونکہ عموماً سفر میں پیش آتا ہے اس لیے قرآن میں دوران سفر رہن کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرہ: 283)

''اور اگر تم کسی سفر پر ہو اور (قرض کے معاملات) لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی چیز، قبضہ میں لے لی گئی لازم ہے۔''

رہن (گروی) حضر میں رکھنا بھی شرعاً جائز ہے جیسا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ کی زرہ تیس صاع جَو کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ ❷

(2) قرض کی معافی کی درخواست کرنا:

قرض کی ادائیگی جتنی جلدی ممکن ہو کر دینی چاہیے۔ حسب احوال مہلت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا معاملہ رکھنا ضروری ہے، لین دین کے معاملات میں سفارش کرنا جائز و درست ہے ادائیگی قرض کے سلسلہ میں مقروض کی طرف سے قرض خواہ کو مہلت دینے یا معافی قرض کی درخواست کرنا بھی مستحب ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) شہید ہوئے تو ان پر ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت طلب کی مگر اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ آپ یہودی کے ہاں اس کی سفارش فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہودی سے بات چیت فرمائی کہ اس قرض کے بدلے کھجوریں لے لے مگر اس نے انکار کر دیا۔ ❸

❶ القاموس الوحید: 678.

❷ صحیح بخاری، الجهاد والسیر، باب ما قیل فی درع النبی ﷺ: 2916، صحیح مسلم، المساقاة، باب الرهن وجوازُهٗ فی الحضر کالسفر: 1603.

❸ صحیح البخاری، الاستقراض، باب اذا قاص او جازفه فی الدین تمرا بتمر: 2396.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانیاں گراں گزرتیں آپ نے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک یہودی سے گفتگو فرمائی۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے قرض خواہوں سے معافی اور نرمی کا کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ تعلق کو شاعر نے بڑی خوبصورتی سے واضح کیا۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ أَنْ تَحِيْدُوا عَنِ الْهُدٰى
حَرِيْصٌ عَلٰى أَنْ يَّسْتَقِيْمُوْا وَيَهْتَدُوْا
عَطُوْفٌ عَلَيْهِمْ لا يُثَنِّيْ جَنَاحَهٗ
اِلٰى كَنَفٍ يَّحْنُوْ عَلَيْهِمْ وَيَمْهَدُوْ

''ان کا ہدایت سے انحراف اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گزرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہدایت و استقامت کے خواہش مند ہیں، آپ ان پر مہربان ہیں اور اپنے دست رحمت کو ان پر دراز رکھتے ہیں۔''

(3) مقروض کا دیوالیہ ہونا:

بسا اوقات مقروض حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتا کہ قرض واپس کر سکے۔ اسے شرعی اصطلاح میں مفلس یا دیوالیہ کہتے ہیں۔

جب کوئی شخص دیوالیہ ہو جائے تو اس کے سامان اور دیگر ملکیتی اشیاء کو بیچ کر قرض ادا کرنا جائز و درست ہے۔ دیوالیہ شخص کا ساز و سامان قرض خواہوں میں قرض کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

اگر کسی شخص پر اتنا قرض ہو جائے کہ وہ ادائیگی سے قاصر ہو تو اس کی صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ کے مال سے معاونت کرنا درست ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے پھل خریدے جن میں اسے خسارہ ہوا اور وہ بہت زیادہ مقروض ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ''تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ'' ''اس پر صدقہ کرو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدقہ وخیرات کیا، لیکن جمع شدہ مال سے اس کا قرض نہ ادا ہو سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے فرمایا:

((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ .)) [1]

''تمہیں جو کچھ ملتا ہے لے لو، اس کے علاوہ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔''

(4)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کے دیوالیہ ہونے پر ان کو اپنے اثاثہ جات میں تصرف کرنے سے روک دیا اور پھر اس کو بیچ کر قرض کی ادائیگی کر دی۔

[1] صحيح مسلم، المساقاة، باب : استحباب الوضع من الدين : 1556 .

(5)...... دیوالیہ ہو جانے والے شخص کو اپنے مال میں خرد برد یا تصرف کرنے کا اختیار نہیں رہتا۔

(6)...... حکومت وقت کو چاہیے دیوالیہ ہو جانے والے شخص کو مالی استحکام کے مواقع فراہم کرے۔

(7) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر قابل اعتماد ساتھیوں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار لوگوں سے قرآن پڑھو۔ عبداللہ بن مسعود، سالم مولی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔'' [1]

قتادہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: عہد نبوی میں قرآن کو کن لوگوں نے جمع حفظ کیا تو انہوں نے کہا چار افراد نے اور ان سب کا تعلق انصار سے تھا۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ معاملات کو جاننے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔'' [3]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِنِّـیْ لَأُحِبُّكَ یَا مُعَاذْ'' ''اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' [4]

(8)...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے اور حکومتی معاملات چلانے میں ان کے مدد ومعاون رہتے۔

(9)...... شرعی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے باہمی معاملات کو مشروط کرنا درست ہے۔ طے پا جانے والی شرائط کی پابندی بھی لازم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی شُرُوْطِهِمْ)) [5]

---

[1] صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب سالم مولیٰ ابی حذیفه: 3758، صحیح مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل عبد اللّٰه بن مسعود وامّه: 2464.

[2] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی ﷺ: 5003، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بن کعب: 2465.

[3] سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل ...... الخ: 3790 وقال: حسن غریب، سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضائل خباب و زید: 154 وقال الالبانی: صحیح.

[4] سنن نسائی، السهو، باب نوع آخر من الدعاء: 1303، سنن ابی داؤد، الصلاة، باب فی الاستغفار: 1522، وقال الالبانی: صحیح.

[5] سنن ابی داؤد، القضاء، باب فی الصلح: 3594، مسند احمد: 2/ 366 وصححه ابن الجارود: 637، وقال الالبانی رحمہ اللہ: حسنٌ صحیح.

''مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔''

(10)...... حاکم وقت بیت المال سے متعلقہ امور میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔

(11)...... حاکم وقت کی طرف سے ملنے والے عطیہ یا ہدیہ کا استعمال حلال و جائز ہے۔

مَا رَوَى زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[50]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَسْلَمَ ، عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ الْجَنَّةَ عَلَى جَسَدٍ غُذِّيَ بِحَرَامٍ .

تخريج الحديث مسند ابی یعلی : 1/ 84 (83) (84)، وقال حسین سلیم اسد : اسنادهٗ ضعیفٌ، المعجم الاوسط للطبرانی : 7/ 112 (9561)، صحیح الترغیب والترهیب : 1730، وقال المنذری: ورواهٗ أبو یعلی، والبزار، والطبرانی فی الاوسط والبیهقی وبعض اسانید هم حسنٌ، وقال الالبانی: صحیح لغیره .

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے اس وجود پر جنت کو حرام کر دیا ہے جس کو حرام مال سے غذا دی گئی۔''

شرح الحديث

(1) اکل حلال کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ ﴾ (البقرہ : 168)

''اے لوگو! ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال اور پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس آیت میں تمام انسانوں کو حلال اور طیب چیزیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم اہل ایمان اور انبیاء ورسل کے لیے علیحدہ علیحدہ بھی قرآن میں مذکور ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال کو قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا، فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المومنون: 51) ''اے رسولو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بے شک میں جو تم کرتے ہو جاننے والا ہوں۔''

اور فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرہ: 172) ''اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، بکھرے بالوں والا ہے، گردوغبار سے اٹا ہوا ہے۔ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! جبکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا لباس حرام اور جو اسے غذا دی گئی وہ بھی حرام ہے۔ تو بھلا اس کی دعا کیسے قبول کی جائے گی۔ ❶

معلوم ہوا عبادات کی قبولیت کے لیے اکل حلال ضروری ہے۔ جس انسان کی کمائی حلال نہیں، کھانا پینا اور غذا حرام ہے۔ اس کی عبادات عند اللہ قبول نہیں ہیں۔

(2) حلال پر قناعت کرنا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کے نصیب میں جتنا رزق لکھ دیا وہ اسے ہر حال میں ملے گی۔ حلال پر قناعت کرنے والا روزی سے محروم نہیں رہتا۔ لہٰذا ہر انسان کو حرام سے بچنے کی تدبیر کرتے رہنا چاہیے ہر وہ کاروبار جس کی حلت وحرمت کا شبہ ہو اس سے بھی اجتناب کرنا ضروری ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوْا اللّٰهَ وَاجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهِ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ.)) ❷

''اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو، بے شک کوئی بھی انسان اپنا رزق پورا کیے

---

❶ صحيح مسلم، الزكاة، باب: قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها: 1015.

❷ سنن ابن ماجه، التجارات، باب الاقتصاد في طلب المعيشة: 2144 وقال الألباني: صحيح، مسند ابى يعلى: 11/ 461، رقم الحديث: 6583، مستدرك الحاكم: 2/ 5، رقم الحديث: 2135 وصححه.

بغیر نہیں مرے گا اگر چہ اسے حصول رزق میں دیر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے اسے لے لو اور جو حرام ہے وہ چھوڑ دو۔''

(3) حلال وحرام سے متعلق لا پرواہی:

اسلام میں حلال اور حرام کو واضح کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام وحلال کا معاملہ مخفی نہیں رکھا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ﴾ (الانعام : 119)

''اور اس نے جو چیزیں تم پر حرام کی ان کی تفصیل بیان کر دی۔''

لہٰذا حلال اشیاء کو استعمال کرنا اور حرام سے اجتناب برتنا لازم ہے۔ فی زمانہ جہاں دیگر بے شمار اخلاقی و معاشی برائیوں نے ہمارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیا وہاں بدقسمتی سے مال و زر کی حوس نے حلال وحرام کی تمیز بھی ختم کر دی۔ ہر بندہ دولت سمیٹنے کی فکر میں اندھا ہو چکا ہے احکام الٰہیہ کا لحاظ ناپید ہے سود جیسی لعنت کو بھی خوشدلی سے قبول کر لیا گیا ہے ؎

نئی لگ رہی ہیں آنچیں
یہ قوم بے کس پگھل رہی ہے
نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے
عجیب سانچے میں ڈھل رہی ہے

شاید یہی وہ وقت ہے جس سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ .)) [1]

''لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ جو مال اس کے ہاتھ آیا، حلال ہے یا حرام ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں حلال پر قناعت کی توفیق دے اور حرام سے محفوظ فرمائے۔

(4)...... اللہ تعالیٰ نے پاک اور حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا جو لوگ اللہ کے حکم کو نہیں مانتے حرام کھاتے کھلاتے اور استعمال کرتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور یہ بات ذہن نشین رہے ہر وہ گوشت جو حرام کمائی سے پروان چڑھے یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہی زیادہ مناسب ہے۔

[1] صحیح بخاری، البیوع، باب قول اللہ تعالیٰ، یایها الذین أمنوا الأ تاكلوا الربا : 2083.

[51]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الدَّوْرَقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْلَمُ الْكُوفِيُّ ، عَنْ مُرَّةَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِحَرَامٍ .

تخريج الحديث مسند ابی یعلی : 1/ 84 (83) (84) وقال حسين سليم اسد : اسناده ضعيفٌ، المعجم الاوسط للطبرانی : 7/ 112 (9561)، صحيح الترغيب والترهيب : 1730، وقال المنذری: ورواهُ ابو يعلی، والبزار، والطبرانی فی الاوسط، والبيهقی وبعض اسانيد هم حسنٌ، وقال الالبانی: صحيح لغيره .

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا جس کو حرام مال سے غذا دی گئی۔''

[52]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِشْكَابَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْلَمُ الْكُوفِيُّ ، عَنْ مُرَّةَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَدَعَا بِشَرَابٍ فَأُتِيَ بِمَاءٍ وَعَسَلٍ ، فَلَمَّا أَدْنَاهُ مِنْ فِيهِ نَحَّاهُ ، فَبَكَى حَتَّى أَبْكَى أَصْحَابَهُ فَسَكَتُوا وَمَا سَكَتَ ، ثُمَّ مَسَحَ عَيْنَيْهِ ، فَقُلْنَا: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا أَبْكَاكَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهِ شَيْئًا وَمَا أَرَى مَعَهُ أَحَدًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الَّذِي تَدْفَعُ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ: هَذِهِ الدُّنْيَا تَمَثَّلَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا: إِلَيْكِ عَنِّي ، ثُمَّ رَجَعَتْ ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّكَ إِنِ انْفَلَتَّ مِنِّي فَلَنْ يُفْلِتَ مِنِّي مَنْ بَعْدَكَ .

تخريج الحديث تاريخ دمشق لابن عساكر : 9/ 350، مجمع الزوائد : 1/ 254، الزهد لابن ابی عاصم : 187، وقال الالبانی: ضعيف جدا، سلسلة الضعيفة : 4878 .

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ انہوں نے پانی طلب کیا، تو انہیں پانی اور شہد پیش کیا گیا، جب انہوں نے اس کو اپنے منہ کے قریب کیا تو اپنے سے دور کر دیا۔ آپ رونے لگے حتی کہ اپنے ساتھیوں کو بھی رولا دیا، لوگ خاموش ہو گئے لیکن آپ خاموش نہ ہوئے پھر آپ نے اپنی آنکھیں صاف کیں تو ہم نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ کیوں روئے؟ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ کسی چیز کو خود سے ہٹا رہے تھے جبکہ وہاں کوئی بھی نہ تھا، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس چیز کو اپنے سے دور کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ دنیا ہے جو میرے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی اور میں نے اس سے کہا مجھ سے دور

ہو جا، پھر وہ واپس پلٹی اور اس نے کہا: اگر آپ مجھ سے چھٹکارا پالیں تو آپ کے بعد آنے والے مجھ سے چھٹکارا نہیں پا سکیں گے۔''

شرح الحدیث

(1) دنیا سے بے رغبتی:

اہل اسلام کی ابتدائی زندگی نہایت عسرت اور تنگ دستی میں گزری، مگر جلد ہی اللہ تعالیٰ نے مالی فراوانی عطا فرما دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مالی طور پر مستحکم ہو گئے۔ آپ کی وفات کے بعد فتوحات کی کثرت سے اس قدر مال آیا کہ تمام مسلمان عیش و عشرت سے زندگی بسر کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر زہد و ورع اور قناعت و تقویٰ کو اختیار کیے رکھا۔ فراخی و تنگدستی میں آپ کی حالت یکساں رہتی۔ آپ کو دنیوی جاہ و جلال اور مال و زر کی قطعاً طلب نہ تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصِدُهُ لِدَيْنٍ.)) [1]

''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ پسند نہیں کہ تین راتیں بھی اس پر گزرنے پائیں اور اس میں سے میرے پاس کچھ باقی ہو سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ لوں۔''

اپنی امت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ یہی خدشہ تھا کہ دنیا کی رنگینوں میں کھو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَوَاللّٰهِ! لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.)) [2]

''اللہ کی قسم! مجھے تمہارے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں۔ بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم پر یہ دنیا اسی طرح کشادہ

---

[1] صحيح بخاری، الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما يسرني أن عندي ...... الخ : 6445، صحيح مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة : 991.

[2] صحيح بخاری، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها : 6425، صحيح مسلم، الزهد و الرقائق: 2961.

کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی اور تم بھی اس دنیا کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے اسی طرح آگے نکلنے کی کوشش کرو گے جس طرح وہ لوگ کرتے تھے اور یہ دنیا تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح اس نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا۔''

(2) رہبانیت:

اسلام دین فطرت ہے جو حلال طریقے سے دنیوی نعمتوں سے مستفید ہونے کی راہ دکھاتا ہے۔ دنیا اور اس کی لذتوں کو عبادت الٰہی کی آڑ میں ترک کر دینا، شادی نہ کرنا، کھانے پینے کی لذیذ اشیاء کو ہاتھ نہ لگانا، انسانی آبادیوں سے دور ویرانوں اور جنگلوں میں چلّے کاٹنا یا عبادت میں مصروف رہنا، یہ رہبانیت ہے جو اسلامی مزاج کے منافی ہے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی جانب سے عورتوں کو ترک کرنے (نکاح نہ کرنے) والا معاملہ سامنے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا:

((يَا عُثْمَانُ! اِنِّي لَمْ أُوْمَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي .)) ❶

''اے عثمان! مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا کیا تم نے میرے طریقے سے بے رغبتی اختیار کر لی ہے۔''

رہبانیت انبیاء و رسل علیہم السلام کا دین نہیں، عیسائیوں نے بھی اس کو خود سے اختیار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللهِ﴾ (الحديد : 27)

''اور دنیا سے کنارہ کشی انہوں نے خود ہی اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اختیار کر لی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔''

قارئین کرام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے سے پہلے لوگوں (اہل کتاب) کے نقش قدم پر چلو گے۔'' ❷

تو آج امت مسلمہ میں تصوف کے نام پر اسی رہبانیت کو اختیار کیا گیا۔ مسجدیں ویران ہوئیں۔ مقبرے اور خانقاہیں آباد ہوئیں۔ عیسائی راہبوں اور ہندو جوگیوں کی طرح مسلمانوں میں سجادہ نشین، گدی نشین، ملنگ اور فقیر پیدا ہوئے، مسلمانوں نے عقیدت کے نام پر عقائد کو خیر آباد کہا۔ بے عملی نے عروج پکڑا اور مسلمان گراوٹ و تنزلی کا شکار ہوئے۔ علامہ اقبال نے ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس کے اپنے مشیروں سے خطاب کے آخری جملوں کو کچھ اس انداز سے بیان کیا:

---

❶ سنن دارمی : 2/ 179، رقم الحديث : 2169.

❷ صحیح بخاری : 3456.

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دین کی احتساب کائنات
مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

(3) زہداور رہبانیت میں فرق:

زہداور رہبانیت میں بنیادی فرق ہے۔ زاہد حلال اور جائز ذرائع سے حاصل ہونے والے رزق پر شکر خداوندی بجا لاتا ہے۔ اپنے مال سے رضائے الٰہی کا متلاشی ہوتا ہے کیونکہ دنیا کی سب نعمتیں اور لذتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیں۔ اعتدال، شریعت اور عقل سلیم کی پابندی کے ساتھ ان نعمتوں کا استعمال ''زہد'' ہے۔ جبکہ رہبانیت دنیا کے جائز مشاغل اور لذات کو چھوڑ کو گوشہ نشینی اختیار کرنا ہے۔ اسلام میں یہ طریقہ درست نہیں۔

(4) دنیا آزمائش:

دنیا اور اس کی خوبصورتی، مکان، مویشی، مال، اولاد وغیرہ انسان کے لیے فتنہ وآزمائش ہے۔ دنیا کی زندگی بے ثبات، عارضی اور فانی ہے۔ عام طور پر لوگ اپنی زندگی میں صرف دنیا میں حاصل ہونے والے فوائد، زیب وزینت، مال کی کثرت، ساکھ بنانا، نام ونمود حاصل کرنا وغیرہ کے لیے بہت زیادہ محنت ومشقت اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ کے سچے اور مخلص بندے ان آزمائشوں سے سرخرو ہو کر نکل جاتے ہیں اور وہ اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی محض چند دن کی ہے، لہٰذا دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ ان چند ایام میں ہمیشہ اور ناختم ہونے والی زندگی کی راحت کا سامان زیادہ سے زیادہ جمع کرلیا جائے ؎

جوانی میں عدم کے واسطے سامان پیدا کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

(5) پانی ایک نعمت:

دنیا کی نعمتوں میں سے پانی ایک عظیم نعمت ہے۔ جس پر ہر حیوان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ پانی کا ضیاع درست نہیں ہر دور میں پانی کی اہمیت مسلم رہی۔ روز قیامت جہاں دیگر نعمتوں سے متعلق اللہ کے ہاں جوابدہی ہوگی وہاں اس نعمت کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ گھر سے بھوک کی وجہ سے نکلے۔ ایک انصاری کے گھر آئے اس نے میزبانی میں کھجوریں، بکری کا گوشت اور شیریں پانی پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے خوب سیر ہو کر کھانا

کھایا، بعد میں آپ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں سے متعلق پوچھا جائے گا۔''

(6)......سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکلیف اور تنگی میں آزمائے گئے سو ہم نے صبر کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہماری مالی وسعت اور خوشحالی کے ساتھ آزمائش ہوئے اور ہم صبر نہ کر سکے۔ ❷

مَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہما

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[53]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ زَائِدَةَ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُمْ مَا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيكُمْ عَامَ أَوَّلٍ فِي مِثْلِ مَقَامِي هَذَا ، ثُمَّ بَكَى ، ثُمَّ أَعَادَهَا ، ثُمَّ بَكَى ، ثُمَّ أَعَادَهَا ، ثُمَّ بَكَى ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يُعْطَوْا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ .

تخريج الحديث اسنادهٗ حسنٌ ، رجاله ثقات خلا شيخ المصنف احمد بن عمر ، وانظر الحديث برقم : 47 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے تو فرمایا: تم جانتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ سال میری اس جگہ پر کھڑے ہوئے ، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، پھر اس بات کو دہرایا تو دوبارہ رو پڑے، پھر یہ بات دہرائی تو رو پڑے پھر کہا: ''لوگوں کو اس دنیا میں معافی و درگزر سے افضل کوئی چیز نہیں دی گئی۔''

شرح الحديث تفصیلی شرح حدیث نمبر 47 کے تحت گزر چکی ہے۔

[54]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ

❶ صحيح مسلم ، الاشربه ، باب جواز استتباعه غيره الى دار ...... الخ : 2038 .

❷ سنن ترمذی ، صفة القيامة والرقائق والورع ، باب : 2464 وقال: حسنٌ ، وقال الالبانی: صحيح الاسناد .

إِلَى أَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ: إِنَّا سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: أَنِّي لَا أُوَرِّثُ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، ابواب السیر، باب ترکة رسول الله ﷺ (1609)، مسند احمد: 1/ 241 (79) (8636) وقال محمد أحمد شاکر: إسناده صحيحٌ .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور وہ ان سے نبی ﷺ کی وراثت سے حصہ مانگتی تھیں تو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں وراث نہیں بناتا۔''

[55]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْهَرَوِيُّ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَالِحٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَاتَنِي الْعَشَاءُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُلْتُ لِأَهْلِي: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالُوا: لَا ، فَلَمَّا أَخَذْتُ مَضْجَعِي جَعَلْتُ أَتَقَلَّبُ عَلَى فِرَاشِي فَلَا يَأْتِينِي النَّوْمُ ، فَقُلْتُ: إِنِّي لَوْ خَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ رَكَعَاتٍ فَتَعَلَّلْتُ حَتَّى أُصْبِحَ ، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ رَكَعَاتٍ ، ثُمَّ جَلَسْتُ ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: هَذَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: مَا أَخْرَجَكَ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ قَالَ: وَأَنَا وَاللَّهِ مَا أَخْرَجَنِي إِلَّا ذَلِكَ ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ جَالِسَانِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَبَدَرَنِي عُمَرُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ وَهَذَا أَنَا عُمَرُ ، قَالَ: مَا أَخْرَجَكُمَا فِي هَذِهِ السَّاعَةِ؟ قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ سَوَادًا فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا أَبُو بَكْرٍ ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَخْرَجَكَ هَذِهِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ الْجُوعُ ، فَقُلْتُ لَهُ: وَأَنَا وَاللَّهِ مَا أَخْرَجَنِي إِلَّا الْجُوعُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَأَنَا مَا أَخْرَجَنِي إِلَّا الَّذِي أَخْرَجَكُمَا ، انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى الْوَاقِفِيِّ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ لَعَلَّنَا نُصِيبُ عِنْدَهُ شَيْئًا فَانْطَلَقْنَا فِي الْقَمَرِ حَتَّى أَتَيْنَا الْحَائِطَ فَقَرَعْنَا الْبَابَ ، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ عُمَرُ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، فَفَتَحَتْ لَنَا الْبَابَ ، فَدَخَلْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيْنَ بَعْلُكِ؟ قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنْ حِسْيِ بَنِي حَارِثَةَ وَالْآنَ يَأْتِيكُمْ ، فَجَلَسْنَا حَتَّى أَتَى بِقِرْبَةٍ فَمَلَأَهَا فَعَلَّقَهَا بِكِرْنَافَةٍ مِنْ كَرَانِيفِ النَّخْلِ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِصَاحِبَيْهِ ، مَا زَارَ النَّاسَ مِثْلُ مَنْ زَارَنِي اللَّيْلَةَ ، ثُمَّ قَطَعَ عَذْقًا

فَوَضَعَهُ بَيْنَ أَيْدِينَا ، فَجَعَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهُ ، ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَالَ فِي الْغَنَمِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ أَنْ تَذْبَحَ لَنَا ذَاتَ دَرٍّ فَذَبَحَ وَسَلَخَ وَقَطَّعَ فِي الْقِدْرِ ، وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَطَحَنَتْ وَعَجَنَتْ وَخَبَزَتْ حَتَّى بَلَغَ الْخُبْزُ وَاللَّحْمُ ، ثُمَّ ثَرَدَ وَغَرَفَ ، ثُمَّ جَاءَ بِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ أَيْدِينَا ، فَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ وَقَدْ سَفَتْهَا الرِّيحُ ، حَتَّى بَرَدَتْ فَصَبَّ مِنْهَا فِي الْإِنَاءِ ، ثُمَّ نَاوَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَشَرِبَ ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْحَمْدُ لِلَّهِ خَرَجْنَا لَمْ يُخْرِجْنَا إِلَّا الْجُوعُ ، ثُمَّ لَمْ نَرْجِعْ حَتَّى أَصَبْنَا هَذَا ، هَذَا وَرَبِّكُمُ النَّعِيمُ ، لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هَذَا ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَا لَكَ خَادِمٌ يَسْقِيكَ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَانْظُرْ أَوَّلَ سَبْيٍ يَجِيئُنَا فَأْتِنَا حَتَّى نُخْدِمَكَ خَادِمًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ أَتَاهُ سَبْيٌ ، فَأَتَاهُ الْوَاقِفِيُّ فَقَالَ: مَوْعِدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ: نَعَمْ ، هَذَا سَبْيٌ اخْتَرْهُمْ قَالَ: كُنْ أَنْتَ الَّذِي تَخْتَارُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ: خُذْ هَذَا وَأَحْسِنْ إِلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ امْرَأَتَهُ فَقَالَ: هَذَا مَوْعِدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَتْ: مَا قُلْتَ لَهُ وَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: قَالَ لِي: هَذَا سَبْيٌ اخْتَرْهُمْ فَقُلْتُ لَهُ: كُنْ أَنْتَ الَّذِي تَخْتَارُ لِي ، فَقَالَ: خُذْ هَذَا الْغُلَامَ وَأَحْسِنْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: قَدْ قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَحْسِنْ إِلَيْهِ ، فَأَحْسِنْ إِلَيْهِ كَمَا أَمَرَكَ ، قَالَ: وَمَا الْإِحْسَانُ إِلَيْهِ قَالَتْ: أَنْ تَعْتِقَهُ ، فَأَعْتَقَهُ .

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی : 1/ 79 (78) وقال حسین سلیم اسد : اسناده ضعیف ، صحیح مسلم ، کتاب الاشربة ، باب ما یفعل الضیف اذا تبعه غیر من دعاه ...... (2038) بمعناه ، سنن الترمذی (2370) مختصراً .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تو فرمایا: ''ایک رات میرا شام کا کھانا رہ گیا تو میں نے اپنے گھر والوں سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ تو انہوں نے کہا، نہیں، میں اپنے بستر پر لیٹا تو مجھے بے چینی سی ہونے لگی اور نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں نے کہا اگر میں مسجد چلا جاؤں اور کچھ رکعتیں پڑھ کر صبح تک اپنا دل بہلا لوں تو بہتر ہے۔ میں مسجد گیا کچھ رکعات نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ میں بیٹھا تھا کہ اسی دوران عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا: کون؟ میں نے کہا: میں ابوبکر، تو انہوں نے پوچھا: اس وقت آپ کو گھر سے کس چیز نے نکالا ہے؟ میں نے انہیں ساری بات بتا دی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے بھی گھر سے اسی (بھوک) نے نکالا ہے۔ ہم دونوں بیٹھے تھے کہ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مجھ سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے نبی! یہ ابوبکر ہیں اور یہ میں عمر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس وقت آپ دونوں کو کس چیز نے گھر

سے نکالا ہے؟'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں مسجد میں داخل ہوا میں نے سایہ دیکھا تو میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو انہوں نے کہا، ابوبکر، میں نے ان سے پوچھا: آپ اس وقت کیسے نکلے؟ تو انہوں نے کہا: بھوک کی وجہ سے۔ میں نے ان سے عرض کی، اللہ کی قسم! میں بھی اسی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے بھی تم دونوں کی طرح اسی چیز نے گھر سے نکالا ہے۔ میرے ساتھ ابوہیثم ابن تیہان کے ہاں چلو شاید ہمیں اس کے پاس کچھ (کھانے کو) مل جائے۔'' ہم چاند کی روشنی میں چلتے چلتے باغ کے پاس آئے تو ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ خاتون خانہ نے پوچھا کون؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے دروازہ کھولا، ہم اندر داخل ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آپ کا خاوند کہاں ہے؟'' اس نے کہا: وہ بنو حارثہ کے کنویں سے ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں ابھی آتے ہوں گے۔ ہم بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ ایک بھرا ہوا مشکیزہ لائے اور اسے کھجور کی جڑ میں لٹکا دیا جو شاخ میں نکلتی رہتی ہے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو خوش آمدید! میری زیارت کرنے والوں جیسے کوئی کسی کے زیارت کرنے والے نہیں (میرے مہمانوں جیسے کسی کے آج مہمان نہیں) پھر اس نے کھجوروں کا ایک خوشہ توڑا اور اسے ہمارے آگے رکھ دیا، اور ہم اس سے کھانے لگے تو اس نے ایک بڑی چھری لی اور بکریوں میں چکر لگانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: ''میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو دودھ دینے والا جانور ذبح کرے۔'' اس نے جانور ذبح کیا، اس کی کھال اتاری اور گوشت بنا کر ہنڈیا میں رکھ دیا۔ اس کی بیوی اٹھی اس نے آٹا پیسا، پھر گوندھا اور روٹی بنائی حتی کہ روٹی اور گوشت تیار ہو گیا پھر ثرید بنائی اور روٹی شوربے میں بھگوئی۔ پھر اسے لا کر ہمارے آگے رکھ دیا تو ہم نے سیر ہو کر کھایا، پھر وہ مشکیزے کے پاس گئے، اسے ہوا ٹھنڈا کر چکی تھی۔ اس سے برتن میں پانی ڈالا اور لا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا تو آپ نے نوش فرمایا، پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر قسم کی تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم نکلے اور ہمیں (گھروں سے) بھوک نے نکالا۔ پھر واپس جانے سے پہلے ہمیں یہ کھانا نصیب ہوا۔ یہ تمہارے رب کی نعمتیں ہیں تم سے ضرور ان سے متعلق پوچھا جائے گا۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (ابوہیثم) سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کوئی خادم نہیں جو تجھے پانی پلائے؟'' تو انہوں نے عرض کی، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیکھیں اب جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آنا ہم تمہیں خادم دیں گے۔'' تھوڑا عرصہ گزرا تو آپ علیہ السلام کے پاس قیدی آئے تو آپ کے پاس یہ واقفی آئے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! آپ نے وعدہ فرمایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، ان قیدیوں میں سے پسند کر لو۔'' اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! آپ ہی پسند فرما دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ لے لو اور اس سے اچھا سلوک کرنا۔'' وہ اس کو لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کے مطابق دیا۔ اس عورت نے پوچھا: آپ نے ان سے کیا کہا اور

انہوں نے آپ کو کیا حکم دیا؟ اس نے کہا، آپ نے فرمایا: ''یہ قیدی ہیں ان میں سے پسند کر لو۔'' تو میں نے آپ سے عرض کی، آپ ہی پسند فرما دیں، تو آپ نے فرمایا: ''یہ غلام لے جاؤ اور اس سے اچھا سلوک کرنا۔'' اس عورت نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اس سے حسن سلوک کا حکم دیا لہٰذا اس سے حسن سلوک کر جیسا کہ انہوں نے تجھے کہا ہے۔ اس نے پوچھا: اس سے حسن سلوک کیسے ممکن ہے؟ اس عورت نے کہا: آپ اسے آزاد کر دیں تو انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔

شرح الحدیث

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے مالی حالات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ۝۱۵۵﴾ (البقرہ: 155)

''اور یقیناً ہم تمہیں خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔''

ہر وہ چیز جس سے انسان کو اذیت پہنچے وہ مصیبت و آزمائش ہے۔ اہل اسلام کو ابتدائے اسلام میں نہایت عسرت و تنگدستی سے گزرنا پڑا۔ بعد میں کچھ مالی حالات بہتر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مالی حالت کا اندازاً اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر مسلمان ہوئے اس وقت بھی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور اولاد آدم کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ ہے کہ بھوک کی شدت نے بے چین و بے قرار کیا گھروں میں کھانے کو کچھ بھی دستیاب نہیں بالآخر گھر سے باہر تشریف لے آئے۔

بعض فتوحات کی وجہ سے اگرچہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ طیبہ میں مال آیا اور مسلمانوں کے حالات بہتر ہوئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ اپنے حصہ کے خمس اور فے کو اہل خانہ کی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر امور خیر، محتاجوں کی مدد، مہمانوں کی ضیافت، مجاہدین اسلام کی تیاری وغیرہ میں خرچ کر دیتے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی اتباع نبوی میں یہی معمول ہوتا۔

اکثر و بیشتر ضرورت مند ہونے کے باوجود اپنی ضرورت ظاہر کیے بغیر ایثار کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس خوبی کو قرآن میں بطور خاص بیان کیا فرمایا:

﴿ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ ﴾ (الحشر : 9)

''اور وہ اپنے آپ پر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود سخت ضرورت ہو اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔''

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ کا حال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى قُبِضَ .)) ❶

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال نے کبھی بھی متواتر تین دن سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہو گئی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے اپنے سامنے کھانے کے لیے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی تو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی لیکن آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنَ الْخُبْزِ الشَّعِيْرِ .)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن کبھی جو کی روٹی بھی آپ نے پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قوتًا .)) ❸

''اے اللہ! آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتنا ہی رزق عطا فرما جو ان کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہو۔''

درج بالا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ کی کیفیت وحالت بیان کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مدینے کے تاجدار فاتح عرب اور دو جہانوں کے سردار ہونے کے باوجود آپ کی کس طرح گزر بسر تھی جب آپ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بعوض غلہ رہن تھی۔

---

❶ صحیح البخاری، الاطعمة، باب قول اللّٰه تعالیٰ: کلوا من طیبات ...... الخ : 5374، صحیح مسلم، الزهد والرقائق، باب الدنیا سجن المومن ...... الخ : 2976.

❷ صحیح بخاری، الاطعمة، باب ما کان النبی ﷺ وأصحابه یأکلون : 5414، صحیح مسلم، الزهد والرقائق، باب الدنیا سجن المومن ...... الخ : 2976.

❸ صحیح بخاری، الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه : 6460، صحیح مسلم، الزهد والرقائق، باب الدنیا سجن المومن ...... الخ : 1055.

(3) اپنی پریشانی کو شکوہ و شکایت کے بغیر صبر و رضا کے ساتھ ظاہر کرنا جائز و درست ہے۔ جب مقصود جزع وفزع اور شکوہ و شکایت ہو تو الم و غم کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(4)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ابوالہیثم مالک بن تیہان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لانا ان کی عظمت وشرف کو بیان کرتا ہے کہ آپ نے اپنی میزبانی کی انہیں سعادت بخشی۔

(5) اجازت لینے کے آداب:

(i)...... اپنے گھر کے علاوہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا شرعاً ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ ﴾ (النور : 27، 28)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تم ان کی رضا حاصل کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام کہو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر تم ان (گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں نہ داخل ہو۔ حتی کہ تمہیں اجازت دے دی جائے، اور اگر تم سے کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اسے خوب جاننے والا ہے۔''

آیت کریمہ سے معلوم ہوا اپنے گھر کے سوا کسی بھی رہائشی گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرنا لازمی ہے۔ خواہ وہ کسی عزیز رشتہ دار یا قریبی دوست کا ہو۔ گھر میں داخل ہونے سے قبل اہل خانہ سے بعد از سلام عام گفتگو کرنی چاہیے۔ اگر گھر والے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تو خوش دلی سے واپس لوٹ آنا بہتر اور پاکیزگی کا باعث ہے۔

(ii) تین بار اجازت لینا:

کسی کے گھر میں داخل ہونے سے قبل تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ .)) [1]

''جب تم میں سے کوئی شخص تین دفعہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔''

---

[1] صحیح بخاری، الاستشذان، باب التسلیم والاستیذان ثلاثًا : 6245، صحیح مسلم، الأداب، باب الاستیذان : 2153.

(iii) اجازت طلب کرنے والے کو اہل خانہ کے استفسار پر مبہم کلمہ کہنے یا میں، میں کرنے کی بجائے نام یا معروف لقب وکنیت کے ذریعے اپنا تعارف کروانا چاہیے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے باپ پر موجود قرض کے سلسلہ میں حاضر ہوا تو میں نے دروازے پر دستک دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کون ہے؟'' تو میں نے کہا: میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ہوں، میں ہوں (یہ کیا؟)'' گویا آپ نے یہ جواب ناپسند فرمایا۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ابو الہیثم انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، دستک دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے خاتون خانہ کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے متعلق بتایا اور نام لے کر آگاہ کیا۔

(6)...... اجنبی خاتون کی آواز سننا، اس کے ساتھ سوال وجواب، گفتگو کرنا جائز و درست ہے۔ جبکہ خلوت محرمہ نہ ہو۔

(7) مہمان نوازی:

گھر میں آنے والے مہمان کی عزت وتکریم کرنا ضروری ہے۔ مہمان کے ساتھ بیٹھنا اس کی عزت افزائی کرنا اس کے ساتھ وقت گزارنا یہ اس کا بنیادی حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

((وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا .)) ❷

''اور آپ کی ملاقات کے لیے آنے والے کا آپ پر حق ہے۔''

اکرام ضعیف علامت ایمان ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ .)) ❸

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔''

(8)...... مرد حضرات کی عدم موجودگی میں گھر کی خواتین آنے والے مہمانوں کو مہمان خانہ بیٹھک وغیرہ میں

❶ صحيح البخاری، الاستيذان، باب: اذا قال: من ذا؟ فقال: أنا : 6250، صحيح مسلم، الآداب، باب كراهة قول المستأذن أنا ...... الخ : 2155.

❷ صحيح بخاری، الأدب، باب حق الضَّيْف : 6134.

❸ صحيح بخاری، الأدب، باب اكرام الضيف وخدمته اِياه بنفسه : 6136، صحيح مسلم، الايمان، باب اكرام الجار والضيف : 47.

بٹھاسکتی ہیں۔

(9)......مہمان کی آمد پر خوش آمدید، أھلًا و سھلاً، مرحباً، کہنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا اخلاق حسنہ میں سے ہے۔

(10)......کھانا پیش کرنے سے قبل پھل وغیرہ سے تواضع کرنا جائز ہے۔

(11)......خاتون خانہ کو مہمانوں کی ضیافت کے لیے کھانا اور دیگر اشیاء خوشدلی سے تیار کرنا چاہیں۔

(11)......گھر کی چار دیواری سے باہر کے کام کاج کرنا صاحب خانہ کی ذمہ داری ہے۔ اندرون خانہ بھی گھریلو امور کی انجام دہی میں خاوند کو اپنی بیوی کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔

(12)......مہمان کی آمد پر اپنی مالی حیثیت کے مطابق بغیر اسراف کے پرتکلف ضیافت کا اہتمام کرنا مسنون و مستحب ہے۔

(13)......کبھی کبھی خوب سیر ہو کر کھانا بھی جائز ہے۔

(14)......بعض لوگوں کا یہ قول کہ "کھانے کے بعد پانی پینا جائز نہیں" درست نہیں کیونکہ مذکورہ واقعہ میں خوب سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے پانی پیا۔

(15)......ظاہری نعمت کے حصول پر حمد باری تعالیٰ کے کلمات ادا کرنا مسنون ہے۔

(16)......اللہ کی نعمتوں کی قدر ضروری ہے۔

(17)...... باری تعالیٰ اپنی نعمتوں سے متعلق روز قیامت سوال کریں گے۔

(18)......مہمان کو چاہیے اپنے میزبان سے خیر و عافیت دریافت کرے اگر وہ ضرورت مند ہو اور میزبان کے لیے اس کے ساتھ تعاون کرنا ممکن ہو تو ضرور تعاون کرے۔

(19) ایفائے عہد:

انسان اپنے خالق و مالک یا دوسرے انسانوں سے جو بھی عہد و پیمان کرتا ہے اس کو پورا کرنا اخلاق حسنہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بری خصلتوں میں سے بدعہدی کو بھی شمار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَّجَدْنَآ أَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِينَ ﴾ (الاعراف : 102)

"ان میں سے اکثر میں ہم نے عہد کا لحاظ نہ پایا اور ان میں سے اکثر کو فاسق پایا۔"

عہد سے متعلق عند اللہ باز پرس ہوگی اور جو عہد و اقرار توڑے گا اسے سزا ملے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴾ (بنی اسرائیل : 34)

''اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد سے متعلق تم سے سوال ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کبھی بھی کسی سے بدعہدی نہیں کی بلکہ آپ وعدے وفا کرتے اور عہد نبھاتے تھے۔ رومی بادشاہ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ سے متعلق اپنے سوالات میں سے ایک سوال یہ پوچھا: ''هَلْ يَغْدِرُ؟'' ''کیا محمد ﷺ دھوکہ دیتے ہیں؟'' تو کفار مکہ کے سردار ابوسفیان نے جواب دیا: ''لَا يَغْدِرُ'' ''وہ دھوکہ نہیں دیتے ہیں۔ ہرقل نے ابوسفیان کا جواب سن کر کہا: ''اَلرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ'' ''انبیاء ورسل دھوکہ نہیں دیتے۔ ❶

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے تم چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب بات کرو تو سچ بولو اور جب وعدہ کرو تو پورا کرو اور جب تمہیں امانت دی جائے تو (طلب کرنے پر) ادا کرو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نگاہیں جھکا کر رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو۔'' ❷

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آیا تو آپ کو اتنا اتنا دوں گا۔ بحرین کا مال آنے سے قبل رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے کیے ہوئے اس وعدہ کو پورا کیا اور جابر رضی اللہ عنہ سے مالی تعاون فرمایا۔ ❸

رسول اللہ ﷺ نے ابوالہیثم مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے غلام دینے کا وعدہ کیا اور پھر اپنے وعدہ کو پورا فرمایا۔

(20) غلاموں سے اچھا برتاؤ:

غلام، نوکر اور خادم سے اچھا سلوک کرنا، ان کی عزت نفس کا خیال رکھنا، کھانے پینے، رہنے سہنے میں ان کی ضروریات پوری کرنا، ان کی استطاعت سے بڑھ کر کام نہ لینا لازم وضروری ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ "اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ، اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ.)) ❹

---

❶ صحيح بخاری، بدء الوحی، باب كيف كان بدء الوحی الى رسول اللهﷺ...... الخ : 7، صحيح مسلم، الجهاد والسير، باب كتاب النبیﷺ الى هرقل : 1773.

❷ مسند احمد، رقم الحديث : 22757، السنن الكبرىٰ للبيهقی : 6/ 471، رقم الحديث : 4464، مستدرك الحاكم : 4/ 399، رقم الحديث : 8066، سلسلة الصحيحه، رقم الحديث : 1470.

❸ صحيح بخاری، الكفالة، باب من تكفل عن ميت ديناً فليس له ان يرجع: 2296، صحيح مسلم، الفضائل، باب ما سئل رسول اللهﷺ شيئاً ...... الخ : 2314.

❹ سنن ابی داؤد، الأدب، باب فی حق المملوك : 5156، سنن ابن ماجه، الوصايا، باب هل اوصى رسول اللهﷺ : 2698، وقال الألبانی: صحيح، وصححه ابن حبان : 14/ 570، رقم الحديث : 6605.

''رسول اللہ ﷺ کی آخری بات یہی تھی ''نماز، نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ، وَكِسْوَتُهُ، وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيق .)) ❶

''غلام کے لیے (مالک کے ذمہ) اس کا کھانا اور لباس ہے اور اس سے اتنا ہی کام لے جتنی اس میں طاقت ہے۔''

(21) غلام آزاد کرنا:

جس طرح شریعت نے غلاموں کے حقوق ادا کرنے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، اسی طرح مختلف انداز سے غلاموں کی آزادی کی ترغیب بھی دلائی۔ مختلف کفارات میں غلام آزاد کرنے کا حکم نازل ہوا۔ غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے کے فضائل بیان کیے گئے تاکہ ظلم کی چکی میں پسنے والے اس طبقہ کو معاشرے میں جائز مقام مل سکے اور وہ نسل در نسل غلام رہنے کی بجائے آزادی کے ساتھ اپنے فیصلے کریں اور معاشرے میں مقام پیدا کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے غلام آزاد کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ .)) ❷

''جس نے ایک مومن غلام، لونڈی کو آزاد کیا اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرما دیتے ہیں۔''

کسی بھی غلام، لونڈی کے ساتھ اس سے بہتر اور احسن سلوک کوئی نہیں کہ اس کو غلامی سے نجات دلا دی جائے۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ نے اسی راہ کو اختیار کیا۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق مزید فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 97۔

(22) نیک بیوی:

شریک حیات اگر اچھی اور نیک سیرت ہو جو دینی معاملات کی ادائیگی میں ممد و معاون ہو، دینی امور کی اصلاح، طلب جنت کی حریص، صابر و شاکر، مصائب و مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کرنے والی ہو تو انسان کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور ایسی خاتون دنیا کی سب سے بہترین متاع ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم، الأيمان، باب اطعام المملوك مما يأكل والباسه مما يلبس : 1662.

❷ صحيح مسلم، العتق، باب فضل العتق : 1509.

((الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ .)) ❶

''دنیا (عارضی) فائدے کی چیز ہے اور دنیا کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔''

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ (التوبہ : 34)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔''

نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ کسی صحابی نے کہا سونے اور چاندی سے متعلق آیت نازل ہوئی ہے۔ کاش ہمیں معلوم ہو کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسے حاصل کر لیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ .)) ❷

''افضل خزانہ، ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور مؤمنہ بیوی ہے جو اس کے ایمان پر اس کی معاون ہو۔''

یقیناً مومنہ بیوی آخرت کو سامنے رکھ کر مشورہ دے گی اور خاوند کی نیکی میں معاون ہوگی اور اگر وہ کسی کوتاہی کا ارتکاب کرے گا تو اس کی صحیح راہنمائی کر کے بھٹکنے سے بچائے گی۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی بیوی نے انہیں خیر و بھلائی کا مشورہ دیا۔ دنیا کے مقابل آخرت کا سودا کیا اور غلام کو آزاد کرنے کا کہہ کر اس کے ساتھ بھلائی کی اعلیٰ صورت پیش کی۔

(23)......میاں، بیوی کو گھریلو معاملات باہمی صلاح، مشورہ سے انجام دینے چاہیں، اسی میں خیر ہے۔

(24)......مردوں کے ''قوام'' ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گھریلو معاملات میں یکطرفہ فیصلے کریں بلکہ اپنی بیویوں کی صائب رائے کا احترام کرنا، اس کے مطابق عمل کرنا، خوشگواری ازدواجی زندگی کے لیے نہایت اہم ہے۔

(25)......عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کے اندر خیر غالب تھی اور وہ دنیا کے بدلے آخرت کے سودے پسند کرتے تھے۔

لَوٹ جا عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت رفتار جہاں
پھر میری پس ماندگی کو ارتقا درکار ہے

❶ صحیح مسلم، الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة : 1467 .

❷ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة التوبه : 3094 وقال حسنٌ، سنن ابن ماجه، النكاح، باب افضل النساء : 1856، وقال الألباني: صحيح، مسند احمد : 37/ 75 .

[56]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَطِيرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ إِنْ حَدَثَ فِي النَّاسِ حَدَثٌ فَائْتِ الْغَارَ الَّذِي رَأَيْتَنِي اخْتَبَأْتُ فِيهِ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَكُنْ فِيهِ فَإِنَّهُ سَيَأْتِيكَ فِيهِ رِزْقُكَ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً .

تخریج الحدیث اسناده ضعیف جداً، موسیٰ بن مطیر کذبه یحییٰ بن معین، و ضعفه أحمد، والدارقطنی وقال ابو حاتم والنسائی وغیرهما: متروك، مسند البزار: 1/ 181 (102)، مجع الزوائد: 3/ 297 (5767).

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! جب لوگوں میں نئی باتوں (فتنوں) کا ظہور ہو جائے تو تو اس غار میں چلے جانا جس میں تو نے مجھے اور رسول اللہ ﷺ کو چھپے دیکھا تھا۔ اسی میں رہنا، بے شک اس میں صبح و شام تیرا کھانا تیرے پاس آئے گا۔

شرح الحدیث

فتنوں میں مسلمان کا کردار

رسول اللہ ﷺ نے بہت سے ہولناک فتنوں کی خبر دی، قیامت جیسے جیسے قریب آتی جا رہی ہے فتنوں کا ظہور تیزی سے ہو رہا ہے اور نیا فتنہ سابقہ فتنے سے زیادہ مہلک اور باعث ہلاکت ہے۔ عصر حاضر میں سب سے زیادہ، دین و ایمان کے لیے نقصان دہ بدنظری کا فتنہ ہے۔ انسان کے لیے کوشش کے باوجود بسا اوقات اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سود، رشوت، نشہ آور مشروبات اور آلات موسیقی کا عام ہو جانا، یہ سب اس دور کے فتنے ہیں۔ ان فتنوں سے بچنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ .)) [1]

''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اپنے دین پر کاربند رہنے والا اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ہاتھ میں آگ کا انگارہ پکڑ رکھا ہو۔''

فتنوں سے بچنا آسان نہیں تاہم کتاب وسنت سے راہنمائی لے کر اپنے دین و ایمان کو محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سنن ترمذی، الفتن، باب: 2260، قال الألبانی: صحیح.

((فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي ، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي ، وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ .)) ❶

''عنقریب ایسے فتنے رونما ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو شخص ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا وہ فتنے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ ایسے حالات میں جس کو کوئی بھی پناہ یا تحفظ کی جگہ مل جائے وہ اس میں چلا جائے۔''

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر سے متعلق پوچھا کرتے تھے لیکن میں اس ڈر سے شر سے متعلق سوال کرتا تھا کہیں میری زندگی میں ہی شر پیدا نہ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شر کے زمانہ میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں'' میں نے پوچھا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا دور آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں لیکن اس میں ''دخن'' ہوگا۔'' میں نے پوچھا: اس میں ''دخن'' کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ لوگ ہوں گے جو میرے بتائے ہوئے طریقے کے برعکس چلیں گے۔ ان کی کچھ باتیں اچھی ہوں گی اور بعض باتوں میں تم برائی دیکھو گے۔'' میں نے پوچھا: کیا اس چیز کے بعد پھر شر کا دور آئے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم کے دروازوں پر اس کی دعوت دینے والے لوگ ہوں گے جو ان کی دعوت قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کی صفات بیان فرما دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے، وہ ہماری زبانوں میں گفتگو کریں گے۔'' میں نے پوچھا: اگر مجھے ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کو لازم پکڑنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ہی ان کا امام ہو تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے حالات میں تمام فرقوں سے الگ رہو اگرچہ تجھے درخت کی جڑیں چبانا پڑیں حتی کہ تمہیں اسی حالت میں موت آ جائے۔'' ❷

---

❶ صحیح بخاری، الفتن، باب تکون فتنة القاعد فیها خیر من القائم : 7081، صحیح مسلم، الفتن، باب نزول الفتن کمواقع القَطْر : 2886.

❷ صحیح بخاری، الفتن، باب کیف الأمر اذا لم تکن جماعة : 7084، صحیح مسلم، الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمین عند ظهور الفتن : 1847.

رِوَايَةُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا عمرو بن حریث اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

57 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ ، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، أبواب الفتن، باب من این یخرج الرجال : 2237 وقال: حسنٌ، سنن ابن ماجه، ابوب الفتن، باب فتنة الرجال وخروج عیسیٰ ابن مریم، وخروج یأجوج و مأجوج: 4072 وقال الالبانی: صحیح، مستدرك الحاکم: 4/ 527 وصححه وافقه الذهبی.

ترجمة الحديث سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: ''دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا۔ اسے خراسان کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس کے پیروکار ہوں گے۔ ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہہ دار ڈھالیں ہوتی ہیں۔''

شرح الحديث (1)...... علامات قیامت کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (1) علامات صغریٰ (2) علامات کبریٰ۔

علامات کبریٰ میں سے اہم ترین علامت خروج دجال ہے۔

(2) دنیا کا سب سے بڑا فتنہ:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ اِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ .)) [1]

''تخلیق آدم سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک کوئی مخلوق (فتنہ و فساد میں) ایسی نہیں جو دجال سے بڑی ہو۔''

ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے متعلق خبردار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، باب فی بقیة من احادیث الدجال : 2946.

((مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهٗ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ .)) ❶

''ہر نبی نے اپنی امت کو کانے دجال سے ڈرایا ہے۔''

(3) جب ایمان لانا فائدہ نہ دے گا:

قرب قیامت کی بعض علامات کے ظہور پر توبہ کرنا، ایمان لانا اور نیکی کرنا فائدہ نہیں دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝﴾ (الانعام : 158)

''وہ اس کے سوا کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی نشانی آئے۔ جس دن آپ کے رب کی کوئی نشانی آئے گی کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی۔ آپ کہہ دیجیے تم انتظار کرو بے شک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ: إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا ، وَالدَّجَّالُ ، وَدَآبَّةُ الْأَرْضِ .)) ❷

''جب تین چیزیں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا آنا اور زمین سے جانور کا نکلنا۔''

(4) دجال کیسے ظاہر ہوگا؟

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ اپنے تیس ہمسفروں کے ساتھ بحری سفر پر تھے کہ موجوں کی طغیانی نے انہیں ایک جزیرے پر پہنچا دیا۔ جہاں ان کی دجال سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احوال سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی باتیں سن کر خوشی ہوئی کیونکہ ان کی ساری باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دجال اور اس کی علامات سے متعلق بیان کردہ احادیث کے موافق تھیں۔ دجال نے تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے متعلق بتایا تو

❶ صحیح بخاری، الفتن، باب ذکر الدجال : 7131، صحیح مسلم، الفتن، باب ذکر الدجال : 2933.

❷ صحیح مسلم، الایمان، باب بیان الزّمن الذی لا یقبل فیه الایمان : 158.

کہا: میں مسیح دجال ہوں عنقریب مجھے کسی وقت ظہور کا حکم ہوگا۔ میں نکلوں گا اور ساری زمین کے ہر شہر کا چالیس روز میں چکر لگا لوں گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ یہ دونوں شہر مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں......الخ۔ ❶

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا .)) ❷

''دجال صرف اسی وقت اپنی قید سے نکلے گا جب اسے شدید غصہ آئے گا۔''

(4) دجال کے ظہور کی جگہ:

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اِنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّأْمِ اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ .)) ❸

''خبردار! دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے، بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔''

مدینہ طیبہ کے مشرقی جانب ایران اور عراق واقع ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان کے ساتھ مدینہ سے مشرق کی جانب واقع حالیہ ایران کے صوبہ خراسان کا نام لے کر وضاحت فرما دی کہ دجال کے ظہور کی جگہ خراسان ہے۔

(6) دجال کے پیروکار:

دجال لوگوں کو راہ راست سے ہٹانے کے لیے مختلف حربے استعمال کرے گا۔ اس کے پاس بہت زیادہ طاقت ہوگی اس کے ساتھ کئی فتنے ہوں گے جس کی وجہ سے اس کے پیروکار بہت زیادہ ہوں گے۔ احادیث کی روشنی میں اس کے پیروکار درج ذیل قسم کے لوگ ہوں گے:

(i) وہ لوگ جن کے چہرے کشادہ، گول ہوں گے۔ ان کے چہروں کی کھال موٹی ہوگی اور ان پر گوشت زیادہ ہوگا۔ ان لوگوں کے چہروں کو منڈھی ہوئی ڈھالوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعداد ستر ہزار بتائی۔ ❹

---

❶ صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، باب قصة الجساسة: 2942.

❷ صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر ابن صياد: 2932.

❸ صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، باب قصة الجساسة: 2942.

❹ مسند احمد: 14/ 165، رقم الحديث: 8454.

(ii) یہودی:......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ اَصْبَهَانَ سَبْعُونَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ .)) ❶

''اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار بن جائیں گے۔ان کے اوپر طیلسان کی عبائیں ہوں گی۔''

''طیلسان''، گول سبز رنگ کی اونی چادر کو کہتے ہیں۔ ❷

(iii) کفار ومنافقین:......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکہ اور مدینہ کے سوا ہر شہر میں دجال جائے گا، مکہ اور مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے چوکیداری کررہے ہوں گے۔ جب مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا تو ایک (جرف کی) شور یلی زمین میں آکر اترے گا۔ اس وقت سرزمین تین بار لرزے گی اور ہر کافر ومنافق اس میں سے نکل کر دجال کے پاس چلا آئے گا۔'' ❸

(iv) دجال کے قریب جانے والے:......سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

((مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ ، فَوَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ .)) ❹

''جو دجال سے متعلق سنے وہ اس سے دور رہے، اللہ کی قسم! ایک شخص جو خود کو مؤمن سمجھتا ہوگا، جب اس کے نزدیک آئے گا تو اس کے پیدا کردہ شبہات سے متأثر ہوکر اس کا پیروکار بن جائے گا۔''

(7) دجال کے ٹھہرنے کی مدت:

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، دجال کتنا عرصہ زمین میں رہے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَآئِرُ اَيَّامِهِ كَاَيَّامِكُمْ .)) ❺

---

❶ صحيح مسلم، الفتن و اشراط الساعة، باب فى بقية من احاديث الدجال : 2944 .

❷ لغات الحديث : 3/ 30 .

❸ صحيح بخارى، فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة : 1881، صحيح مسلم، الفتن و اشراط الساعة، باب قصة الجساسة : 2943 .

❹ سنن ابى داؤد، الملاحم، باب خروج الدجال : 4319، وقال الالبانى: صحيحٌ، مسند احمد : 33/ 107، رقم الحديث : 19875، مستدرك الحاكم : 4/ 576 وصححه على شرط مسلم .

❺ صحيح مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال : 2937 .

''وہ چالیس روز تک زمین میں رہے گا اس کا ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک جمعہ (سات دن) کے برابر ہوگا، جبکہ اس کے بعد والے دیگر دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔''

(8) مکہ، مدینہ کے علاوہ دجال ہر جگہ جائے گا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ.)) ❶

''مکہ اور مدینہ کے سوا دجال ہر شہر میں گھومے گا۔''

(9) دجال کے مقابل مخالفین لوگ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سے بنوتمیم کے بارے تین باتیں سنیں ان سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سے متعلق فرماتے سنا:

((هُمْ اَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ.))

''وہ میری امت میں دجال کے خلاف سب سے سخت ہوں گے۔''

بنوتمیم کی طرف سے صدقہ کا مال آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا.))

''یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔''

بنوتمیم کی ایک لونڈی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ.)) ❷

''اسے آزاد کردو یہ اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے ہے۔''

(10) دجال کا قتل:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسیح الدجال مشرق کی جانب سے آئے گا اور

---

❶ صحيح بخارى، فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة: 188، صحيح مسلم، الفتن، باب قصة الجسَّاسة: 2943.

❷ صحيح بخارى، العتق، باب من ملك من العرب رقيقاً ...... الخ: 2543، صحيح مسلم، فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل غفار و اسلم ...... الخ: 2525.

اس کا مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہوگا، مگر وہ جبل احد سے پیچھے اتر جائے گا، پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں ہلاک ہوجائے گا۔'' ❶

سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ .)) ❷

''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو ''باب لد'' پر قتل کریں گے۔''

(11) فتنۂ دجال سے کیسے بچیں؟

دجال دنیا کا عظیم ترین فتنہ ہے۔ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے خبردار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے متعلق تفصیلات بیان کیں۔ ہمیں اس عظیم فتنہ سے محفوظ رہنے اور بچنے کی تدبیر بھی شریعت نے بتائی ہے۔ چند درج ذیل امور کو اختیار کرنے سے اس فتنہ سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

(i) سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کرنا:

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ .)) ❸

''جس نے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرلیں، وہ فتنہ دجال سے بچالیا جائے گا۔''

(ii) حرمین میں رہائش اختیار کرنا:

کیونکہ دجال ان دونوں مقامات پر نہیں جاسکے گا اور فرشتے اسے مکہ و مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیں گے۔

(iii) آخری تشہد میں فتنہ دجال سے پناہ طلب کرنا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان الفاظ سے) دعا فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ .)) ❹

---

❶ صحيح مسلم ، الحج ، باب ، صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال اليها: 1380 .

❷ سنن ترمذى ، الفتن ، باب ما جاء فى قتل عيسىٰ ابن مريم الدجال : 2244 ، وقال: هذا حديث صحيح ، وقال الالبانى: صحيح ، مسند احمد : 24/ 209 .

❸ صحيح مسلم ، المساجد ، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسى : 809 .

❹ صحيح بخارى ، الجنائز ، باب التعوذ من عذاب القبر : 1377 ، صحيح مسلم ، المساجد ، باب ما يستعاذ منه فى الصلاة : 588 .

''اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی و موت کے فتنے اور مسیح الدجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(iv) ایمان وعمل صالح پر استقامت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال مسخ کی ہوئی آنکھ والا ہوگا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر ''ک، ف، ر'' لکھا ہوگا جسے ہر مسلمان پڑھ لے گا۔''❶

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرُ كَاتِبٍ .))❷

''اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ک، ف، ر کافر ہر لکھا پڑھا اور ان پڑھ مؤمن پڑھ لے گا۔''

(v) سورۂ کہف کی آخری دس آیات کی تلاوت کرنا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُنْزِلَتْ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، مِنْ مَقَامِهِ إِلَى مَكَّةَ ، وَمَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يَضُرَّهُ .))❸

''جس نے سورۂ کہف کی تلاوت کی جس طرح وہ نازل کی گئی تو یہ پڑھنے والے کے لیے اقامت گاہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک نور ہوگی اور جس نے اس کی آخری دس آیات پڑھیں پھر دجال نکل آیا تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

[58]...... حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: نا الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَوْذَبٍ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: مَرِضَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه ثُـمَّ كُشِـرَ عَنْهُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّا لَمْ نَأْلُ بِكُمْ خَيْرًا ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِنْ أَرْضٍ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانَ مَعَهُ قَوْمٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمْ كَالْمَجَانِّ .

---

❶ صحيح مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال : 2933.

❷ صحيح مسلم : 2934.

❸ السنن الكبرىٰ للنسائى : 9/ 348، رقم الحديث : 10722، وعمل اليوم والليلة: 1/ 528، رقم الحديث : 951، مستدرك الحاكم : 1/ 752، وقال: صحيحٌ على شرط مسلم، السلسلة الصحيحة، رقم الحديث : 2651.

تخریج الحدیث اسنـاده حسـن مـع الشـواهـد وفيه محمد بن كثير بن ابى الثقفى الصنعانى صدوق كثير الغلط ، انظر رقم : 57 .

ترجمة الحدیث سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ انہیں افاقہ ہوا تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: ہم نے ہمیشہ تمہارے ساتھ ارادہ خیر کیا، بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا اسے خراسان کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ڈھالوں جیسے چہروں والے لوگ ہوں گے۔''

[59]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ الْـفَـزَارِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَوْذَبٍ ، عَنْ أَبِى التَّيَّاحِ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُـرَيْثٍ ، عَنْ أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَـالَ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ .

تخریج الحدیث اسنادهٗ صحيح ، انظر رقم : 57، 58

ترجمة الحدیث سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''دجال اس بستی سے نکلے گا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔''

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[60]...... حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَـالَ: حَـدَّثَـنَـا الـلَّيْـثُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِى حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِى الْخَيْرِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَـمْرٍو ، عَنْ أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: عَـلِّمْنِى دُعَاءً أَدْعُوا بِهِ فِى صَلَاتِى ، قَـالَ: قُـلِ اَلـلّٰهُمَّ إِنِّى ظَلَمْتُ نَفْسِى ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِى مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدَكِ وَارْحَمْنِى إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ .

تخریج الحدیث صـحيـح بـخارى ، كتاب الأذان ، باب الدعاء قبل السلام : 834 ، صحيح مسلم ، كتاب الذكر والدعا ، باب استحباب خفض الصوت بالذكر : 2705 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی، آپ مجھے ایسی

دعا سکھائیں جو میں نماز میں پڑھا کروں؟ تو آپ نے فرمایا: ''یہ پڑھا کرو: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.'' ''اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم کیا، اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں، لہٰذا تو مجھے اپنی طرف سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

شرح الحدیث (1)......سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ پر علم وفضل میں برتر تھے اور آپ کی اس برتری کا سبب نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی رفاقت ہے۔ آپ کے علمی تفوق کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ طیبہ سے ادا کیے جانے والے پہلے حج کا امیر مقرر کیا، آپ کو نماز کی امامت میں نیابت کے شرف سے مشرف فرمایا۔ آپ کے علم وعدل اور شرعی دلائل پر گہری نظر کا نتیجہ تھا کہ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیش آمدہ معاملات واختلافات میں آپ کو راہنمائی نے امت کو یکجا کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم شیر وشکر رہے۔

بزرگی به علم است نه به سال
فضیلت به عقل است نه به مال

''شرف و بزرگی علم سے حاصل ہوتی ہے عمر سے نہیں اور فضیلت و برتری مال کی بجائے عقل و بصیرت سے ملتی ہے۔''

(2)......علم انبیاء کی وراثت ہے۔ اہل علم اس کے امین ہیں، طلبہ علم کو حصول علم کے لیے ہمہ وقت مگن رہنا چاہیے۔ طلب علم کا سلسلہ عمر بھر جاری رکھا جائے۔ بڑی عمر تحصیل علم میں رکاوٹ نہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے دعا سیکھی اور یاد کی۔

(3) معلم انسانیت:

اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم انسانیت بنا کر مبعوث فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرہ: 151)

''جس طرح ہم نے تم میں سے ایک رسول تمہی میں بھیجا۔ جو تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں ہر عمر کے خواتین وحضرات تھے۔ آپ کے دل میں علم پھیلانے اور عام کرنے کا جذبہ تھا۔ آپ نے طلب علم کے فضائل ومناقب بیان کیے۔ اہل علم کی شان وشوکت کا تذکرہ فرمایا تاکہ حصول علم کا جذبہ

پیدا ہو۔ تعلیم و تعلم کے لیے وفود روانہ کیے۔ ہر وقت صحابہ کی رہنمائی کے لیے کمر بستہ رہے۔

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ ، مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ ، وَمَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا ، فَمَنْ تَكُنِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ وَبَثَّهُ وَسَدْمَهُ يَكْفِي اللّٰهُ ضَيْعَتَهُ وَيَجْعَلُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ ، وَمَنْ تَكُنِ الدُّنْيَا هَمَّهُ وَبَثَّهُ وَسَدْمَهُ يَغْشَى اللّٰهُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَجْعَلُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ثُمَّ لَا يُصْبِحُ إِلَّا فَقِيْرًا وَلَا يُمْسِيْ إِلَّا فَقِيْرًا" [1]

''دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے، علم کا حریص علم سے سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ جس کا غم، رنج اور خواہش و حرص آخرت سے متعلق ہو جائے اللہ اس کے معاملات کے لیے کافی ہے اور اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور جس شخص کا غم اور رنج، حرص و خواہش دنیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات کو پریشان اور تاریک کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں غربت ڈال دیتا ہے پھر وہ صبح و شام فقیر ہی رہتا ہے۔''

(4) ثقہ عالم سے علم حاصل کرنا:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راہنمائی حاصل کرتے۔ خیر القرون میں علماء وفضلا سے مسائل دریافت کرنے کا سلسلہ جاری رہا جب تک امت محمدیہ نے اس ضابطہ کو قائم رکھا، گمراہی تفرقہ اور تعصب سے محفوظ رہی۔ جب اکابر علمائے کرام کی جگہ اصاغر، ثقہ، معتبر باعمل اہل علم کی جگہ غیر معتبر اور بےعمل لوگوں نے لی تو نتیجتاً گمراہی جہالت عام ہوئی اور عمل کا جذبہ عنقا ہوتا چلا گیا۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ" [2]

''یہ (کتاب وسنت کا) علم دین ہے۔ دیکھو، غور کرو، تم کن سے دین حاصل کر رہے ہو۔''

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كَانُوْا اِذَا أَتَوُا الرَّجُلَ لِيَأْخُذُوا عَنْهُ ، نَظَرُوْا اِلَى صَلَاتِهِ وَاِلَى سَمْتِهِ وَاِلٰى هَيْئَتِهِ" [3]

---

[1] سنن دارمی، رقم الحديث : 343 .

[2] صحيح مسلم، المقدمة، باب بيان ان الاسناد من الدين .

[3] سنن دارمی، المقدمة، باب فی الحديث عن الثقات : 434 .

''جب وہ دین حاصل کرنے کے لیے کسی آدمی کے پاس جاتے تو اس کی نماز، اس کے کردار اور اس کی ظاہری حالت کو دیکھتے پھر اس سے دین سیکھتے۔''

آئمہ محدثین حصول علم میں انتہائی محتاط تھے۔ خوب تحقیق اور جانچ پڑتال کے بعد کسی کو دین سے متعلق رائے زنی کا حق دیا جاتا۔ اہل السنہ کی بات قبول ہوتی، اہل الرائے، اہل البدعہ کی بات کو رد کر دیا جاتا تھا، عقیدہ کے علاوہ انسان کے ظاہری معاملات سیرت و کردار بھی دیکھتے، اگر شریعت کے مطابق ہوتے تو درست بصورت دیگر ایسے انسان سے علم حاصل نہ کرتے تھے۔

(5) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حصول علم کے لیے کسی عالم کے پاس جانا چاہیے۔

(6) نماز میں دعا:

نماز میں دو ارکان ایسے ہیں جن میں دعا کا حکم ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں ارکان کی ادائیگی کے دوران دعائیں مأثور ہیں۔

(i) حالت سجدہ:...... سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَآءَ .)) ❶

''آدمی حالت سجدہ میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا (اس حالت میں) زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔''

(ii) حالت تشہد:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَآءِ أَعْجَبَهُ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْ .)) ❷

''پھر (سلام و درود کے بعد) دعاؤں میں سے جو دعا اسے زیادہ پسند ہو وہ دعا کرے۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوران نماز دعا کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا سکھانے کی درخواست کی۔ حدیث میں محل دعا کا تعین نہیں ہے۔ تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری، کتاب الأذان میں اس حدیث پر بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ قائم فرمایا جس سے اس بات کی تعیین ہوتی ہے کہ محل نماز میں محل دعا قبل السلام بعد از تشہد ہے۔ (واللہ اعلم)

[61]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا

---

❶ صحیح مسلم، الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود: 482.

❷ صحیح البخاری، ألاذان، باب ما یتخیّر من الدعا بعد التشهد ولیس بواجب: 835، صحیح مسلم، الصلاة، باب التشهد فی الصلاة: 402.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي ، قَالَ: قُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الدعاء قبل السلام : 834، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب استحباب خفض الصوت بالذکر : 2705 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی، مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں تو آپ نے فرمایا: یہ پڑھا کرو: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ" "اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم کیا، گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں، مجھے اپنی طرف سے معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 61۔

الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[62]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْهُ ، فَقَالَ لَهُ عَازِبٌ: لَا حَتَّى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ خَرَجْتُمَا وَالْمُشْرِكُونَ يَطْلُبُونَكُمْ ، فَقَالَ: ارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ ، فَقُلْتُ: هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: 40] فَلَمَّا أَنْ دَنَا فَكَانَ بَيْنَنَا قِيدُ رُمْحٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ قُلْتُ: هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَبَكَيْتُ ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ مَا عَلَى نَفْسِي أَبْكِي ، وَلَكِنِّي أَبْكِي عَلَيْكَ ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ ، قَالَ: فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ فِي الْأَرْضِ إِلَى بَطْنِهَا فَوَثَبَ عَنْهَا ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا عَمَلُكَ ، فَادْعُوا اللّٰهَ أَنْ يُنَجِّيَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ ، فَوَاللّٰهِ لَأُعَمِّيَنَّ عَلَى مَنْ وَرَائِي مِنَ

الطَّلَبِ ، وَهَذِهِ كِنَانَتِي فَخُذْ مِنْهَا سَهْمًا فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ عَلَى إِبِلِي وَغَنَمِي بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا ، فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لا حَاجَةَ لَنَا فِي إِبِلِكَ ، وَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَانْطَلَقَ رَاجِعًا إِلَى أَصْحَابِهِ وَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ لَيْلًا ، فَتَنَازَعَهُ الْقَوْمُ أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أَنْزِلُ اللَّيْلَةَ عَلَى بَنِي النَّجَّارِ أَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُكْرِمُهُمْ بِذَلِكَ ، فَخَرَجَ النَّاسُ حِينَ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فِي الطَّرِيقِ وَعَلَى الْبُيُوتِ وَالْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ ، جَاءَ مُحَمَّدٌ ، جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، جَاءَ مُحَمَّدٌ ، جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ انْطَلَقَ فَنَزَلَ حَيْثُ أُمِرَ .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ، باب مناقب المهاجرين وفضلهم: 3652، صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب فی حديث الهجرة ويقال له حديث الرحل: 2009، بعد رقم الحديث 3014 .

ترجمة الحدیث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عازب رضی اللہ عنہ سے تیرہ درہم میں ایک کجاوہ خریدا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا (اپنے بیٹے) براء سے کہیں اسے اٹھا کر میرے گھر پہنچا دے۔ تو عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں جب تک آپ ہمیں یہ بیان نہ کریں کہ جب آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کے لیے) نکلے اور مشرک آپ کو تلاش کر رہے تھے تو کیا ہوا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سفر کے لیے نکلے جبکہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ سراقہ بن مالک بن جعشم کے علاوہ ہم تک ان میں سے کوئی نہ پہنچ سکا اور وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول، یہ ہمیں ڈھونڈنے والے آ گئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' جب وہ اتنا قریب ہوا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک یا تین برچھی فاصلہ رہ گیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمیں ڈھونڈنے والے آ گئے ہیں اور میں رو پڑا۔ آپ نے پوچھا: ''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' میں نے کہا، اللہ کی قسم! میں خود پر نہیں بلکہ آپ کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ فرمایا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بدعا کی اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے طرف سے تو اسے کافی ہو جا'' فرمایا: اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا، اس نے اس سے چھلانگ لگائی، پھر کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے یقین ہے یہ آپ ہی کا کام ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں اللہ مجھے اس مشکل سے نجات دے جس میں پھنس گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے تعاقب کے لیے آنے والوں کو آپ کی طرف سے پھیر دوں گا اور یہ میرا ترکش ہے۔ اس میں سے ایک تیر نکال لیں۔ آپ فلاں فلاں جگہ پر میرے اونٹوں اور میری بکریوں کے پاس سے گزریں گے۔ ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ''ہمیں تمہارے اونٹوں کی ضرورت نہیں۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ وہ (سراقہ) واپس اپنے ساتھیوں کے پاس چلے گئے۔ جبکہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت مدینہ (کے قریب) پہنچے۔ لوگوں کا اس بارے اختلاف ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے ہاں (بطور مہمان) اتریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں آج رات عبد المطلب کے ننھیال بنونجار کے ہاں مہمان بن کر ان کی عزت افزائی کروں گا۔'' جب آپ علیہ السلام مدینہ داخل ہوئے تو لوگ راستے پر (استقبال کے لیے) نکل آئے۔ غلام اور نوکر گھروں کے اوپر چڑھ گئے اور کہنے لگے: محمد آ گئے۔ اللہ کے رسول آ گئے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! محمد آ گئے، اللہ کے رسول آ گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب صبح ہوئی تو آپ چلے اور جہاں آپ کو حکم دیا گیا تھا وہاں جا کر ٹھہرے۔

[63]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: نَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه: لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، كتاب الاشربة، باب شرب اللبن وقول الله عزوجل من بين فرث ودم: 5607، صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب جواز شرب اللبن: 2009.

ترجمة الحديث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کے لیے نکلے تو ہم ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے لیے تھوڑا سا دودھ نکالا اور اسے آپ کے پاس لایا، آپ نے نوش فرمایا، تو مجھے خوشی محسوس ہوئی۔

[64]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: لَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ، قَالَ: فَدَعَا اللّٰهَ لَهُ، قَالَ: فَعَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَرُّوا بِغَنَمٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه: فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، كتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبى ﷺ.. الخ:

3917، صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب جواز شرب اللبن : 2009.

ترجمة الحديث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے وقت) مدینہ کے لیے نکلے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا (زمین میں) دھنس گیا۔ اس نے درخواست کی آپ اللہ سے میرے لیے دعا فرمائیں میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کو (دوران سفر) پیاس لگی اور وہ بکریوں کے پاس سے گزرے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تھوڑا سا دودھ نکالا۔ میں آپ کے پاس لایا آپ نے اس کو نوش فرمایا تو مجھے خوشی محسوس ہوئی۔

[65]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَبِي رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ: مُرِ الْبَرَاءَ يَحْمِلْهُ إِلَى رَحْلِي ، فَقَالَ: لَا حَتَّى تُخْبِرَنِي كَيْفَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ، قَالَ: ارْتَحَلْنَا فَاخْتَبَأْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا حَتَّى قَامَ ظُهْرًا ، أَوْ قَالَ: قَائِمٌ الظُّهْرَ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِي فَإِذَا أَنَا بِصَخْرَةٍ بِهَا بَقِيَّةٌ مِنْ ظِلٍّ فَسَوَّيْتُهُ وَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ فَرْوَةً فَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ اتَقَصَّى مَا حَوْلِي هَلْ أَتَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدٌ ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَمَا أَرَدْتُ ، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنَ الْغَنَمِ ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ بِنَفْضِ ضَرْعِهَا ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ بِنَفْضِ كَفَّيْهِ مِنَ الْغُبَارِ ، فَحَلَبَ لِي كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ عَلَى فَمِهَا خِرْقَةٌ ، فَصَبَبْتُ الْمَاءَ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قُلْتُ: قَدْ آنَ الرَّحِيلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَارْتَحَلْنَا ، فَلَمْ يَلْحَقْنَا مِنَ الطَّلَبِ أَحَدٌ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ ، فَقُلْتُ: هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ: ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: 40] ، فَلَمَّا دَنَا دَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاخَ فَرَسُهُ فِي الْأَرْضِ إِلَى بَطْنِهِ ، فَوَثَبَ عَنْهُ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا عَمَلُكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُخَلِّصَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ وَلَكَ عَلَيَّ لَأُعَمِّيَنَّ عَلَى مَنْ وَرَائِي ، وَهَذِهِ كِنَانَتِي فَخُذْ سَهْمًا مِنْهَا فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ عَلَى إِبِلِي وَغِلْمَانِي بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي إِبِلِكَ

فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ لَيْلًا فَتَنَازَعُوهُ ، أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ أَنْزِلُ عَلَى بَنِي النَّجَّارِ أَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُكْرِمُهُمْ بِذَلِكَ ، فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيقِ يُنَادُونَ: يَا مُحَمَّدُ ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، يَا مُحَمَّدُ ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ .

تخریج الحدیث انظر رقم (64) (63) (62)

ترجمة الحدیث سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ سے تیرہ درہم میں ایک کجاوا خریدا تو انہوں نے کہا۔ آپ براء سے کہیں وہ اسے اٹھا کر میرے گھر پہنچا دے۔ انہوں نے کہا: نہیں، حتی کہ آپ ہمیں بتائیں کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کے وقت) مکہ سے مدینہ کے لیے نکلے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے کوچ کیا اور دن رات چلتے رہے حتی کہ دوپہر کا وقت ہو گیا۔ میں نے دیکھا تو ہم ایک چٹان کے پاس تھے جس کا کچھ سایہ باقی تھا۔ میں نے جگہ کو برابر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نرم کھال بچھائی اور آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ سو جائیں۔ میں اپنے اردگرد نگرانی کرنے لگا کہیں ہماری تلاش میں تو کوئی نہیں آ رہا۔ میں نے دیکھا ایک چرواہا چٹان کی طرف آ رہا تھا اور وہ بھی ہماری طرح آرام کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: لڑکے تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا قریش کے ایک آدمی کا۔ میں اس کو پہچان گیا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تیری بکریوں (کے تھنوں) میں دودھ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے اس سے کہا: کیا تم ہمارے لیے دودھ نکالو گے اس نے کہا: ہاں۔ میں نے اسے دودھ نکالنے کو کہا تو اس نے ریوڑ سے ایک بکری پکڑی۔ پھر میں نے اسے تھن جھاڑنے (صاف کرنے) کا کہا۔ پھر میں نے اسے ہتھیلیوں سے غبار جھاڑنے (صاف کرنے) کا کہا۔ اس نے میرے لیے تھوڑا سا دودھ نکالا، میرے پاس ایک چمڑے کا برتن تھا۔ جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ میں نے دودھ میں پانی ڈالا تو وہ نیچے سے ٹھنڈا ہو گیا۔ میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! نوش فرمائیں! آپ نے (دودھ) نوش فرمایا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول چلنے کا وقت ہو چکا۔ ہم چلے۔ ہمارے تعاقب میں آنے والوں میں سے سراقہ بن جعشم کے علاوہ ہم تک کوئی نہ پہنچا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! یہ ہمیں ڈھونڈنے والے آ پہنچے۔ آپ نے فرمایا: ''آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' جب وہ ہمارے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا فرمائی۔ اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ اس سے چھلانگ لگا کر اترے اور عرض کی، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے یقین ہے یہ آپ ہی کا کام ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلا دے میں جس میں پھنس گیا ہوں۔ یہ میرے ذمہ رہا کہ میں آپ کے تعاقب کے لیے اپنے پیچھے آنے والوں کو آپ سے پھیر دوں گا اور یہ میرا ترکش

ہے آپ اس میں سے تیر لے لیں۔ آپ فلاں فلاں جگہ پر میرے اونٹوں اور غلاموں کے پاس سے گزریں گے۔ ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لینا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے تیرے اونٹوں کی ضرورت نہیں ہے۔'' ہم رات کے وقت مدینہ (کے قریب) پہنچے۔ انہوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ آپ علیہ السلام کس کے ہاں (بطور مہمان) اتریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں (اپنے دادا)، عبدالمطلب کے ننھیال بنونجار کے ہاں اتر کر انہیں عزت بخشوں گا۔'' پھر مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ غلام اور نوکر چاکر راستے پر بکھر گئے۔ وہ آواز لگا رہے تھے: اے محمد! اے اللہ کے رسول! اے محمد! اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

شرح الحدیث (1)...... منصب نبوت و رسالت پر فائز ہو جانے کے بعد آغاز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغی سرگرمیاں مخفی رکھیں۔ جب آپ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تو کفار مکہ کی دشمنی و عداوت میں بھی دن بدن اضافہ ہونے لگا۔ جب کفار مکہ کی ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی اور مسلمانوں کے لیے مشکلات میں اضافہ ہوا تو مسلمانوں نے دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہجرت کی، آغاز میں حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ پھر بیعت عقبہ کے بعد نبوت کے تیرہویں سال یثرب کی جانب ہجرت ہوئی۔

(2) ہجرت کا ثواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ.)) [1]

''کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اسلام قبول کرنا پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت بھی پہلے ہونے والے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، اور حج بھی گزشتہ گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔''

سفر ہجرت میں موت کا آ جانا حسن خاتمہ کی علامت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (النساء : 100)

''اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے موت پا لے تو بے شک اس کا اجر اللہ پر ثابت ہو چکا اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

دارالکفر اور دارالحرب سے دارالایمان اور دارالسلام کی طرف اس لیے ہجرت کرنا لازم وضروری ہے تاکہ دین و

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب کون الاسلام، یهدم ما قبله : 121.

ایمان محفوظ رہے اوراحکام شرع پر عمل کرنا آسان ہو۔ کفار ومشرکین کے مما لک میں رہتے ہوئے دینی احکامات بجالانے میں سستی وکاہلی کا مظاہرہ یا غیر مسلم مما لک کے آئین وقانون کی وجہ سے آزادی کے ساتھ دین پر عمل نہ کرسکنا عذر نہیں۔ ایسے مسلمانوں کو مسلم مما لک میں رہائش اختیار کرنی چاہیے تاکہ آخرت کی عزت پاسکیں۔

(3) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت اور رفاقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت مدینہ شروع کی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر صحابہ کی طرح ہجرت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهُ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا .)) [1]

''آپ جلدی نہ کیجیے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ کو میری صحبت میں ہجرت نصیب کرے۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جو تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، وہ کسی اور شخصیت کا نہ تھا۔شروع دن سے ہی آپ کی نصرت وتائید میں لگ گئے۔ کفار مکہ کے مقابل ڈھال بن جاتے۔آپ کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار رہتے۔ اس پرخطر سفر ہجرت کے لیے کسی معتمد خاص کی ضرورت تھی اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اکیلے ہجرت کے لیے نکلنے سے روکا اور حکم الٰہی سے اپنا مصاحب بنایا۔

(4) ہجرت نبوی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھرانہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو سفر انتہائی اہم ہیں۔ ایک سفر اسراء ومعراج اور دوسرا سفر ہجرت۔ سفر ہجرت کی آغاز سے لے کر انتہاء تک وحی الٰہی کی روشنی میں منظم منصوبہ بندی کی گئی۔ اس منصوبہ بندی کی عملی تنفیذ کی سعادت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کے حصہ میں آئی۔

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معیت میں سفر ہجرت کی بشارت دی تو انہوں نے اس سفر کے لیے سواریاں تیار کیں، زادِ راہ اکٹھا کیا، اہل خانہ نے توشہ تیار کرکے تھیلے میں رکھا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنا کمر بند پھاڑ کر اس کو باندھا جس کی وجہ سے وہ ''ذات النطاقین'' کہلائیں۔ سفر ہجرت کو راز میں رکھا اور کفار مکہ کو اس کی اطلاع نہ ہونے دی۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور کے پاس پہرہ دیتے ہوئے رات گزارتے، صبح مکہ آجاتے، دن بھر مکہ والوں کی مجلسوں اور مختلف محفلوں میں شریک ہوتے۔ ان کی باتیں سنتے، دشمن کی نقل وحرکت اور منصوبہ بندی سے رات کو جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے چراتے غار تک جا پہنچتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دودھ پیش کرتے تھے۔ یوں گھر کے ہر فرد نے اپنا کردار بخوبی نبھایا۔

[1] المعجم الكبير للطبراني : 22/ 177، رقم الحديث : 462.

ایں سعادت بزور بازو نیست

(5) دوپہر کے وقت کا انتخاب:

سفر ہجرت پر نکلنے کے لیے رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ اس وقت چونکہ سخت دھوپ اور گرمی کی وجہ سے عموماً لوگ اپنے گھروں سے نہیں نکلتے۔ اس لیے آپ نے اس وقت کا انتخاب کیا تاکہ آپ کی نقل وحرکت دشمن نہ دیکھ سکیں۔

(6) غار ثور میں:

مکہ سے نکلنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا پہلا پڑاؤ غار ثور میں تھا۔ یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ یہاں تین راتیں ٹھہرے رہے۔ غار میں داخل ہونے سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا بغور مشاہدہ کیا جب غار کو رہنے کے لیے محفوظ سمجھا تو رسول اللہ ﷺ کے لیے اس میں بستر کا انتظام فرما کر داخل ہونے کی درخواست کی۔ خود آرام کرنے کی بجائے رسول اللہ ﷺ کے آرام اور تحفظ کے لیے پہرے دار بن گئے۔ مشرکین تلاش کرتے کرتے غار تک پہنچے تو خوف دامن گیر ہوا کہیں مشرکین دیکھ نہ لیں۔ یہ خوف رسول اللہ ﷺ کی زندگی تھا، اپنی فکر نہ تھی کیونکہ اپنی فکر ہوتی تو اس پرخطر سفر ہجرت میں رفاقت رسول اللہ ﷺ اختیار ہی نہ کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غمزدہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے تسلی دی، "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" "آپ فکرمند نہ ہوں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

(7) سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ:

سراقہ رضی اللہ عنہ مشہور ومعروف صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

قبل از اسلام مکہ میں رہتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا تعاقب کرنے والوں میں یہ بھی تھے اور یہ تنہا رسول اللہ ﷺ تک پہنچے۔ قریش مکہ میں سے باقی کوئی بھی فرد آپ علیہ السلام تک نہ پہنچ سکا۔ جب نبی کریم علیہ السلام کے قریب پہنچے تو گھوڑا زمین میں دھنس گیا اس وعدہ پر امان کا مطالبہ کیا کہ آپ کے تعاقب کرنے والوں کو آپ تک نہیں پہنچنے دوں گا اور پھر اس وعدہ کو وفا بھی کیا۔

(8) رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری:

انصار مدینہ کو جب رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بارے معلوم ہوا تو وہ آپ کی مدینہ طیبہ آمد کے شدت سے منتظر تھے۔ آپ کی آمد اور زیارت و دیدار کے اس قدر مشتاق تھے کہ چھوٹے بڑے مرد وزن سبھی نے آپ کا استقبال کیا۔ گھروں کی چھتوں، پہاڑوں کی چوٹیوں اور مدینہ کے راستوں سے آپ کو خوش آمدید کہا گیا، ہر گھر آپ کو مہمان بنانا چاہتا

تھا۔ اس بات پر تنازع ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس کی ضیافت میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دادا کے ننھیال کو عزت بخشی۔ آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کے درو دیوار چمک اٹھے، ہر طرف نور چھا گیا، رحمتوں و برکتوں کا نزول ہوا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ .)) ❶

''جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس کی ہر چیز روشن ہوگئی۔''

اہل مدینہ کی خوشی دیدنی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا دن ان کی زندگی کی سب سے زیادہ خوشی کا دن تھا۔ آپ کی زیارت و دیدار نے انہیں انتہائی مسرت پہنچائی۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرْحَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .)) ❷

''میں نے اہل مدینہ کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا جتنے وہ اس دن خوش تھے جس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے۔''

أَبُو بَرْزَةَ وَأَبُو كَبْشَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنهما

ابو برزہ اور ابو کبشہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[66]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ، قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ: فَكِدْتُ أَقْتُلُهُ قَالَ: فَانْتَهَرَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّ هَذَا لَيْسَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

تخریج الحدیث سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ : 4071، وقال الالبانی : صحیحٌ، مسند احمد : 1/ 222 (54)، مستدرك الحاكم : 4/ 354 وصححه ووافقه الذهبی .

ترجمة الحدیث سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا، ایک آدمی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متعلق غلط بات کی، قریب تھا کہ میں اس کو قتل کر دیتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کسی کا حق نہیں ہے۔

---

❶ سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ : 1631، سنن ترمذی، المناقب، باب سلوا الله لی الوسيلة ...... الخ : 3618 وقال: غريب صحيح، وقال الالبانی : صحيح .

❷ صحيح بخاری، مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابه المدينة : 3925 .

شرح الحدیث

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہیں۔ ان کی مدح ثنائی ضروری ہے۔ ان کے لیے استغفار کرنا، دعا کرنا، ان سے عقیدت ومحبت کا اظہار کرنا، ان کی عصمت وعزت کا دفاع کرنا واجب ہے۔ ان سے محبت عین ایمان ہے اور یہ محبت بلا تفریق تمام اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہیے۔ ان سے بغض و عداوت کفر، نفاق اورزندیقیت ہے۔ وہ نفوس قدسیہ ایمان کے اعلیٰ رتبہ پر فائز تھے، ہمیشہ ان کے محاسن بیان کرنے چاہییں۔ ان کی خطاؤں، باہمی رنجشوں مشاجرات اورخصومات کو بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ ہستیاں اجتہاد کی وجہ سے اپنے اختلافات میں بھی عنداللہ ماجور ومحمود ہیں۔

(2) گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا:

عہد صحابہ سے لے کر ہر دور میں اہل علم اس بات پر متفق رہے کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ناقابل معافی جرم ہے اور اس جرم کا مرتکب واجب القتل ہے۔ کتاب وسنت کے بے شمار دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ کے اندر شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں کوقتل کرنے کا حکم دیا اوران کے خون کورائیگاں قرار دیا۔ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی باقی ہے اور یہ حکم مسلم وکافر کے لیے عام ہے۔ جوبھی مسلم وغیرمسلم اس جرم توہین وتنقیص کا مرتکب قرار پائے اسلامی حکومت پر ایسے شخص کوسزائے موت دینا واجب ہے ؎

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

67 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَجُلًا ، أَغْلَظَ لِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَرَدَّ عَلَيْهِ ، فَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ: أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم .

تخريج الحديث سنن نسائی، كتاب تحريم، الدم، باب الحكم فيمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم : 4071، وقال الالبانی: صحيحٌ، مسند احمد: 1/ 222 (54)، مستدرك الحاكم: 4/ 354 وصححه ووافقه الذهبی.

ترجمة الحديث سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متعلق غلط بات کی اور

جواباً آپ کو کچھ کہا (بدتمیزی کی) تو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

68 – حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ فَقُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ، قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَضْرِبَ عُنُقَهُ إِنْ أَمَرْتَنِي بِذَلِكَ ، قَالَ: وَكُنْتَ فَاعِلًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي الَّتِي قُلْتُ غَضَبُهُ ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

تخریج الحدیث اسنادہٗ قوی، انظر رقم: (67) (66).

ترجمة الحديث سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک آدمی پر سخت ناراض ہوئے تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! یہ شخص کون ہے؟ آپ نے پوچھا: کیوں؟ میں نے کہا: اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اس (گستاخی پر) اس کی گردن اڑا دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو ایسے کرنے والا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جو بات میں نے کہی، اس کی عظمت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

[69]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَارِيَةُ بْنُ هَرِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضي الله عنه يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ أَوْ رَدَّ شَيْئًا مِمَّا جِئْتُ بِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

تخريج الحديث إسناده ضعيف جداً، صحيح بشواهده، مسند ابى يعلى: 1/ 74 (73)، المعجم الاوسط للطبرانى: 3/ 173 (2838)، مجمع الزوائد: 1/ 142 (215) وقال: فيه جارية بن الهرم وهو متروك الحديث، سلسلة الاحاديث الضعيفة: 6774 وبمعناه فى صحيح مسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ: 3، 4، 5، 6.

ترجمة الحديث ابو کبشہ انماری سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میرے ذمہ وہ بات لگائی جو میں نے نہیں کہی یا میری لائی شریعت میں سے کسی چیز کو

رد کیا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنائے۔''

شرح الحدیث

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا

اللہ تعالیٰ نے تمام اوامر ونواہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع مسلمانوں پر فرض قرار دی۔ ہر وہ چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے، خواہ وہ کتاب اللہ میں مذکور احکام ہوں یا صحیح سنت میں۔ جب اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ثابت ہو جائے تو اس کی اتباع کے بغیر چارہ نہیں، اسی طرح جن امور سے آپ نے روکا ان سے باز رہنا بھی ازحد ضروری ہے۔ فرمان نبوی کی اہمیت کے پیش نظر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حدیث نبوی کو بہت عظیم چیز سمجھتے، پوری کوشش اور تندہی سے احادیث سنتے اور یاد کرتے، شریعت کے اس مأخذ کو بھی قرآن کی طرح، انتہائی احتیاط سے بیان کرتے تھے۔

اپنی طرف سے بات بنا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا اور اسے حدیث کے طور پر پیش کرنا کبیرہ گناہ ہے جس کی وعید، جہنم کی آگ ہے۔ ایسی حدیث اور روایت کو محدثین رحمہم اللہ کی اصطلاح میں ''موضوع'' کہتے ہیں۔ موضوع روایت کو بیان کرنا بھی بالاتفاق حرام ہے۔ عقیدہ وعمل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب بات کا صحیح ثابت ہونا لازم وضروری ہے۔

(2) اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم واجب العمل ہے اور جس کام سے آپ روک دیں اس سے رک جانا بھی فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ (الحشر : 7)

''اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمہیں دیں لے لو اور جس سے تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ .)) [1]

''جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب میں تمہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو اس کی حسب استطاعت تعمیل کرو۔''

[1] صحيح بخاري، الاعتصام، بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ : 7288، صحيح مسلم، الحج، باب فرض الحج مرة فى العمر : 1337.

رسول اللہ ﷺ نے تمام شرعی احکامات اللہ کی نازل ہونے والی وحی کے مطابق بیان فرمائے۔آپ ان احکامات پر اسی طرح زندگی بھر عمل پیرا رہے۔جس طرح دیگر اہل ایمان کو ان احکامات کی اتباع کا حکم تھا۔آپ کا عمل ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔آپ کی اتباع و پیروی اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اور آپ کی حکم عدولی، نافرمانی اللہ رب العزت کی نافرمانی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ .)) ❶

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی جہنم میں جانے کا باعث ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

(النساء : 14)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھے۔ وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ اس حقیقت کو قصیدہ نونیہ میں بڑے خوبصورت انداز سے بیان کرتے ہیں:

يَـا مَـنْ يَّـرِيْـدُ نَـجَـاتَـهٗ يَـوْمَ الْـحِسَـاب

مِـنَ الْـجَـحِيْـمِ وَمُـوْقَـدِ الـنِّيْـرَانِ

اِتَّبِـعْ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ الْأَقْـوَالِ وَالْ

أَعْـمَـالِ لَا تَـخْـرُجْ عَـنِ الْـقُـرْآنِ

''اے وہ شخص جو حساب و کتاب کے دن، آگ کے گہرے تنور یعنی جہنم سے نجات کا ارادہ رکھنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال واعمال کی پیروی کر اور قرآن کے دائرے سے باہر نہ نکل۔''

❶ صحيح بخارى، الجهاد والسير، باب يقاتل من وراء الامام ويتقى به : 2957، صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب طاعة الأمرء فى غير معصية : 1835 .

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِى بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[70]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخَذْتُ هَذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضی اللہ عنہ كَتَبَ لَهُ أَنَّ هَذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِى فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِى أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا ، وَمَنْ سُئِلَهَا فَوْقَهُ فَلَا يُعْطِهِ: فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِى كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ، فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدًا وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدًا وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِى كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ ، وَفِى كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِى فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جزعةٌ وَعِنْدَهُ حقّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُجْعَلُ مَعَهَا شَاتَانِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرُونَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جذعة فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَانِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرُونَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ ، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ ابْنَةَ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَانِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرُونَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ ابْنَةَ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعَةٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِى هَذَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا ، وَفِى صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِى سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ ، فَإِذَا

زَادَتْ فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ ، وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ بِهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا ، وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ ، فَإِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا .

تخریج الحدیث صحيح بخاری ، كتاب الزكاة ، باب زكاة الغنم : 1454 ، 1453 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھ کر دیا کہ یہ وہ فرض زکاۃ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا، جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ مسلمانوں میں سے جس شخص سے اس کے مطابق زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے وہ (زکوٰۃ) ادا کر دے اور جس سے اس سے زیادہ مطالبہ کیا جائے وہ نہ دے۔ پچیس سے کم اونٹوں میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد پچیس تک پہنچ جائے تو اس میں پینتیس تک ایک برس کی مادہ اونٹنی ہے۔ اگر ایک برس کی مادہ اونٹنی نہ ہو تو دو برس کا جو تیسرے میں داخل ہو چکا ہو نر اونٹ واجب ہے۔ جب تعداد چھتیس تک پہنچ جائے تو پینتالیس تک دو برس کی مادہ اونٹنی واجب ہے۔ جب تعداد چھیالیس تک پہنچ جائے تو ساٹھ تک تین برس کی جفتی کے قابل اونٹنی واجب ہے اور جب تعداد اکسٹھ تک پہنچ جائے تو پچھتر تک چار برس کی مادہ واجب ہے ۔ جب تعداد چھہتر تک پہنچ جائے تو نوے تک دو دو برس کی دو اونٹنیاں واجب ہیں۔ جب تعداد اکیانوے تک پہنچ جائے تو اکیانوے سے ایک سوبیس تک جفتی کے قابل دو اونٹنیاں دینا ہوں گی۔ جب تعداد ایک سوبیس سے تجاوز کر جائے تو ہر چالیس پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس پر تین برس کی اونٹنی واجب ہے۔ جب زکوٰۃ میں واجب ہونے والے جانوروں کی عمر میں فرق ہو تو جس کے اونٹوں کی تعداد جذعہ کے صدقہ تک پہنچ جائے اور اس کے پاس جذعہ نہ ہو۔ اس کے پاس حقہ ہو۔ اس سے حقہ لے کر ساتھ دو بکریاں ملا دی جائیں اگر میسر ہوں یا بیس درہم (لے لیے جائیں)۔ جس کے اونٹوں کی تعداد حقہ کے صدقہ تک پہنچ جائے اور اس کے پاس حقہ نہ ہو۔ اس کے پاس جذعہ ہو تو اس سے وہ لے لیا جائے اور زکوٰۃ وصول کرنے والے، دینے والے کو بیس درہم یا دو بکریاں دیں اور جس کے اونٹوں کے تعداد حقہ کے صدقہ تک پہنچ جائے اور اس کے پاس حقہ نہ ہو۔ اس کے پاس بنت لبون ہو تو اس سے وہی لے کر ساتھ دو بکریاں لے لی جائیں، اگر میسر ہوں یا بیس درہم اور جس کے اونٹوں کی تعداد بنت لبون کے صدقہ تک پہنچ جائے اور اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے وہ لے لیا جائے اور زکوٰہ وصول کرنے والا، دینے

والے کو بیس درہم یا دو بکریاں دے۔ جس کے اونٹوں کی تعداد بنت لبون کے صدقہ تک پہنچ جائے اور وہ اس کے پاس نہ ہو۔ اس کے پاس بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لے لی جائے اور اس کے ساتھ دو بکریاں اگر میسر ہوں یا بیس درہم۔ اور جس کے اونٹوں کی تعداد بنت مخاض کے صدقہ تک پہنچ جائے اور اس کے پاس ابن لبون مذکر ہو تو اس سے وہی لے لیا جائے ساتھ کچھ نہ لیا جائے اور جس کے پاس چار اونٹ ہوں تو اس پر زکوٰۃ نہیں، مگر یہ کہ ان کا مالک کچھ دینا چاہے۔ اور (جنگل یا میدان وغیرہ میں) چرنے والی بکریوں میں جب ان کی تعداد چالیس ہے تو ایک سو بیس تک اس میں ایک بکری واجب ہے۔ جب تعداد بڑھ جائے تو دو سو تک دو بکریاں ہیں۔ جب ایک بھی دو سو سے زیادہ ہو جائے تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ جب تین سو سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر سو پر ایک بکری زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ میں بوڑھی، عیب والی بکری اور بکرا (جفتی والا نر) نہ لیا جائے مگر یہ کہ صدقہ دینے والا مناسب سمجھے تو لے لے۔ زکوٰۃ کے خوف سے دو علیحدہ ریوڑوں کو اکٹھا نہ کیا جائے اور نہ ہی ریوڑ کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے اور جب دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہو (ان سے زکوٰۃ اکٹھی لی گئی ہو) تو وہ آپس میں حساب (لین دین) برابر برابر کر لیں۔ جب آدمی کی چرنے والی بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہو تو ان میں زکوٰۃ نہیں الا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ ہے۔ جب مال ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں الا یہ کہ اس کا مالک چاہے۔

شرح الحدیث (1)......سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو اس وقت لکھ کر دی جب انہیں بحرین کی طرف زکوٰۃ کی وصولی پر عامل بنا کر روانہ کیا۔ ❶

(2)......اس تحریر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر بھی ثبت تھی۔ ❷

(3)......احادیث کی کتابت عہد رسالت سے ہو رہی ہے۔

(4) پہلی شریعتوں میں زکوٰۃ کا حکم:

نماز کی طرح زکوٰۃ کا حکم بھی امم سابقہ کو دیا گیا۔ یہ دو ایسے فرائض ہیں جن کا حکم ہر نبی اور اس کی امت کو تھا۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝﴾ (مریم: 55)

''اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝﴾ (مریم: 31)

❶ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 1454.
❷ سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 1567.

''اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے میں جب تک زندہ رہوں۔''

بنی اسرائیل کی طرف بے شمار انبیاء و رسل بھیجے گئے۔ بنی اسرائیل کو جن احکامات کے بجا لانے کا حکم تھا ان میں نماز اور زکوٰۃ بھی شامل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾ (البقرہ 43)

''اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

(5) اسلام میں فرضیت زکوٰۃ:

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں زکوٰۃ کی سابقہ حیثیت کو نہ صرف برقرار رکھا گیا بلکہ اس کو اسلام کا دوسرا بنیادی رکن قرار دیا۔ کتاب وسنت کے بے شمار دلائل زکوٰۃ کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں۔ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی فرضیت کو قرآن میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرنے والوں، زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والوں سے قتال کیا، فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ.)) [1]

''اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور قتال و جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کریں گے۔''

خلیفہ بلافصل کے اس مؤقف کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تسلیم کیا اور صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ کا قولاً اور عملاً انکار دائرہ اسلام سے خروج کا باعث ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو انہیں ارشاد فرمایا: ''آپ ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہیں، جو اہل کتاب ہیں۔ انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تیری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں واپس کر دیا جائے گا۔ اگر وہ تیری بات مان لیں تو ان کی عمدہ چیزیں (زکوٰۃ کے طور پر لینے سے) پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا ہے۔ [2]

[1] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ: 1400، صحیح مسلم، الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا شهادتین: 20.

[2] صحیح البخاری، الزکوۃ، باب وجوب الزکاۃ: 1395، صحیح مسلم، الایمان، باب الدعاء الی الشهادتین وشرائع الاسلام: 19.

(6) ترک زکوٰۃ کی وعید:

زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے جس کی ادائیگی عبادت ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا فریضہ سے سبکدوش ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار دنیوی واخروی فوائد سمیٹتا ہے۔ جو بندہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، شریعت اسلامیہ میں اس کے لیے سخت وعید سنائی گئی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ ، أَنَا كَنْزُكَ ، ثُمَّ تَلَا ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾(آل عمران : 180)۔)) [1]

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا لیکن اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کی دولت کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل دے دی جائے گی۔ جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ سانپ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اسے اپنے دونوں جبڑوں سے پکڑے گا اور اسے کہے گا: میں ہوں تمہارا مال، میں ہوں تمہارا خزانہ، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، اور وہ لوگ جو اس میں بخل کرتے ہیں، جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے ہرگز گمان نہ کریں کہ وہ ان کے لیے اچھا ہے بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن انہیں اس چیز کا طوق پہنایا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا۔''

زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل ہونے کے باوجود اگر کوئی زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرتا ہے تو ایسے آدمی سے زکوٰۃ کو بزور بازو وصول کیا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ .)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ: 1403.

[2] صحیح بخاری، الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلاۃ ...... الخ : 25، صحیح مسلم، الایمان، باب الأمر لقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ ...... الخ : 22.

’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں، جب وہ یہ کام کریں گے تو وہ مجھ سے اپنے مال اور جان محفوظ کرلیں گے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔‘‘

(7) اموال زکوٰۃ:

زکوٰۃ چار قسم کے اموال پر واجب ہے۔

(i) زمین کی پیداوار غلہ، پھل، اناج۔

(ii) جنگلوں میں، گھروں سے باہر چرنے والے مویشی، اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ۔

(iii) سامان تجارت جس کی شرعاً تجارت جائز ہے۔

(iv) نقدی، زیورات، سونا، چاندی۔

(8) نظام زکوٰۃ:

اسلامی ریاست کے قیام کے بنیادی چار مقاصد ہیں، جن کو اللہ رب العزت نے ایک آیت میں بیان کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ ﴾ (الحج : 41)

’’وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔‘‘

پولیس کے ذریعے قیام امن، انتظامیہ کے ذریعے کاروبار سلطنت چلانا اور افواج کے ذریعے ملکی سرحدوں کی حفاظت یہ سب معاملات اپنی جگہ اہم لیکن اصل اور بنیادی چار ذمہ داریاں ہیں۔ پوری ریاست میں نماز اور زکوٰۃ کے مستحکم نظام کو رائج کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بجالانا ہے۔

ریاست کو ایک مستقل منظم شعبہ زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم کا قائم کرنا چاہیے۔ اس سے منسلک ملازمین کے اخراجات وصول شدہ زکوٰۃ سے ادا کیے جائیں، حکومت پر کسی قسم کا اضافی بوجھ بھی نہیں آئے گا اور عاملین کی ضروریات پوری ہونے کے ساتھ ساتھ فقراء وغرباء کی موثر کفالت بھی ہو سکے گی۔ نظام زکوٰۃ میں دولت امراء سے غریب اور نادار افراد تک پہنچتی ہے۔ جس سے معاشرے میں استحکام آتا ہے۔ ٹیکس کا نظام غیر اسلامی ہے جس کی ادائیگی ہر امیر وغریب کرتا ہے نتیجتاً سے غریب کی غربت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ امراء کو فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح ٹیکس کو زکوٰۃ کا نام دینا بھی درست

نہیں کیونکہ زکاۃ صاحب نصاب پر فرض ہے اور جس مال سے زکوۃ ادا کرنا مقصود ہے۔اس کا بھی نصاب اڑھائی فیصد یا عشر، نصف العشر وغیرہ متعین ہے۔ جبکہ ٹیکس کی رقم متعین نہیں بلکہ ہر حکومت اپنی منشا وضرورت کے مطابق اس میں کمی بیشی کرتی ہے۔

(8) عاملین زکوٰۃ کو ہدایات:

زکوٰۃ ایک قومی امانت ہے۔اس میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔عامل کو جو مال زکوٰۃ حاصل ہو وہ پوری امانتداری سے حکومتی خزانے بیت المال میں جمع کرائے۔حکومت وقت کی طرف سے متعین کیے جانے والے اعمال کو شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں زکوٰۃ کا مطالبہ کرنا چاہیے۔زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ عاملین کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ان کے جائز مطالبات پورے کریں اور ناجائز مطالبات ماننے سے انکار کر دیں۔

(10) اونٹوں کا نصاب:

اونٹوں کا نصاب حسب ذیل ہے:

اونٹوں کی تعداد	واجب الادا زکوٰۃ
5 تا 9	ایک بکری
10 تا 14	دو بکریاں
15 تا 19	تین بکریاں
20 تا 24	چار بکریاں
25 تا 35	ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی جو دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو)
36 تا 45	ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو)
46 تا 60	ایک حقہ (تین سالہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو۔
61 تا 75	ایک جذعہ (چار سالہ اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو)
76 تا 90	دو بنت لبون
91 تا 120	دو حقہ

جب تعداد ایک صد بیس سے تجاوز کر جائے تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہے اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں اس پر زکوٰۃ نہیں الا یہ کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ دینا چاہے۔

(11)......زکوۃ میں مادہ ہی وصول کی جاتی ہے لیکن اگر مادہ نہ ہو تو نر بھی لینا جائز ہے۔ اس کی تفصیل حدیث میں مذکور ہے۔ اگر ریوڑ میں مطلوبہ عمر کی مادہ موجود نہ ہو تو اس سے کم یا زیادہ عمر کی مادہ لے کر بکریوں یا قیمت کی ادائیگی سے اس کمی بیشی کا ازالہ کیا جائے گا تا کہ فرض کی ادائیگی بھی ہو جائے اور کسی پر ظلم بھی نہ ہو۔

(12) بکریوں کا نصاب:

وہ بکریاں جن کی زندگی کا انحصار گھر سے باہر جنگلوں وغیرہ میں چرنے پر ہے اور انہیں عموماً گھروں میں چارہ نہیں ڈالا جاتا ان سے ادا کی جانے والی زکوٰۃ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بکریوں کی تعداد	واجب الاداز کوٰۃ
1 تا 39	زکوٰۃ نہیں ہے۔
40 تا 120	ایک بکری
121 تا 200	دو بکریاں
201 تا 300	تین بکریاں

اگر یہ تعداد تین سو سے تجاوز کر جائے تو پھر ہر سو پر ایک بکری زکاۃ لازم ہوگی۔ بھیڑ اور دنبے کی زکوٰۃ کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی کے پاس بکری، بھیڑ اور دنبے ہوں تو ان سب کو اکٹھا شمار کیا جائے گا کیونکہ جنس کے اعتبار سے یہ سب ایک ہی ہیں۔

(13)......زکوٰۃ میں بوڑھا، بھینگا اور عیب دار جانور نہیں لیا جائے گا۔ اسی طرح سانڈ جانور لینا بھی جائز نہیں الا یہ کہ زکوٰۃ ادا کرنے والا اپنی خوشی سے دے دے۔ حاملہ جانور اور دودھ دینے والے جانوروں کو بھی زکوٰۃ میں لینا درست نہیں۔

(14) مشترکہ مال کی زکوٰۃ:

زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کی خاطر متفرق جانوروں کو اکٹھا کرنا اور ایک ریوڑ کے مشترکہ جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کرنا جائز نہیں، مثلاً چالیس بکریوں میں دو شریک ہوں اور وہ زکاۃ سے بچنے کے لیے بیس بیس اپنی اپنی علیحدہ کر لیں یا اسی طرح دو آدمیوں کے پاس چالیس چالیس بکریوں کا ریوڑ ہو اور وہ ایک ایک بکری زکاۃ دینے کی بجائے ریوڑ کو ایک جگہ جمع کر لیں تا کہ دونوں مل کر صرف ایک بکری زکوٰۃ دیں یہ حیلہ کی دونوں صورتیں ممنوع و ناجائز ہیں۔

(15)......ایک ریوڑ میں شریک افراد برابری کے ساتھ زکوٰۃ میں حصہ دار ہوں گے مثلاً عبداللہ اور عبدالرحمٰن کا چالیس بکریوں کا ریوڑ ہے اور عامل عبداللہ کی بکری لے گیا تو عبدالرحمٰن کو اس کی آدھی قیمت دینا ہوگی۔

(16) چاندی اور سونے کا نصاب:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب چاندی دوسو درہم ہو جائے تو سال گزرنے کے بعد اس میں (اڑھائی فیصد چالیسواں حصہ) پانچ درہم زکوۃ ہے اس سے کم پر زکاۃ عائد نہیں ہوتی ہے۔'' ❶

یعنی چاندی کا نصاب پانچ اوقیہ چاندی، یعنی 200 درہم ہے، اور سونے کا نصاب 20 دینار۔ ان کا وزن پاک و ہند کے عام علماء کے ہاں مشہور ومعروف ہے کہ سونا ساڑھے سات تولے اور چاندی ساڑھے باون تولے پر مشتمل ہے۔ بعض اہل علم کے ہاں 70 گرام سونا اور 460 گرام چاندی ہوتو زکوٰۃ پڑتی ہے۔

(17) زیورات میں زکوٰۃ:

سونے اور چاندی کے زیورات کے زکوٰۃ میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ اس میں بہتر اور راجح موقف یہی ہے کہ زیورات پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(18) نقدی کا نصاب:

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں درہم و دینار چاندی اور سونے کے سکے تھے جو اشیاء ضرورت کی خرید وفروخت کے لیے استعمال کیے جائے۔ آج کل سونا چاندی کی بجائے نقدی کی صورت میں رقم متبادل کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اہل علم کے ہاں نقدی، روپیہ پیسہ کی زکاۃ چاندی کے حساب سے ادا کی جائے گی۔

[71]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُءُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا؟

تخريج الحديث صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المهاجرين وفضلهم : 3653.

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ جب ہم غار میں تھے، میں نے اپنے سروں پر مشرکین کے قدموں کو دیکھا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر ان (مشرکوں) میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

❶ سنن ابی داؤد، الزكاة، باب فی زكاة السائمة : 1573، وقال الالبانی : صحيح .

فرمایا: ''اے ابوبکر! ان دو سے متعلق تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟''

شرح الحديث ان کی تفصیل حدیث نمبر 65 کے تحت گزر چکی ہے۔

[72]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ ، وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ ، عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضي الله عنه حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ: لِلنَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَنْظُرُ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا؟

تخريج الحديث صحيح بخاری ، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ، باب مناقب المهاجرين وفضلهم : 3653 .

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی ﷺ سے عرض کی، اگر ان (مشرکین) میں سے کوئی اپنے قدموں کی جانب دیکھے تو ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا ان دو سے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔''

[73]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشَّارٌ الْخَفَّافُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ إِلَى الْغَارِ ، فَدَخَلَا فِيهِ ، فَجَاءَ الْعَنْكَبُوتُ فَنَسَجَتْ عَلَى بَابِ الْغَارِ ، وَجَاءَتْ قُرَيْشٌ يَطْلُبُونَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَكَانُوا إِذَا رَأَوْا عَلَى بَابِ الْغَارِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ قَالُوا: لَمْ يَدْخُلْهُ أَحَدٌ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَائِمًا يُصَلِّي ، وَأَبُو بَكْرٍ يَرْتَقِبُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه لِلنَّبِيِّ ﷺ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي هَؤُلَاءِ قَوْمُكَ يَطْلُبُونَكَ ، أَمَا وَاللَّهِ مَا عَلَى نَفْسِي أَبْكِي ، وَلَكِنْ مَخَافَةَ أَنْ أَرَى فِيكَ مَا أَكْرَهُ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: 40]

تخريج الحديث البداية والنهاية لابن كثير : 3/ 181 .

ترجمة الحديث حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار کا رخ کیا اور اس میں داخل ہو گئے۔ ایک مکڑی آئی اور اس نے غار کے دروازے پر جالا بنا۔ قریش کے لوگ آئے وہ نبی کریم ﷺ کو تلاش کر رہے تھے۔ (عموماً) جب وہ کسی غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھتے تو کہتے اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی چوکیداری کر رہے تھے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ آپ کی قوم کے لوگ آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں خود پر نہیں روتا، لیکن مجھے خدشہ یہ ہے کہ کہیں آپ سے متعلق مجھے کسی ناپسندیدہ بات کو نہ دیکھنا پڑ جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

[74]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشَّارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ: وَقَالَ ثَابِتٌ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟

تخریج الحدیث انظر رقم (71) (72).

ترجمة الحدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا ان دو سے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔''

شرح الحدیث فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 65۔

[75]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُثْمَانُ، ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي هُودُ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّينَ

تخریج الحدیث مسند ابی یعلی: 1/ 88 (88) وقال حسین بن سلیم اسد: اسنادهٗ ضعیفٌ، مجمع الزوائد: 1/ 296 (1643) وقال الهیثمی: فیه موسیٰ بن عبیدة وهو متروك.

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے والوں کو مارنے (قتل کرنے) سے منع فرمایا ہے۔

شرح الحدیث

(1) نماز اسلام کا اہم ترین رکن ہے

نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ یہ مسلمان کے اسلام و ایمان کا اظہار اور اللہ رب العزت سے تعلق کا ذریعہ ہے۔ کلمۂ توحید و رسالت کی گواہی کے بعد سب سے پہلے اس کی ادائیگی کا تقاضا کیا گیا۔ کتاب وسنت میں جس قدر سختی سے اس کو ادا کرنے کی تاکید ہے کسی اور عمل سے متعلق نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والے کو شریعت میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ نمازی کے جان مال کی حفاظت اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے جو فرد پانچ وقت نماز کی شرعی تقاضوں کے مطابق ادائیگی کرتا رہے گا۔ اللہ رب العزت اس کو جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَاءَ أُدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے انہیں ادا کیا اور ان کا حق ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کیا تو اس کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے ان کو ادا نہ کیا تو اس کے لیے اللہ کے ہاں کوئی وعدہ نہیں۔ چاہے تو اسے عذاب دے چاہے تو اسے جنت میں داخل فرما دے۔''

(2) نمازی سے قتال ممنوع ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا، یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گواہی دیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، جب وہ یہ (تین) کام کریں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔'' [2]

معلوم ہوا نماز پڑھنے والے فراد سے قتال و جہاد اور لڑائی ممنوع ہے۔ البتہ حدود اللہ کے نفاذ میں کسی کو استثناء حاصل نہیں۔

(3) ہیجڑا نمازی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے متعلق دریافت فرمایا: ''اس کو کیا ہے؟'' تو عرض کی گئی اے اللہ کے رسول! عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے تو آپ نے حکم فرمایا اور اسے مقام نقیع کی طرف نکال دیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ.)) [3]

---

[1] سنن ابی داؤد، الوتر، باب فیمن لم یوتر: 1420، 4250، سنن نسائی، الصلاۃ، باب المحافظة علی الصلوات الخمس: 461، سنن ابن ماجه: 1401، وقال الالبانی: صحیحٌ.

[2] صحیح بخاری، الایمان، باب فان تابوا اقاموا الصلاۃ: 25، صحیح مسلم، الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا الشهادتین: 22.

[3] سنن ابی داؤد، الأدب، باب الحکم فی المخنثین: 4928.

''مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔''

غور فرمائیں! عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیجڑے کو مدینہ طیبہ سے جب باہر نکال دینے کا حکم ارشاد ہوا تو صحابہ نے قتل کی اجازت چاہی۔ نبی علیہ السلام نے اس کے نمازی ہونے کی وجہ سے اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا، معلوم ہوا نماز ایک آدمی کے خون کو محفوظ بناتی ہے۔

اس حدیث سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عام مسلمان مردوں اور عورتوں کی طرح ہیجڑے بھی شرعی احکامات کے مکلّف ہیں۔

(4) نمازی کو تادیباً سزا دینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝۴۵ ﴾

(العنکبوت : 45)

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

نماز بندے کا تعلق اپنے رب سے جوڑتی ہے۔ نمازی کا جب اپنے خالق و مالک سے تعلق مضبوط ہو جائے تو اس کے لیے ہر مشکل کا سامنا آسان ہو جاتا ہے۔ فحاشی و بے حیائی سے رکنا، فتنہ و آزمائش میں سرخرو ہونا نمازی کے لیے نسبتاً آسان ہے، جو انسان حقوق اللہ دلجمعی سے ادا کرتا ہے وہ حقوق العباد میں بھی غفلت کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اس کے معاملات بہتر ہوتے ہیں۔ ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کرتا ہے۔ لہٰذا اس کی طرف سے ہونے والی معمولی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنا بہتر ہے اور دوسروں کی نسبت حسن سلوک کا زیادہ حق دار ہے لہٰذا اس کی قدر کرنی چاہیے۔ شریعت اسلامیہ کی یہی تعلیم ہے۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو غلام بھی تھے۔ آپ نے ان میں سے ایک غلام سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا اور ان سے فرمایا:

((لَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّي قَدْ نُهِيتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ وَقَدْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ .)) [1]

''اس کو مت مارنا، بے شک مجھے نماز پڑھنے والوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور میں نے اس کو نماز

[1] مسند احمد : 36/ 475، رقم الحدیث : 22154، 22227، الادب المفرد ، رقم الحدیث : 163.

پڑھتے دیکھا ہے۔‘‘

[76]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزُورُهَا ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ ، فَقَالَ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ، فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَلَّا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ، وَلَكِنِّي أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا .

تخريج الحديث صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل ام ايمن رضي الله عنها : 2454 .

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، آئیں میرے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی طرف چلیں، انہیں مل آئیں جیسے رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان (ام ایمن) کے پاس پہنچے تو وہ رو دیں۔ انہوں نے ان (ام ایمن) سے کہا آپ کیوں روئی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لیے بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لیے نہیں روئی کہ مجھے علم نہیں کہ جو اللہ کے پاس ہے اس کے رسول کے لیے وہی بہتر ہے۔ بلکہ میں اس لیے روئی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے ان دونوں کو بھی رلا دیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔

شرح الحديث (1)...... رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر (1)۔

(2) سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا:

سیدہ ام ایمن کا تعلق حبشہ سے تھا یہ رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ کی لونڈی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد بطور وراثت رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ ان کا نام برکہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ایام بچپن میں آپ کی پرورش و نگہداشت میں ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی حصہ ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کے بطن سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کو ام ایمن، زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے خاص لگاؤ تھا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کی آزاد کردہ لونڈی اور آپ کی مربیہ ہیں، زید رضی اللہ عنہ کو آپ علیہ السلام نے اپنا منہ بولا بیٹا کہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیغمبر علیہ السلام کے محبوب تھے۔

(3) احباب مصطفیٰ ﷺ سے محبت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت تھی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .)) ❶

''صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی شخصیت سے پیار نہ تھا۔''

محبت مصطفیٰ ﷺ کی علامات اور اس کے تقاضوں میں سے یہ بھی ہے کہ ہر اس چیز سے محبت کی جائے جس سے نبی اکرم ﷺ کو محبت تھی۔ آل رسول، اہل بیت، انصار و مہاجرین، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے آپ کی صحبت و رفاقت کا شرف پایا، آپ کی ذات و ارشادات کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کیا۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت، دین اسلام کو ہم تک پہنچایا، ان سے محبت جز وایمان اور محبت مصطفیٰ ﷺ کی علامت و پہچان ہے۔

سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا سیدہ ام ایمن کی زیارت کے لیے تشریف لے جانے کا سبب یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ گاہے بگاہے ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے۔ نبی کریم علیہ السلام سے محبت کی وجہ سے حضرات صحابہ کرام آپ کے متعلقین سے بھی محبت کرتے اور ان کی خبر گیری اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔

(4) ام ایمن رضی اللہ عنہا کی نبی اکرم ﷺ سے محبت:

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچپن میں تعلق تھا۔ آپ کی پرورش کی، آپ کی خدمت گزار رہیں، آپ کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں آئیں، آپ پر ایمان لائیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر پر ان کا غمگین ہو جانا اور پھر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا ایک فطری معاملہ تھا۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ان کو دلاسہ وتسلی دی کہ جنت کی نعمتیں دنیا سے بہتر ہیں اور اللہ کے ہاں اس کے رسول کے لیے خیر ہی خیر ہے۔

(5) فوت شدگان کے ذکر پر رونا:

فوت شدگان کی عرصہ دراز کے بعد یاد آنے پر آنکھوں سے آنسوؤں کا آجانا صبر کے منافی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر ابراہیم کی وفات پر آپ علیہ السلام کی حالت یہ تھی کہ:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزُنُ .)) ❷

''آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے۔''

---

❶ سنن ترمذی، الادب، باب ما جاء فی کراهية قيام الرجل للرجل : 2754 وقال: حسن صحيحٌ، وقال الالبانی: صحیح .

❷ صحیح بخاری، رقم الحدیث : 1303، صحیح مسلم، رقم الحدیث : 2315 .

ایسے آنسو رحمت ہیں اور یہ فوت شدہ سے تعلق ومحبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ البتہ آنسوؤں کے ساتھ اللہ کی ناراضگی اور تعلیمات شریعت کے منافی الفاظ کو زبان سے ادا کرنا بے صبری ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں۔

(6) وحی کا منقطع ہونا:

اللہ رب العزت نے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء و رسل کو بھیجا، پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ جبریل امین علیہ السلام آسمان سے پیغام ہدایت لے کر آتے رہے۔ وفات نبوی کے ساتھ آسمان سے پیغام رسانی کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ وحی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے جس سے رشد و ہدایت اور گمراہی و ضلالت کو واضح کیا گیا۔ وحی کے متبعین کو جنت کی بشارتیں اور منکرین کو جہنم کا حقدار قرار دیا گیا۔ سلسلہ وحی کا منقطع ہونا ایک عظیم نعمت کا ختم ہونا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر پختہ یقین و اعتقاد تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں اور اب آپ کے بعد وحی الٰہی کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا ہے ؏

ترے وجود پہ فہرست انبیاء ہے تمام
تجھی پہ ختم ہے روح الامین کی نامہ بری

(7)......اس واقعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ صالحین اور اہل علم و فضل کی زیارت کے لیے جانا درست ہے۔

(8)......افضل کا مفضول کے پاس اسی طرح مرد حضرات کا کسی نیک خاتون کے پاس جانا اور اس سے بات چیت کرنا مستحب ہے۔

[77]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ، وَأَبُو مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة : 1399 ، صحيح مسلم ، كتاب الايمان ، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا الشهادتين : (21) (22) .

ترجمة الحدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کا اقرار کریں۔ جب وہ یہ اقرار کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لیے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔''

شرح الحدیث

(1) مقصد جہاد

دین اسلام اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین ہے۔ اس کی اساس لا الہ الا اللہ ہے۔ کلمہ شہادت دنیا کے امن و سلامتی کا ضامن ہے۔ اس کے اقرار سے مقصود یہ ہے کہ خالق کائنات کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ کرنے دی جائے۔ اس کے منکرین سے احوال وظروف کے مطابق قتال و جہاد کا حکم ہے۔ دین اسلام کے غلبہ کے لیے ہر مسلمان کو جان و مال اور دعوت وارشاد کے ساتھ ہر سطح پر حسب استطاعت جدوجہد کا حکم ہے اور اسی جدوجہد کا نام جہاد ہے۔

اگر جہاد سے مقصود رضائے الٰہی، اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا منصب یا مال غنیمت کا حصول، اظہار شجاعت یا شہرت و ریاکاری ہوتو اجر وثواب کی بجائے، باعث عذاب ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، ایک آدمی مال غنیمت کے حصول کے لیے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک آدمی اظہار شجاعت کے لیے لڑتا ہے تو اللہ کی راہ میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ .)) [1]

''جس نے اس نیت سے لڑائی کی کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند ہوتو وہ اللہ کی راہ میں (جہاد) ہے۔''

جہاد فی سبیل اللہ کے کتاب وسنت میں بے شمار فضائل بیان کیے گئے۔ مجاہدین کے مناقب کا ذکر ہوا۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قربانیاں دینے والوں سے دنیا وآخرت کی فوز وفلاح کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

(2) اقرار توحید اور اقرار رسالت:

اقرار توحید، اقرار رسالت کو مستلزم ہے۔ اقرار رسالت کے بغیر اقرار توحید قابل قبول نہیں۔ دنیا کا ہر انسان کسی نہ کسی انداز میں الہ ومعبود کا تصور رکھتا ہے۔ مشرکین مکہ بھی اللہ رب العزت کو مانتے تھے۔ لیکن ان کا ماننا اللہ کو قبول نہ تھا اس لیے کہ انہوں نے دیگر بے شمار معبودان باطلہ بھی بنا رکھے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خالق حقیقی کا تعارف کرایا تو بگڑ گئے۔

---

[1] صحیح بخاری، الجهاد و السير، باب من قاتل لتكون كلمة اللّٰه فی العلياء: 2810، صحيح مسلم، الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هی العلياء: 1904.

(3) کلمۂ توحید جان و مال کا محافظ ہے:

کلمۂ توحید بنی نوع انسان کے لیے امن وسلامتی کا ضامن ہے۔ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ کے سوا جس جس کے عبادت کی جاتی ہے ان سب کا انکار کر دیا تو اس کی جان و مال محفوظ ہے۔ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر توحید پرست کو تحفظ فراہم کرے۔ ان کے مال واسباب، عزت نفس اور جان کی حفاظت کو یقینی بنائے۔

(4) حق اسلام:

لا الہ الا اللہ کا حق یہ ہے کہ اعضاء اس کے مطابق عمل کریں جو معبود حقیقی نے حکم دیا مانا جائے، جس سے روکا باز رہیں۔ جب نماز کا وقت ہو تو نماز پڑھیں، زکوۃ کا وقت آئے تو ادا کی جائے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حق اسلام کی خاطر مانعین زکوۃ سے جہاد و قتال کیا۔ ایک مسلمان کے لیے صرف لا الہ الا اللہ کا اظہار واقرار کافی نہیں بلکہ اس کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ حق اسلام کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اسلام میں رہتے ہوئے کسی جرم کا ارتکاب کریں گے تو شرعی حدود وقصاص ان پر لاگو ہوں گی چاہے وہ مال کی صورت میں ہو یا بدنی سزا کی صورت میں ہو۔

(5) کلمہ گو مسلمان:

شریعت اسلامیہ کا اعتبار ونفاذ ظاہر پر ہے۔ سری معاملات اللہ کے سپرد ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے والے کسی بھی مسلمان کا خون بہانا، اس کے ساتھ قتال کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ حتی کہ کسی کافر کو بھی لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد میدان جنگ میں قتل کرنا جائز نہیں۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حُرْقة" کی طرف روانہ کیا۔ ہم نے ان لوگوں پر صبح کے وقت حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ اس دوران میں اور ایک انصاری آدمی کی ان میں سے ایک آدمی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پا لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ انصاری رک گیا لیکن میں نے اسے اپنا نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ واپس آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ؟))

''اے اسامہ! تو نے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد اسے قتل کر دیا؟''

میں نے عرض کی: اس نے قتل سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ اپنی بات بار بار دہراتے رہے حتی کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کاش! میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا۔ [1]

---

[1] صحيح البخاری، المغازی، باب بعث النبی ﷺ أسامة: 4269، صحيح مسلم، الايمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قول الشهادة: 96.

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی کافر میدان جنگ میں میرا ہاتھ کاٹ دے پھر درخت کی اوٹ میں آ کر کہے میں نے اللہ کے لیے اسلام قبول کیا تو کیا اس کے بعد میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اسے مت قتل کر۔'' مقداد رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو مت قتل کر، اگر تم اسے قتل کرو گے تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا درجہ تھا وہ اس مقام پر ہوگا اور تم اس کے مقام پر یعنی اس کا خون بہانا جائز تھا اور اب تیرا خون بہانا جائز ہوگا۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ نے منافقین مدینہ کے جان و مال کو اس لیے تحفظ دیا کہ وہ کلمہ کے اقراری اور بظاہر پابند صوم و صلاۃ اور زکاۃ تھے۔ ان کے ایمان کی نفی ہو جانے کے باوجود ان سے قتال و جہاد نہیں کیا بلکہ ان کے مال و جان کو تحفظ دیا کیونکہ ہم ظواہر شریعت کے پابند ہیں اور ہر انسان پر اس کے ظاہری قول و عمل کے مطابق حکم لگے گا۔

(6) مسلمان کے جواز قتل کی تین صورتیں:

کلمہ پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کا مال اور خون باقی مسلمانوں پر حرام ہو جاتا ہے۔ اسے قتل کرنا، اس کا مال لوٹنا ممنوع ہے، البتہ حق اسلام کی رو سے بطور سزا اسے قتل کرنا اس کا خون بہانا اسلامی حکومت کے لیے جائز ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.)) [2]

''کسی مسلمان جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں کا خون تین صورتوں کے علاوہ حلال نہیں۔ جان کے بدلے جان (قاتل) کو قتل کرنا اور شادی شدہ زنی کو سنگسار کرنا اور دین سے نکل جانے والا، جماعت کو چھوڑ دینے والا۔''

أَبُو الطُّفَيْلِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[78]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ،

[1] صحيح بخاری، المغازی، باب شهود الملائكة بدراً: 4019، صحيح مسلم، الايمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قول الشهادة: 95.

[2] صحيح بخاری، الديات، باب قول الله تعالىٰ، ان النفس بالنفس: 6878، صحيح مسلم، القسامة والمحاربون، باب ما يباح به دم المسلم: 1676.

عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ: مَا لَكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ، أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمْ أَهْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا بَلْ أَهْلُهُ ، قَالَتْ: فَمَا بَالُ سَهْمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ بَعْدَهُ . فَرَأَيْتُ أَنَا بَعْدُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، فَقَالَتْ: أَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارة والفی، باب فی صفایا رسول اللّٰہ من الأموال: 2973، وقال الالبانی: حسنٌ، مسند احمد: 1/ 191 (14) وقال احمد شاکر: اسنادہ صحیح.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: فاطمہ بنت رسول ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا تو کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے وراث ہوں گے یا ان کے گھر والے؟ انہوں نے کہا: (میں) نہیں بلکہ آپ کے اہل خانہ ہیں۔ تو انہوں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے پوچھا پھر رسول اللہ ﷺ کے حصہ (میں آنے والا مال) کہاں ہے؟ تو انہوں (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی کو کوئی مال عنایت فرما دیتا ہے اور اس کے بعد اس کو اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ تو اس کا نظم ونسق وہی چلاتا ہے جو اس کے بعد (بطور خلیفہ) آئے۔'' میں نے سوچا کہ میں اس (مال) کو آپ کے بعد مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ سے آپ نے سنا آپ اس کو بہتر جانتے ہیں۔

شرح الحدیث تفصیل فوائد حدیث نمبر 1، 2، 3 کے تحت گزر چکے ہیں۔

ابْنُ أَبْزَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ

ابن ابزی رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[79]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ، وَمَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، عَنِ ابْنِ أَبْزَى ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقُلْتُ لَهُ: إِنْ أَقْرَرْتَ عِنْدَهُ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ قَالَ: فَأَقَرَّ عِنْدَهُ الرَّابِعَةَ . قَالَ وَكِيعٌ: فَأَمَرَ بِهِ فَحُبِسَ ، وَقَالَ مَالِكٌ: فَأَرْسَلَ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقِيلَ: لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا فَرَجَمَهُ .

تخریج الحدیث اسنادہ ضعیف، جابر ھو جابر بن یزید بن الحارث الجعفی الکوفی ضعیف، مسند احمد: 1/ 214 (41) وقال محمد احمد شاکر: اسنادہٗ ضعیفٌ، مصنف ابن ابی شیبۃ: 5/ 538 (28769).

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے تین مرتبہ (زنا کا) اعتراف کیا۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے چوتھی بار بھی اقرار کر لیتے تو آپ ان کو رجم کر دیتے۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کے سامنے چوتھی بار بھی اقرار کر لیا۔ وکیع رحمہ اللہ نے بیان کیا، آپ نے حکم دیا تو ان کو قید کر دیا گیا۔ جبکہ مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، آپ نے قاصد بھیج کر ان سے متعلق تحقیق کی تو آپ کو ان سے متعلق خیر کی بات بتائی گئی۔ پھر آپ علیہ السلام نے انہیں رجم کروا دیا۔

شرح الحدیث

(1) زنا کی حرمت

دین اسلام نے نسب کے تحفظ کا انتظام کیا، تاکہ رشتوں کی پہچان رہے اور مسلم معاشرہ عالی اقدار کا حامل ہو۔ زنا سلسلۂ نسب کی بربادی کا سبب ہے۔ اس لیے اس کے قریب بھی جانے سے منع کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: 32)

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔''

وہ عوامل جن کی وجہ سے زنا کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ختم کیا۔ مثلاً غیر محرم مرد و زن کی خلوت حرام ہے، مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے، عورتوں کو غیر محرموں کے سامنے اظہار زینت سے روکا اور پردے کا حکم دیا ہے۔

(2) زنا کاری کی حد:

بعض شرعی احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے دنیا میں سزائیں مقرر ہیں اور یہ سزائیں ممنوعات کی راہ میں رکاوٹ ہیں، ان سزاؤں کو حدود اللہ کہا جاتا ہے۔ زنا کا ارتکاب کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ (i) غیر شادی شدہ (ii) شادی شدہ۔ شریعت اسلامیہ میں ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ سزا مقرر کی گئی ہے۔

(i) غیر شادی شدہ زانی:...... غیر شادی شدہ آزاد زانی کی حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ ﴾ (النور: 2)

''زانیہ عورت اور زانی مرد، ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ .)) ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں، جس نے زنا کیا اور غیر شادی شدہ ہو ایک سال کی جلاوطنی اور اس پر حد لگانے کا فیصلہ دیا۔''

(ii) شادی شدہ زانی:...... اگر کوئی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا رجم ہے۔ اسے پتھروں سے سنگسار کیا جائے گا حتی کہ مر جائے۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے زنا کا ارتکاب کیا، پھر بارگاہ رسالت میں چار بار اعتراف و اقرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ ❷

غامدیہ خاتون نے اعتراف زنا کیا تو اسے بھی عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں رجم کیا گیا۔ ❸

(3) حد کون جاری کرے گا؟

حدود کا نفاذ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حاکم وقت یا اس کے نائبین حدود کا نفاذ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں خود حدیں جاری فرماتے تھے۔ خلفائے راشدین بھی اسی طرح ہی کرتے تھے۔ نبی کریم علیہ السلام نے سیدنا انیس رضی اللہ عنہ کو حد نافذ کرنے کے لیے اپنا نائب بھی بنا کر بھیجا تھا۔ ارشاد فرمایا:

((وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا .)) ❹

''اے انیس! کل صبح اس عورت کے پاس جانا اگر وہ اعتراف زنا کرے تو اسے رجم کر دینا۔ وہ صبح اس عورت کے پاس گئے تو اس نے اعتراف کر لیا، لہٰذا آپ نے اسے رجم کر دیا۔''

---

❶ صحيح بخاری، الحدود، باب البكران يجلدان وينفيان : 6833 .

❷ صحيح بخاری، رقم الحديث : 6824، صحيح مسلم، رقم الحديث : 1693 .

❸ صحيح مسلم، رقم الحديث : 1695 .

❹ صحيح بخاری، الحدود، باب اعتراف بالزنا : 6827، صحيح مسلم، الحدود، باب من اعتراف على نفسه بالزنا : 1697 .

(4) حد زنا کے لیے چار گواہ:

زنا کرنے والا اگر اعتراف کرے تو اس پر حد لاگو ہوگی، صرف ایک بار اقرار واعتراف کر لینا بھی کافی ہے۔ غامدیہ خاتون نے ایک ہی دفعہ اقرار کیا تو اس پر حد لگائی گئی۔ اسی طرح جب نبی کریم علیہ السلام نے سیدنا انیس رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تو اس عورت سے چار بار اعتراف کروانے کا نہیں کہا۔ البتہ ماعز رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں چار بار اعتراف کروانا مزید پختگی و تاکید کے لیے تھا۔ نفاذ حد کے لیے مجرم کا ایک بار اعترافی بیان دے دینا کافی ہے۔ چار بار کہلانا شرط نہیں۔ اعترافی بیان کے علاوہ زنا کا اثبات چار گواہوں کی گواہی سے بھی ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾

(النور: 4)

''اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر وہ چار گواہ نہیں لاتے تو تم انہیں اسی کوڑے مارو۔''

واقعہ افک کے ضمن میں ارشاد ہوا:

﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝﴾

(النور: 13)

''اور وہ اس (الزام) پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ جب وہ گواہ نہیں لائے تو وہ اللہ کے ہاں جھوٹے ہیں۔''

سورۃ نساء میں فرمایا:

﴿وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ﴾ (النساء: 15)

''اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا ارتکاب کریں تو تم ان پر اپنے میں سے چار مرد گواہ مقرر کرلو۔''

اگر گواہوں کی تعداد دو یا تین ہو تو زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی بلکہ حد کے نفاذ کے لیے اعتراف یا چار گواہوں کی گواہی کا ہونا لازم وضروری ہے۔

(5) حد کا نفاذ مجرم کے لیے کفارہ ہے:

حدود وتعزیرات کا نفاذ معاشرتی امن وسکون اور جرائم کے خاتمہ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ کسی گناہ کی دنیا میں حد یا تعزیر کی صورت میں ملنے والی سزا اس گناہ کے کفارہ کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر دنیا میں مرتکب پر حد وغیرہ کا نفاذ نہ ہو سکے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ چاہے تو اپنی رحمت سے معاف فرما دے چاہے تو جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے، چوری کرو گے نہ بدکاری کرو گے۔'' پھر

آپ نے یہ (سورۃ الممتحنہ : 12) آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''جس نے عہد کو پورا کیا تو اس کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جو کسی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا اور اسے سزا دی گئی تو وہ (سزا) اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جو مرتکب ہوا اور اللہ نے اس کو پردے میں رکھا تو اس کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے، چاہے تو اسے معاف کردے اور چاہے تو سزا دے۔'' ❶

(6) ابن بزی رضی اللہ عنہ اور قرآن کی برکت:

اس حدیث کی سند میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ ہیں جن کا قبیلہ بنوخزاعہ سے ولاء کا تعلق تھا۔ یہ صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان سے متعلق درج ذیل ایمان افروز واقعہ صحیح مسلم میں ہے اور اس واقعہ کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ نے عسفان کے مقام پر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، جبکہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا گورنر مقرر فرمایا ہوا تھا۔ تو ان سے پوچھا: آپ نے وادئ مکہ کے باشندوں پر (ان کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے) اپنا نائب کسے مقرر کر کے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے ابن ابزی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ابن ابزی کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ایک آزاد کردہ غلام کو ان پر حاکم مقرر کر دیا؟ انہوں نے کہا: وہ اللہ کی کتاب کے عالم ہیں، علم میراث کے بھی ماہر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً سچ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلند مقام عطا فرمائے گا اور اس (سے اعراض) کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو پست (اور ذلیل) کردے گا۔'' ❷

[80]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: رَدَّدَ مَاعِزًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 214 (41) وقال محمد احمد شاکر : اسنادهُ ضعيفٌ ، مصنف ابن ابی شيبة : 5/ 538 (28769) .

---

❶ صحيح بخاری، الحدود، باب الحدود كفارة : 6784، صحيح مسلم، الحدود، باب الحدود كفارات لأهلها : 1709 .

❷ صحيح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه : 817 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو چار مرتبہ واپس بھیجا۔

أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[81]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَنْبَأَ الْكَلْبِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: خَرَجْتُ بِخُلْخَالَيْنِ لِأَبِيعَهُمَا ، وَكَانَ أَهْلُنَا قَدِ احْتَاجُوا إِلَى نَفَقَةٍ فَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: قُلْتُ: احْتَاجَ أَهْلُنَا إِلَى النَّفَقَةِ فَأَخْرَجْتُ هَذَيْنِ الْخُلْخَالَيْنِ قَالَ: وَأَنَا خَرَجْتُ بِدُرَيْهِمَاتٍ أُرِيدُ بِهَا فِضَّةً أَجْوَدَ مِنْهَا قَالَ: فَوَضَعَ الْخُلْخَالَيْنِ فِي كِفَّةٍ وَوَضَعَ الدَّرَاهِمَ فِي كِفَّةٍ فَرَجَحَ الْخُلْخَالَانِ عَلَى الدَّرَاهِمِ شَيْئًا فَدَعَا بِمِقْرَاضٍ قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ هُوَ لَكَ ، قَالَ: إِنْ تَتْرُكْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَتْرُكُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ ، الزَّائِدُ وَالْمُزَادُ فِي النَّارِ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف جدا، الكلبی، هو محمد بن السائب متهم بالكذب، وسلمة بن السائب، هو اخو محمد۔لا يعرف، مسند ابی يعلى : 1/ 55 (55)، مجمع الزوائد : 4/ 115 (2521) .

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا، میں اپنے گھر کے اخراجات کے لیے دو پازیبیں بیچنے کے لیے نکلا۔ میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہوں نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کی، گھر کے اخراجات کے لیے میں نے یہ دو پازیبیں (بیچنے کے لیے) نکالی ہیں۔ انہوں نے کہا: میں یہ درہم بیچنے نکلا ہوں اور ان کے بدلے اچھی چاندی کے درہم خریدنا چاہتا ہوں۔ ابورافع نے کہا: انہوں نے ترازو کے ایک پلڑے میں دونوں پازیبیں رکھیں اور ایک میں درہم رکھے۔ پازیبیں درہموں سے کچھ وزنی تھیں۔ انہوں نے قینچی منگوائی تو میں نے کہا سبحان اللہ! یہ زیادہ وزن آپ کا ہوا۔ انہوں نے کہا: اگرچہ آپ دستبردار ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ (مجھے) نہیں چھوڑے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''سونے کا لین دین سونے کے بدلے برابر برابر اور چاندی کا چاندی کے بدلے برابر برابر ہے۔ زیادہ لینے اور دینے والے دونوں جہنم کی آگ میں جائیں گے۔''

شرح الحدیث

(1) سود کی حرمت:

سود اسلامی نظام معیشت کی ضد ہے۔ یہ معاشرتی و معاشی مفاسد کا باعث ہے۔ اس سے طبقاتی تقسیم کو فروغ ملتا ہے۔ امیر و غریب کے درمیان خلیج وسیع تر ہوتی ہے۔ انسان میں خود غرضی، تنگ دلی، بخل جیسے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں۔ احسان، نیکی، صدقہ و خیرات اور ایثار جیسی اعلیٰ صفات ختم ہو جاتی ہیں، انہیں مفاسد کی وجہ سے سود لینے، دینے، کھانے، کھلانے، سودی لین دین لکھنے اور گواہ بننے والوں پر شریعت نے لعنت کی اور سود سے باز نہ آنے والوں کو اللہ اور رسول سے جنگ کی وعید سنائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ ﴾

(البقرہ: 278، 279)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مؤمن ہو اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہی ہیں، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

(2) چھ اشیاء میں کمی وبیشی سے بیع جائز نہیں:

سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے ہاتھوں ہاتھ، ہم مثل نقد، بغیر کمی بیشی کے بیچنا درست ہے لیکن کمی وبیشی کے ساتھ ان اشیاء کی بیع ممنوع اور حرام ہے۔ اگر دونوں طرف کی اجناس مختلف ہوں تو کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ سودا نقد، ہاتھوں ہاتھ ہو۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ سونے کی سونے کے ساتھ، چاندی کی چاندی کے ساتھ، گندم کی گندم کے ساتھ، جو کی جو کے ساتھ، کھجور کی کھجور کے ساتھ اور نمک کی نمک کے ساتھ بیع سے منع فرماتے تھے الا یہ کہ دونوں طرف سے برابر یکساں جنس ہو اور جس نے زیادہ دیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا، اس نے سود کا معاملہ کیا۔'' ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''اگر ان اجناس کی اصناف مختلف ہوں تو جس طرح چاہو لین دین کرو، بشرطیکہ معاملہ نقد ہو۔'' [1]

---

[1] صحیح مسلم، المساقاۃ، باب الصرف و بیع الذھب بالورق نقدا: 1587.

(3) سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی سے تبادلہ کرنا:

سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی سے تبادلہ جائز ہے۔ بشرطیکہ مقدار برابر اور سودا نقد ہو سونے اور چاندی کے تبادلہ میں کمی بیشی اور ادھار درست نہیں کیونکہ مذکورہ بالا چھ اشیاء کے تبادلہ میں کمی بیشی یا ادھار دونوں سود ہیں۔ سونے کو چاندی اور چاندی کو سونے کے عوض، اسی طرح ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے عوض بیچنے میں کمی بیشی درست ہے لیکن ادھار درست نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

أَبُو أُمَامَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[82]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، عَنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْغَارِ فَدَعَا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ طَعْنًا وَطَاعُونًا ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ سَأَلْتَ مَنَايَا أُمَّتِكَ هَذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: ذَرَبٌ كَالدُّمَّلِ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ سَتَرَاهُ .

تخريج الحديث اسنادهٗ ضعيفٌ جدا، جعفر بن الزبير قال ابن معين: ليس بثقة، وقال البخاری، تركوهٗ وقال ابن عدی الضعف علی حديثه بيّن، وقال النسائی والدارقطنی متروك الحديث، مسند ابی يعلی: 1/ 63 (62) وقال حسين سليم أسد: اسناده ضعيف، مجمع الزوائد: 2/ 310 (3854) وقال رواهٗ ابو يعلی وفيه جعفر بن الزبير الحنفی وهو ضعيفٌ.

ترجمة الحديث سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! طعن اور طاعون سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! مجھے یہ بات معلوم ہوگئی کہ آپ نے اپنی امت کی موت سے متعلق سوال کیا، طعن کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ طاعون کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''پھوڑے کی طرح کا ایک زخم ہے۔ اگر آپ کی زندگی نے وفا کی تو آپ اسے دیکھ لیں گے۔

شرح الحديث

(1) طاعون

ایک وبائی اور مہلک مرض ہے جس میں عموماً ران، بغل یا گردن میں پھوڑا نکلتا ہے جو جان لیوا ثابت ہوتا ہے اس کو

پلیگ (Plague) بھی کہتے ہیں۔

طاعون سابقہ امتوں کے لیے عذاب اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے باعث رحمت ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے دریافت کیا تو آپ نے مجھے بتایا:

((أَنَّـهُ عَـذَابٌ يَبْـعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ ، وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ، لَيْسَ مِنْ أَحَـدٍ يَـقَـعُ الـطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ .)) ❶

''وہ ایک عذاب ہے اللہ جن پر چاہتا ہے اسے مسلط کر دیتا ہے۔ اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو باعث رحمت بنا دیا ہے۔ جب کہیں طاعون پھیلے اور جو بھی مسلمان اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے اللہ سے اجر وثواب کے حصول کے لیے قیام کرے اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ نے جو مصیبت قسمت میں لکھ دی ہے وہی پیش آئے گی تو اللہ کے ہاں اسے شہید کا ثواب ملے گا۔''

(2) طاعون زدہ علاقے سے فرار ممنوع ہے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے مرض کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ -أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ- فَإِذَا سَـمِـعْتُـمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ . قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا يُخْرِجْكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ .)) ❷

''طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا لہٰذا جب تم کسی علاقے سے متعلق سنو وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب اس جگہ وبا پھیلے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ۔ راوی ابوالنضر رحمہ اللہ نے کہا: ''طاعون سے بھاگنے کی نیت سے نہ نکلو۔''

---

❶ صحيح بخاری، احاديث الانبياء، باب: 3474.

❷ صحيح بخاری، احاديث الانبياء، بابٌ: 3473، صحيح مسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها: 2218.

(3) طاعون سے موت:

طاعون ایک وبائی اور مہلک مرض ہے، جس میں مبتلا شخص کی صحت یابی کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں 18ھ کو شام کے علاقہ میں طاعون کا مرض پھوٹا جس کی وجہ سے بکثرت اموات ہوئیں، اس وبا میں بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی وفات پائی، ان میں سیدنا معاذ بن جبل، ابوعبیدہ، شرحبیل بن حسنہ، فضل بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

طاعون کی بیماری سے فوت ہونے والے بھی شہید ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .)) ❶

''طاعون کی بیماری ہر مسلمان کے لیے شہادت کا باعث ہے۔''

طاعون کے مرض سے وفات پانے والوں کو آخرت میں خاص اہمیت حاصل ہوگی۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''شہداء اور بستروں پر وفات پانے والے، طاعون سے فوت ہونے والوں کے بارے میں اللہ رب العزت کے سامنے جھگڑا کریں گے شہداء کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ بھی ہماری طرح قتل ہوئے اور بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ ہماری طرح بستروں پر فوت ہوئے ہیں۔ ہمارا پروردگار فرمائے گا ان کے زخم دیکھو، اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی طرح ہیں تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ رہیں گے جب دیکھا جائے تو ان کے زخم شہداء کے زخموں جیسے ہوں گے۔'' ❷

(4) مدینہ میں طاعون کا داخلہ:

اللہ رب العزت نے مدینہ منورہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے خیر و برکت اور عزت و وقار کا مرکز بنایا۔ مدینہ طیبہ کو بعض ایسے خصائص حاصل ہوئے جن سے روئے زمین کے دیگر شہر محروم ہیں۔ مدینہ کی انہیں خصوصیات میں سے ایک وہاں طاعون جیسے وبائی مرض کا داخل نہ ہونا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ .)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، الجهاد، باب الشهادة، سبع سوى القتل : 2830، صحیح مسلم، الامارة ، باب بيان الشهداء : 1916 .

❷ سنن نسائى ، الجهاد، باب مسألة الشهاده : 3166 وقال الالبانی : صحيحٌ .

❸ صحیح بخاری، فضائل المدينة ، بابٌ لا يدخل الدجال المدينة : 1880 ، صحیح مسلم، الحج ، باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال اليها : 1379 .

''مدینہ کے داخلی راستوں پر فرشتے متعین ہیں، اس میں طاعون کا مرض اور دجال داخل نہیں ہوسکیں گے۔''

رَافِعٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[83]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ وَلِيَ عِبَادَ اللّٰهِ فَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِمْ بِقُرْآنِ اللّٰهِ فَعَلَيْهِ بَهَلَةُ اللّٰهِ .

تخريج الحديث مجمع الزوائد : 202/5، (9029)، سلسلة الضعيفة تحت رقم الحديث : 6867.

ترجمة الحديث سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ کے بندوں کا ذمہ دار بنا اور ان میں اللہ کے قرآن کے مطابق ذمہ داری نہ نبھائی تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔''

شرح الحديث

(1) مسلم حکمران کی ذمہ داری

اسلامی ریاست کے حکمران کے لیے معاشرے میں شریعت کو نافذ کرنا، اپنی رعایا کے مال و جان کو محفوظ بنانا اور ان سے دین اسلام پر عمل کروانا ضروری ہے، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، ان کی خیر خواہی کرنا، اس کی اہم ترین ذمہ داریاں ہیں۔ جو حکمران اپنی ذمہ داریوں سے انصاف نہیں کرتے ، روز قیامت ان کے لیے یہ منصب مشکلات کا باعث ہوگا۔

ابوالملیح سے مروی ہے، عبیداللہ بن زیاد سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوا تو معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، اگر میں قریب الموت نہ ہوتا تو تجھے سے یہ حدیث بیان نہ کرتا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ فرما رہے تھے:

((مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ .)) [1]

---

[1] صحيح مسلم، الايمان، باب الوالى الغاش لرعيته: 142.

''جو امیر مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا اور پھر ان کے لیے کوشش ومحنت نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ .)) ❶

''خبردار! تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ لوگوں کا امیر (حکمران)، ذمہ دار ہے اس سے رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔''

(2) حکمران تک رعایا کی رسائی:

دنیا دار حکمران اپنے اور رعایا میں فاصلہ ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ ان کا رعب و داب قائم رہے جبکہ اسلامی ریاست اور اس کے حکمران کا مزاج اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اسلام ایک حکمران کو عوام کا راعی اور خدمت گار بنا کر پیش کرتا ہے جس سے عام لوگ بلا روک ٹوک مل سکیں۔ چنانچہ ابومریم ازدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ احْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهٖ وَخَلَّتِهٖ وَفَقْرِهٖ .)) ❷

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنایا اور پھر وہ ان کی ضروریات، حاجت مندی اور فقیری میں ان سے ملنے سے گریز کرے (حجات میں رہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورت، حاجت اور فقر سے حجاب فرمالے گا۔''

(3) ظالم حکمران:

حکمران کے لیے رعایا پر ظلم و زیادتی حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحیح بخاری الاحکام، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول ...... الخ : 7138، صحیح مسلم، الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل : 1829 .

❷ سنن ابی داؤد، الخراج، باب فیما یلزم الامام من أمر ...... الخ : 2948، سنن ترمذی، الاحکام، باب ما جاء فی امام الرعیۃ : 1333، وقال الالبانی: صحیحٌ .

﴿ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴾ (الفرقان : 19)

''اور تم میں سے جو ظلم وزیادتی کرے گا ہم اسے بہت بڑا عذاب چکھائیں گے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ أَشَدَّ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا أَوْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ ، وَاِمَامٌ جَائِرٌ وَهٰؤُلَاءِ الْمُصَوِّرُوْنَ .)) ❶

''قیامت کے دن جہنمیوں میں سے سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے نبی کو قتل کیا یا اسے کسی نبی نے قتل کیا اور ظالم حکمران کو اور ان تصویریں بنانے والوں کو۔''

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس تشریف لائے تو کہا اے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے:

((اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ .)) ❷

''رعایا پر ظلم کرنے والے حکمران بدترین ہیں۔''

(4) احکام قرآن کی تعمیل:

قرآن سرچشمہ ہدایت ہے۔ خالق کائنات نے اس کو مکمل ضابطۂ حیات بنا کر نازل کیا۔ مخلوقِ خدا کی اجتماعی و انفرادی زندگی کی بہتری اس پر عمل کرنے میں ہے۔ مسلم حکمران کے لیے لازم ہے لوگوں کے معاملات کتاب اللہ کی روشنی میں دیکھے۔ احکام الٰہیہ سے منہ موڑنے والا حکمران رعایا کے حقوق، عدل وانصاف کی حکمرانی، جان و مال کے تحفظ، بلاد وعباد کی حفاظت سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

کسی بھی ریاست کا امن وامان اور اس کی خوشحالی قرآنی احکام کی تعمیل میں ہے، جو قوم احکام الٰہیہ سے روگردانی کرتی ہے وہ اس کا خمیازہ دنیا میں بھی بھگتتی ہے اور اپنی آخرت بھی تاریک بنا لیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

((وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ .)) ❸

---

❶ معجم الكبير للطبراني : 10/ 216، رقم الحديث : 10515، سلسلة الصحيحة ، رقم الحديث : 281 .

❷ صحيح مسلم، الامارة، باب فضيلة الامام العادل : 1830 .

❸ سنن ابن ماجه، الفتن، باب العقوبات : 4019، وقال الالباني: حسنٌ، مستدرك الحاكم :4/ 540، وصححه .

''اور جب کسی قوم کے امام (لیڈر، حکمران) اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں باہمی اختلافات اور لڑائیاں ڈال دیتا ہے۔''

الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[84]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا خَرَجْنَا نَؤُمُّ الْبَيْتَ وَنُطَهِّرُهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ: سِيرُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ .

تخریج الحدیث صحيح بخاری، كتاب المغازی، باب غزوة الحديبية : 4179، مسند احمد : 3/ 243 (18928) بمعناهٗ .

ترجمة الحديث مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر سے روایت کیا انہوں نے (حدیبیہ کے موقع پر) کہا: اے اللہ کے رسول! ہم بیت اللہ (کی زیارت) کے ارادے سے نکلے ہیں اور ہم اسے (بتوں سے) پاک کریں گے۔ جس نے ہمیں اس سے روکا ہم اس سے لڑیں گے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے نام کے ساتھ (بیت اللہ کی طرف) چلو۔''

شرح الحديث (1)...... یہ حدیث مسند احمد میں موجود ایک طویل روایت کا حصہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکم ذیقعد 6 ہجری کو مدینہ منورہ سے چودہ یا پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے۔ قربانی کے جانور بھی آپ کے ساتھ تھے۔ مقام عسفان کے قریب غدیر اشطاط پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنوخزاعہ قبیلے کے ایک جاسوس نے آکر اطلاع دی کہ کعب بن لوئ اور عمار بن لوی مسلمانوں سے لڑائی کے لیے مختلف قبائل کو جمع کر چکے ہیں اور مسلمانوں کو بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اطلاع ملنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت فرمائی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا: ہم بیت اللہ یعنی عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں۔ کسی سے قتال کا ارادہ نہیں۔ لیکن اگر کوئی ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ بنا تو ہم اس سے قتال کریں گے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس رائے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور صحابہ کو اللہ کا نام لے کر کوچ کا حکم دیا۔ [1]

(2)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، بالآخر کچھ شرائط پر معاہدہ طے پایا جس کو ''صلح حدیبیہ'' کہا جاتا ہے۔

---

[1] مسند احمد : 31/ 243، رقم الحديث : 18929 .

(3) صلح حدیبیہ کی اہمیت:

صلح حدیبیہ اسلام اور اہل اسلام کی عظیم فتح تھی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ قریش مکہ نے پہلی بار مسلمانوں کی طاقت اور ان کے وجود کو تسلیم کیا۔ عرب کے خطہ میں عرصہ چھ سال سے جاری جنگ وجدل کی کیفیت کا خاتمہ ہوا۔ مسلمان کفار مکہ کی طرف سے پرامن ہوئے۔ دعوت وتبلیغ کا دائرہ عرب سے باہر دیگر ریاستوں اور مملکتوں تک وسیع ہو گیا۔ نتیجتاً صرف دو سال بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار افراد لشکر اسلام میں شامل تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیعت رضوان کو انتہائی اہم سمجھتے تھے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ.)) [1]

''تم لوگ فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو، یقیناً فتح مکہ، فتح تھی مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح شمار کرتے ہیں۔''

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ (الفتح: 1) کے متعلق فرمایا: اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ [2]

(4) مشورہ کی اہمیت:

مشورہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشاورت کا حکم دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾﴾

(آل عمران: 159)

''اور ان سے کام میں مشورہ کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بھروسا کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کی کئی مثالیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جنگ بدر کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے گفتگو کی تو آپ نے اعراض کیا۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: شاید آپ ہم انصار سے پوچھنا چاہتے ہیں، اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں گھوڑوں کو سمندر میں ڈالنے

---

[1] صحيح بخارى، المغازى، باب غزوة الحديبية: 4150.

[2] صحيح بخارى، التفسير، سورة الفتح: 4834.

کا حکم دیں تو ہم ضرور ڈال دیں گے اور اگر آپ ہمیں گھوڑوں کو برک الغمار (مدینہ سے دور ایک جگہ کا نام) تک لے جانے کا حکم دیں تو ہم ضرور لے جائیں گے۔ ❶

جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے مشورہ کرنے پر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کی کھدائی کا مشورہ دیا اور ان کی رائے پر عمل کیا گیا۔ غزوہ احد سے قبل بھی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں رہ کر یا باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے صحابہ سے مشورہ کیا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ أَحَداً قَطُّ كَانَ أَكْثَرَ مَشْوَرَةً لِأَصْحَابِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .)) ❷

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔''

أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

ابورافع کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[85]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْكَلْبِيِّ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ ، الزَّائِدُ وَالْمُسْتَزِيدُ فِي النَّارِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: زَائِدُ بْنُ قُدَامَةَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْكَلْبِيِّ .

تخريج الحديث اسنادہٗ ضعیف جدا، انظر رقم: (81).

ترجمة الحديث حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سونے کا سونے سے لین دین برابر برابر وزن سے ہے اور چاندی کا چاندی سے لین دین برابر برابر وزن سے ہے۔ زیادہ دینے والا اور زیادہ کا مطالبہ کرنے والا دونوں جہنم کی آگ میں جائیں گے۔

ابوبکر نے بیان کیا زائد بن قدامہ نے بھی اس حدیث کو کلبی کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر 81۔

رِوَايَةُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

قیس کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[86]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

❶ صحيح مسلم، الجهاد، باب غزوة بدر: 1779. ❷ مسند احمد: 31/ 243.

خَالِدٍ ، عَـنْ قَيْسِ بْنِ أَبِى حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضی اللہ عنہ تَلا هَذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [سـورة: المائدة ، آية رقم: 105] ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هَذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ تَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا عُمِلَ فِي النَّاسِ بِالْمُنْكَرِ وَلَمْ يُغَيِّرُوهُ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ .

تخريج الحديث سنن ابی داؤد ، کتاب الملاحم ، باب الأمر والنهى : 4338، سنن ترمذی ، ابـواب الفتن ، باب نزول العذاب اذا لم يغير المنكر : 2168، سـنن ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب الامر بالمعروف والنهی عن المنكر : 4005، وقال الالبانی : صحيحٌ ، مسند احمد : 1/ 197 (1) (12) (29) (30) (53) .

ترجمة الحديث قیس بن ابی حازم سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے سنا سیدنا ابوبکر صدیق نے یہ آیت: ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم ہدایت (سیدھی راہ) پر ہو تو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمہیں کچھ نقصان نہیں۔'' تلاوت فرمائی پھر فرمایا: تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا مطلب غلط لیتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب لوگوں میں برے کام کیے جائیں اور انہیں نہ روکا جائے تو ممکن ہے اللہ انہیں اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔

[87]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

تخريج الحديث اسنادهٗ صحيح ، انظر رقم : (86) .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جریر اور یزید بن ہارون نے اسماعیل سے، انہوں نے قیس سے، انہوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[88]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، وَأَبُو أُسَامَةَ ، عَـنْ إِسْـمَـاعِيـلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَـحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: 105] وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْـمُـنْـكَرَ لَا يُغَيِّرُوهُ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ ، قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ .

تخریج الحدیث اسنادہٗ صحیح، انظر رقم : (86).

ترجمة الحدیث قیس بن ابی حازم سے مروی ہے انہوں نے کہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تک تک سیدھی راہ پر ہوتو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمہیں کچھ نقصان نہیں۔'' پڑھتے ہو جبکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''لوگ جب برائی کو دیکھیں اور اس سے نہ روکیں، تو اللہ ان کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا۔''

ابواسامہ نے کہا ایک مرتبہ اسماعیل بن ابی خالد نے یوں بیان کیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا۔

[89]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ

تخریج الحدیث اسنادہٗ صحیح، انظر رقم : (86).

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ بن معاذ نے، انہوں نے کہا: مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے، انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کے مانند بیان کیا۔

شرح الحدیث (1)......اس حدیث پاک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ توحید اور شریعت کے احکام کی اس قدر وضاحت اور بار بار ترغیب دلانے اور اللہ کے احکام کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے ڈرانے کے باوجود اگر یہ لوگ اپنی جہالت پر اصرار کریں تو تم ان کی گمراہی اور جہالت کی پروا نہ کرو، خود سیدھے راستے پر رہو گے تو ان لوگوں کی جہالت کا تم پر کوئی وبال نہیں ہوگا۔ یعنی اپنی اصلاح کی سب سے پہلے فکر کرو، ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی غلطیوں اور عیوب کی فکر میں لگ کر اپنی اصلاح کو بھول ہی جاؤ۔ اگر تم سیدھے راستے پر ہو گے تو گمراہ لوگ تمہارا کچھ نقصان نہیں کر سکیں گے۔ خود سیدھے راستے اور ہدایت پر رہنے میں یہ بھی شامل ہے کہ نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے تو ان کی گمراہی قطعاً تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ سمجھ لیا ہے کہ انسان بس اپنی نجات کی فکر کرے، دوسروں کی اصلاح ضروری نہیں۔ چنانچہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کا غلط مطلب لیتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے: ''جب لوگ ظالم کو دیکھیں، پھر اس کا ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب لے

آئے۔'' اسی حدیث میں ہے: ''کوئی قوم ایسی نہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر عمل کیا جاتا ہو پھر وہ طاقت رکھتے ہوں کہ اسے بدل دیں، مگر وہ نہ بدلیں مگر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔'' ❶

''اِذَاهْتَدَيْتُمْ'' کے الفاظ بتارہے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لوگ باز نہ آئیں تو امر بالمعروف کرنے والوں پر کچھ بوجھ نہیں ہوگا۔

(2) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب ہے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اللہ رب العزت نیکی اور نیک لوگوں کو پسند فرماتے ہیں جبکہ برائی اور برے لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ ابتدائے خلق سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے اپنے انبیاء و رسل کا انتخاب فرمایا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کی دعوتی زندگی کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔ اس راستے کی مشکلات، آنے والے مصائب اور اہل ایمان کی استقامت کو بیان کیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری دے کر امتیاز بخشا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط ﴾

(آل عمران: 110)

''تم بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی ہدایت) کے لیے میدان عمل میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے تمام مردوں اور عورتوں پر اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے حسب استطاعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

((مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَان .)) ❷

''تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو وہ اس کو ہاتھ سے روک دے اور اگر وہ طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روک

❶ سنن ابوداؤد، الملاحم، باب الامر والنہی: 4338.

❷ صحیح مسلم، الایمان، باب النہی عن المنکر من الایمان: 49.

دے اور اگر زبان سے روکنے کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ دنیا میں امن وسکون عدل وانصاف، سچائی، نیکی و پارسائی اور اعلیٰ اخلاق کا ضامن ہے۔ اسی لیے شریعت نے اس فریضہ کو انفرادی و اجتماعی طور پر بجالانے کا حکم دیا۔ اگر گھر کے سربراہ کو ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ کا حکم دیا تو اسلامی ریاست ومملکت کے سربراہ کی ذمہ داری بیان فرمائی کہ وہ لوگوں کو نماز قائم کرائے، نظام زکوٰۃ قائم کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ﴾

(الحج : 41)

''(یہ) وہ لوگ (ہیں) کہ جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں (تو) وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں، اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔''

جہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا رہنے کی بے شمار خیر و برکات ہیں، وہاں اسے ترک کرنے کی شدید ترین وعیدیں بھی ذکر ہوئیں۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ .)) [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب نازل فرما دے پھر تم اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعائیں بھی قبول نہیں فرمائے گا۔''

بنی اسرائیل کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے ملعون قرار دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (المائدہ : 78، 79)

''وہ لوگ جنہوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا ان پر داود (علیہ السلام) اور مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کی زبان پر لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کے راستے کو اختیار کیا اور وہ حد سے گزرتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے، روکتے نہ تھے۔ بے شک بہت برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

---

[1] مسند احمد : 38/ 332، سنن ترمذی، الفتن، باب الامر بالمعروف والنهی عن المنكر : 2169 وقال: حسنٌ، وقال الالبانی: صحیحٌ .

[90]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْـمَـرِ ، عَـنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِأُبَايِعَهُ فَجِئْتُ وَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمٌ فِي مَقَامِهِ فَأَطَابَ الثَّنَاءَ وَأَكْثَرَ الدُّعَاءَ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: كُفْرٌ بِاللّٰهِ انْتِفَاءٌ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ ، وَادِّعَاءُ نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ .

تخریج الحدیث اسنادہٗ ضـعیف، السـری بـن اسـماعیل ضعیف، انظر رقم: (83) وبـاقی رجـالـه ثـقاتٌ، سنن دارمی، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیه: 2905، مسند البزار: 1/ 139 (70) وقـال: السـری بـن اسـمـاعیـل لیـس بـالـقوی، المعجم الاوسط للطبرانی: 3/ 167 (2818)، مجمع الزوائد: 2/ 106 (352).

ترجمة الحديث قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیعت کے لیے حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کے قائم مقام (خلیفہ) تھے۔آپ نے (اللہ تعالیٰ کی) حمد وثنا بیان کی اور بہت زیادہ دعا کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ’’اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے کہ کسی نسب کا انکار کیا جائے اگرچہ ہلکا سا ہی ہو، اور یہ کہ نامعلوم نسب کی طرف نسبت کی جائے۔

شرح الحديث

(1) متبنّیٰ کا حکم:

زمانہ جاہلیت میں کسی کو منہ بولا بیٹا بنانا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹوں جیسا سمجھا جاتا۔وہ بیٹا بنانے والے کی ولدیت کے ساتھ شہرت پاتا۔اس کا وارث قرار دیا جاتا تھا۔اسلام نے اس تعلق کی اس حیثیت کو ختم کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾

(الاحزاب: 4، 5)

’’اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا، یہ تمہارا اپنے مونہوں سے کہنا ہے اور اللہ تعالیٰ سچ کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے ہاں زیادہ

انصاف کی بات ہے، پھر اگر تم ان کے باپ نہ جانو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جس میں تم نے خطا کی لیکن جو تمہارے دلوں نے ارادے سے کیا اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔''

ان آیات کے نزول کے بعد حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنے سے روک دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی زید بن محمد کو زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللّٰهِ﴾.)) ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے حتی کہ قرآن نازل ہوا کہ ''انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے۔''

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو متبنّٰی بنایا ہوا تھا۔ اسی طرح بدری صحابی سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو بھی منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا۔ ❷

(2) نسل انسانی کا تحفظ:

دین اسلام کے بے شمار امتیازات میں سے اہم ترین یہ ہے کہ اس نے انسانی نسل کو محفوظ بنانے کے بنیادی ضوابط وضع کیے۔ نسل کی حفاظت اور ہر دور میں بنی نوع انسان کی نسل کشی کی ترغیب دلائی تاکہ اقامت دین، اعلاء کلمۃ اللہ اور زمین کی اصلاح کے لیے بہترین افراد اور معاشرہ وجود میں آ سکے۔

وہ امور جن سے سلسلۂ نسب بگڑے۔ محرم رشتوں کی حرمتیں پامال ہوں ان کے لیے سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ.)) ❸

''سب سے بڑے بہتانوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے، یا

---

❶ صحیح بخاری، التفسیر، باب: ادعوهم لأبائهم ...... الخ: 4782، صحیح مسلم، فضائل الصحابه، باب فضائل زید بن حارثه: 2425.

❷ صحیح بخاری، المغازی، باب: 4000.

❸ صحیح بخاری، المناقب، باب: 3509.

اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا (جھوٹا خواب بیان کرے) یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق وہ بات کہے جو آپ نے نہیں فرمائی۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا:

((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ.)) ❶

''جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف اپنی نسبت کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ)) ❷

''اپنے باپوں سے بے رغبتی مت کرو کیونکہ اپنے باپ سے بے رغبتی کفر ہے۔''

[91]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ الْبَجَلِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه خَلِيفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِشَهْرٍ إِذْ مَرَّ بِفَرَسٍ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ احْمِلْنِي عَلَى هَذِهِ الْفَرَسِ، قَالَ: لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهَا إِنَّكَ رَجُلٌ مُوَسَّعٌ فِي الْمَالِ، وَإِنَّ هَاهُنَا لَمَنْ هُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْكَ قَالَ: ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَبَى عَلَيْهِ حَتَّى بَخِلَهُ وَأَغْضَبَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: وَاللّٰهِ لَأَنْ أَحْمِلَ غُلَامًا قَدْ رَكِبَ الْخَيْلَ عَلَى غُرْلَتِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْمِلَكَ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَا خَيْرٌ مِنْكَ فَارِسًا وَمِنْ أَبِيكَ، فَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَخَذَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ وَجَأَ أَنْفَهُ، قَالَ: وَافْتَرَعَهُ فَاتَّحَدَا فَفُرِّعَ بَيْنَهُمَا بَعْدَ شَرٍّ، وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ غَضْبَانًا قَالَ: ثُمَّ اجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ يَطْلُبُونَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ لِيَقْتَادُوا مِنْهُ بِمَا فَعَلَ بِصَاحِبِهِمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه خَرَجَ فَنُودِيَ فِي النَّاسِ أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، وَهِيَ أَوَّلُ صَلَاةٍ لِلْمُسْلِمِينَ نُودِيَ بِهَا أَنَّ

❶ صحیح بخاری، الفرائض، باب من ادعیٰ الی غیر ابیه: 6766، صحیح مسلم، الایمان، باب حال ایمان من رغب عن أبیه: 63.

❷ صحیح بخاری، الفرائض، باب من ادعیٰ الی غیر ابیه: 6768، صحیح مسلم، الایمان، باب حال ایمان من رغب عن أبیه: 62.

الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ شَيْئًا صُنِعَ لَهُ كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهِ قَالَ: فَهِيَ أَوَّلُ خُطْبَةٍ خُطِبَتْ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ: فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَنَا بِخَيْرِكُمْ ، فَاعْلَمُوا ذَاكُمْ ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّ هَذَا كَفَانِيهِ غَيْرِي ، وَلَئِنْ أَخَذْتُمُونِي بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ مَا أُطِيقُهَا ، إِنْ كَانَ لَمَعْصُومًا مِنَ الشَّيْطَانِ ، وَإِنْ كَانَ لِيَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ ، إِنَّ مَعِي شَيْطَانًا يَحْضُرُنِي ، فَمَا اسْتَقَمْتَ فَاتَّبِعُونِي ، وَإِنْ زِغْتُ فَقَوِّمُونِي ، أَوْ غَضِبْتُ فَأَخْرِسُونِي ، لَا أُشْتِمُ أَعْرَاضَكُمْ ، أَوْ أُوثِرُ بِجُلُودِكُمْ ، إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنِّي مُقِيدُهُمْ مِنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، وَايْمُ اللّٰهِ لَأَنْ يَخْرُجَ قَوْمٌ مِنْ دِيَارِهِمْ أَقْرَبُ إِلَيْهِمْ مِنْ أَنْ أُقِيدَهُمْ مِنْ وَزَعَةِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَزِعُونَ عَنْهُ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 241 (80) مختصرا ، وقال محمد احمد شاکر : اسنادہٗ حسن .

ترجمة الحدیث قیس بن ابی حازم نے بیان کیا میں رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کی وفات کے ایک ماہ بعد بیٹھا ہوا تھا کہ بیت المال کے گھوڑے آئے اور انہیں ان (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! ایک گھوڑا مجھے عنایت فرما دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوگا میں تمہیں گھوڑا نہیں دوں گا کیونکہ تو مالدار آدمی ہے اور یہ یہاں تجھ سے زیادہ حقدار موجود ہیں۔ اس (انصاری) نے تین مرتبہ آپ سے سوال کیا لیکن آپ نے دینے سے انکار کیا، تو اس نے آپ پر کنجوسی اور بخل کا الزام دیا۔ آپ کو اس پر غصہ آیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں کسی لڑکے کو جو ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے گھوڑے پر سواری کر رہا ہے اس پر سوار کر دوں (اسے گھوڑا دے دوں) تو وہ مجھ کو تیرے سوار کرنے سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ انصاری نے ان (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہا: میں آپ اور آپ کے باپ سے اچھا گھڑ سوار ہوں۔ (یہ سن کر) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اس کو سر سے پکڑا اور اس کی ناک کو زخمی کر دیا اور اس کو جکڑ لیا۔ ناخوشگوار واقعہ کے بعد ان کے درمیان بیچ بچاؤ کرا دیا گیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور غصہ میں گھر تشریف لے گئے۔ پھر انصار اکٹھے ہوئے اور وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈ رہے تھے۔ تاکہ جو انہوں نے ایک انصاری کے ساتھ کیا اس کا بدلہ لے سکیں۔ جب اس کی اطلاع سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ تشریف لائے تو لوگوں میں یہ اعلان کیا گیا: ((اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)) ''نماز کے لیے آؤ'' مسلمانوں میں یہ پہلی نماز تھی جس کے لیے ((اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)) کے الفاظ کے ساتھ اعلان کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر جو آپ کے لیے بنایا گیا تھا، چڑھے اور اس پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ پہلا خطبہ تھا جو انہوں نے بحیثیت مسلمان (خلیفہ) دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: اے لوگو!

اللہ کی قسم! میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں یہ بار خلافت کوئی اور سنبھال لے اور میں سبکدوش ہو جاؤں اور اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق میرا مواخذہ کرو تو میں اس کی تاب نہ لاسکوں گا۔ آپ علیہ السلام شیطان کے شر سے محفوظ تھے اور آپ پر آسمان سے وحی بھی آتی تھی۔ میرے ساتھ شیطان ہے جو مجھے پریشان کرتا ہے۔ جب تک میں درست سمت پر چلوں میرے پیروکار رہنا اور اگر میں کج روی اختیار کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ یا میں غصے میں ہوں تو مجھ سے درگزر کرنا، میں تمہاری عزتوں سے نہیں کھیلوں گا اور نہ تم پر کسی کو ترجیح دوں گا۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں انہیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے قصاص دلاؤں گا۔ اللہ کی قسم! اگر کچھ لوگ گھروں سے اس لیے نکلیں کہ میں انہیں اللہ کی پولیس سے قصاص دلاؤں جو لوگوں کو اللہ کی نافرمانی سے روکتے ہیں (تو ایسا نہ ہوگا)۔

شرح الحدیث

(1) عادل حکمران:

دین اسلام نے حکام پر لازم کیا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کریں کیونکہ اسلامی معاشرہ کے قیام میں ممدومعاون اہم ترین امور میں سے عدل اور مساوات ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عدل و انصاف کے ساتھ امور سلطنت انجام دیتے رہے کیونکہ وہ جانتے تھے عدل میں حاکم ومحکوم کی عزت ہے اور اسی سے معاشرہ مستحکم ومضبوط ہوگا۔ آپ نے کمزوروں کے حقوق کی نگہداشت بھی کی اور طاقتوروں کو منشا ومرضی کرنے سے بھی روکا۔

رسول اللہ ﷺ نے عادل حکمران کو بشارتیں سنائیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ .)) [1]

''سات افراد کو اللہ اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا جس روز اس کے سائے کے سوا سایہ نہ ہوگا، عدل وانصاف کرنے والا حکمران۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُّورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا .)) [2]

---

[1] صحيح بخاری، الأذان، باب من جلس فی المسجد يَنْتَظِرُ وَالصَّلَاة : 660، صحيح مسلم، الزكاة، باب فضل اخفاء الصدقة : 1031.

[2] صحيح مسلم، الامارة، باب فضيلة الامام العادل : 1827.

''عدل وانصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر رحمٰن عزوجل کی دائیں جانب ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں، اپنے اہل وعیال اور جن کے یہ ذمہ دار ہیں ان کے معاملے میں عدل کرتے ہیں۔''

حاکم وقت کے لیے لازم ہے وہ رعایا میں عدل وانصاف قائم رکھے حقدار کو حق سے محروم نہ کرے اور امراء پر بے جا انعامات کی برسات نہ کرے۔

(2) رعایا کے لیے دروازے کھلے رکھنا:

ایک عادل و مقسط حکمران تک رعایا کی رسائی آسان ہوتی ہے۔ جو حکمران اپنے اور عوام الناس کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کر دیں وہ عوام کے حقوق صحیح معنوں میں ادا نہیں کر سکتے۔ خلافت راشدہ نبوی منہج پر قائم تھی اسی لیے خلفائے راشدین تک عام آدمی کو رسائی حاصل تھی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بیان کرتے ہیں ایک عورت نبی علیہ السلام سے گزارش کرتی ہے اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''ام فلاں! جس گلی میں تم چاہو میں وہاں آ کر تمہارا کام کر دوں گا۔'' آپ اس کے ساتھ گئے حتی کہ اس عورت نے اپنا کام کیا۔'' [1]

ابو مریم ازدی بیان کرتے ہیں، میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے شام گیا تو انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ میں نے عرض کی میں آپ کو ایک حدیث سنانے آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں:

((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ احْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی اور ذمہ دار بنایا پھر وہ ان کی ضروریات، حاجت مندی اور فقیری میں ان سے ملنے سے گریز کرے تو اللہ تعالیٰ جب وہ (حکمران) ضرورت مند محتاج اور فقیر ہوگا اس سے حجاب فرمالے گا۔''

یہ حدیث سننے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کا تعین فرمایا جو لوگوں کی ضروریات اور حاجات ان تک پہنچاتا تھا۔

---

[1] صحیح مسلم، الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس وتبرکھم به : 2326.

[2] سنن ابی داؤد، الخراج والامارة، باب فیما یلزم الامام من امر الرعیة : 2948، سنن ترمذی، الاحکام، باب ما جاء فی امام الرعیة : 1332، وقال الالبانی : صحیحٌ.

(3) حاکم وقت سے سوال کرنا:

حکومت کے خزانہ میں موجود وسائل عوام الناس کی امانت ہوتے ہیں، حکومت پہ لازم ہے رعایا کی بنیادی ضروریات پوری کرے۔ اگر کسی شخص کو کچھ ضرورت ہو اور وہ حاکم وقت سے سوال کرے تو اس کے لیے جائز ہے۔ البتہ بلاضرورت سوال کرنا یا ضرورت مندوں سے خود کو بلاوجہ زیادہ اہل سمجھنا درست نہیں۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا .)) ❶

''مانگنا خراشیں ہیں۔ آدمی ان کے ذریعے سے اپنے چہرے کو نوچتا ہے اب جو چاہے اپنا چہرہ نوچے اور جو چاہے یہ کام چھوڑ دے۔ مگر یہ کہ کوئی شخص سلطان (حکمران) سے مانگے یا ایسی چیز کا سوال کرے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

(4) ''الصلاة جامعة'':

عہد رسالت میں ''الصلاة جامعة'' کے الفاظ کے ساتھ منادی کر کے لوگوں کو نماز خسوف و کسوف کے لیے اکٹھا کیا جاتا تھا جیسا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ .)) ❷

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج گرہن لگا تو ''ان الصلاة جامعة'' کے الفاظ کے ساتھ ندا لگائی گئی۔''

نماز کسوف کے لیے اکٹھا کرنے کے علاوہ، دیگر اہم امور میں جب سب افراد کو اکٹھا کرنا مقصود ہوتا تو بھی انہی الفاظ سے آواز لگائی جاتی جن کو سن کر تمام مسلمان اکٹھے ہو جاتے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسفر تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو کوئی خیمہ لگا رہا

---

❶ سنن ابی داؤد، الزکاة، باب ما تجوز فیه المسألة: 1639، سنن ترمذی، الزکاة، باب ما جاء فی النهی عن المسألة: 681، وقال: حسن صحیحٌ، وقال الالبانی رحمه الله: صحیحٌ.

❷ صحیح بخاری، الکسوف، باب النداء ب: الصلاة جامعة فی الکسوف: 1045، صحیح مسلم، الکسوف، باب ذکر النداء بصلاة الکسوف الصلاة جامعة: 910.

ہے۔کوئی تیر اندازی کی مشق کر رہا ہے جبکہ کوئی جانوروں کے چارے کا بندوبست کر رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا: ”اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“، نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، ہم سب اکٹھے ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا...... ❶

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اور دجال سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی باتوں کے عین مطابق اپنا مشاہدہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“ کے ساتھ صدا لگوا کر اہل مدینہ کو اکٹھا کیا اور انہیں تمیم داری رضی اللہ عنہ کی زبانی دجال کا واقعہ سننے کا کہا۔ ❷

ان واقعات کے علاوہ کتب احادیث میں اور بھی بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ”اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“ کے الفاظ سے اہم اعلانات، یا اہم امور و واقعات کی نشاندہی کے لیے اہل اسلام کو متوجہ کیا جا سکتا ہے۔

(5) خلیفہ کی حیثیت:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خطاب میں ایک خلیفہ کی حیثیت واضح کر رہے ہیں۔مسلمانوں کا خلیفہ اہل اسلام کا خادم ہوتا ہے اور یہ ذمہ داری بڑی بھاری ہے۔اس کو اعزاز اور قوت کا سر چشمہ سمجھنا غلطی ہے۔”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی روشنی میں معاملات انجام دیتے رہے جبکہ میں معصوم نہیں، ایک بشر ہوں جس سے غلطی کا امکان ہے۔“ اگر میں اپنی سیاست و پالیسیوں میں متبع رہوں تو میری پیروی کرنا، اگر اطاعت رسول سے ہٹوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔گویا ایک خلیفہ اپنے اعمال کی نگرانی اور احتساب کا رعایا کو پورا پورا حق دیتا ہے۔ ہر حاکم سے غلطی ہو سکتی ہے اس کا احتساب کیا جا سکتا ہے۔اس منصب سے کسی کو استثناء یا شخصی امتیاز حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ افضلیت کے اس درجہ پر فائز ہو جاتا ہے جہاں غلطی کا ہونا ناممکن ہو۔

أَوْسَطُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنهما

اوسط کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[92]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ ، يُحَدِّثُ عَنْ أَوْسَطَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَوْسَطَ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ

❶ صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب الوفاء بيعة الخلفاء : 1844 .

❷ صحيح مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة : 2942 .

الصِّدِّيق رضي الله عنه بَعْدَ مَا قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَنَةٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَقَامِي هَذَا عَامَ أَوَّلٍ ، ثُمَّ بَكَى أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ ، فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ ، وَسَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ شَيْئًا بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ ، وَلَا تَقَاطَعُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَلَا تَحَاسَدُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه ، كتاب الدعا ، باب الدعا ، والعفو والعافية : 3849، وقال الالباني : صحيحٌ، مسند احمد : 1/ 184 (5) وقال محمد احمد شاكر : اسناده صحيح ، مسند ابى يعلى : 1/ 112 (121) وقال حسين سليم اسد : اسناده صحيح .

ترجمة الحدیث اوسط بن اسماعیل بن اوسط سے مروی ہے انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد فرماتے سنا: گزشتہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پر کھڑے ہوئے جہاں میں کھڑا ہوں۔ پھر (یہ کہہ کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ اشکبار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچ اختیار کرو، بے شک وہ نیکی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دونوں (نیکی اور سچ اختیار کرنے والے) جنت میں ہوں گے اور تم جھوٹ سے بچو، بے شک وہ گناہ کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دونوں (جھوٹا اور گناہ گار) جہنم میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

شرح الحدیث اس حدیث میں اسلامی معاشرت کے اہم ترین اصول بیان ہوئے جن میں سے ہر ایک کی مختصر توضیح حسب ذیل ہے۔

(1) سچ بولنا:

کتاب و سنت میں سچ بولنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ سچ بولنے کے فوائد اور آخرت میں حاصل ہونے والے ثمرات کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب : 70، 71)

---

❶ صحيح مسلم، الامارة، باب وجوب الوفاء بيعة الخلفاء : 1844 .

❷ صحيح مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة : 2942 .

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے یقیناً اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔''

رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ میں قبل از بعثت صادق و امین کے لقب سے شہرت پائی اور بعد از نبوت آپ کی دعوت کے بنیادی امور میں سے سچ بولنے کی دعوت دینا بھی شامل تھا۔ رومی بادشاہ قیصر نے مکہ کے سردار ابوسفیان سے اپنے دربار میں محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے متعلق سوال کیا تو اس نے پوچھا: ((مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟))

''وہ نبی تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟''

تو ابوسفیان نے کہا:

((يَقُولُ: اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَةِ.)) [1]

''وہ کہتا ہے: تم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرکیہ) باتوں کو چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِضْمَنُوْا اِلَیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: أُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ، وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوْا اِذَا أُوْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ، وَغَضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ.)) [2]

''تم مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب تم بات کرو تو سچ بولو، جب تم وعدہ کرو تو پورا کرو، جب تمہیں امانت دی جائے تو ادا کرو اور تم اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھو اور تم اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو۔''

سچ بولنے سے انسان میں خیر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، آدمی نیکی کے راستے کو اختیار کرتا ہے اور نیکی بالآخر

---

[1] صحیح بخاری، الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ: 7، صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب کتاب النبی ﷺ الی هرقل: 1773.

[2] مسند احمد: 37/ 417، رقم الحدیث: 22757، السنن الکبریٰ للبیهقی: 6/ 471، رقم الحدیث: 12691، مستدرك الحاکم: 4/ 399، سلسلة الصحیحة رقم الحدیث: 1470.

انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔ سچ بولنے والے اللہ کے ہاں صدیقین ہیں اور ان کا شمار انبیاء کے بعد افضل ترین اہل ایمان میں ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

((اَیُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟))

''لوگوں میں سے سب سے افضل کون ہے؟''

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((کُلُّ مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ، صَدُوْقُ اللِّسَانُ.)) ❶

''ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور صدوق اللسان ہے۔''

(2) جھوٹ بولنا:

شریعت اسلامیہ میں جس قدر سچ بولنے کی ترغیب دلائی گئی اس سے کہیں زیادہ جھوٹ سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جھوٹ ایک ایسی اخلاقی برائی ہے جس کو زمانہ جاہلیت میں بھی معیوب سمجھا جاتا تھا، یہ بدترین گناہوں اور انتہائی سنگین عیوب میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴾ (النحل : 105)

''بے شک جھوٹ تو وہ لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ اصل جھوٹے ہیں۔''

آیت بالا میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جھوٹ ایمان کے منافی ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں وہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔

جھوٹ کو کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا گیا اور اس بری عادت کو منافقین کی خصلت کہا گیا ہے۔ جھوٹ سے انسان میں نفاق آتا ہے۔ اعتبار ختم ہو جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والا نیکی و خیر کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ جھوٹ انسان کو گناہ اور برائی کے راستے پر لگا دیتا ہے جس کا انجام جہنم کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت کا عمل کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصِّدْقُ، وَاِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ، وَاِذَا بَرَّ آمَنَ، وَاِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ.))

''سچ بولنا، اور جب ایک بندے نے سچ بولا تو اس نے نیکی کی اور جب نیکی کی تو ایمان لایا اور جب ایمان

❶ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الورع والتقویٰ: 4217 وقال الالبانی: صحیحٌ.

لے آیا تو جنت میں داخل ہو گیا۔‘‘

اس آدمی نے دوبارہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جہنم کا عمل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْكَذِبُ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ ، وَإِذَا فَجَرَ كَفَرَ ، وَإِذَا كَفَرَ دَخَلَ النَّارَ .)) ❶

’’جھوٹ بولنا، اور جب ایک بندے نے جھوٹ بولا تو اس نے برا عمل کیا اور جب برا عمل کیا تو اس نے کفر کیا اور جب کفر کیا تو جہنم کی آگ میں داخل ہو گیا۔‘‘

(3)...... عافیت سے متعلق حدیث نمبر 47 کے تحت تفصیل گزر چکی ہے۔

(4) مقاطعت:

دین اسلام اخوت و بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور مسلمانوں کو باہم مل جل کر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ مسلم معاشرہ اسی وقت مثال بن سکتا ہے جب اس کے رہنے والے ایک دوسرے سے خوشگوار تعلق رکھیں، دکھ درد میں شریک ہوں، خوشی غمی کو بانٹیں، جس معاشرے میں رہنے والے ایک دوسرے سے قطع تعلق ہوں وہاں بے شمار خرابیاں جنم لیتی ہیں اسی لیے شریعت نے قطع تعلقی سے سختی سے منع کیا اور قطع تعلقی کرنے والے کو شدید الفاظ میں وعید سنائی ہے۔

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَادَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا ، وَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا يَكُوْنُ سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَةً لَهُ ، وَإِنْ سَلَّمَ فَلَمْ يَقْبَلْ ، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ وَإِنْ مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيْعًا أَبَدًا .)) ❷

’’کسی مسلمان کے لیے کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی جائز نہیں ہے۔ جب تک وہ دونوں قطع کلامی رکھتے ہیں دونوں حق سے ہٹے ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں سے پہل کرنے والے کی پہل گزشتہ غلطی کا کفارہ بن جائے گی۔ اگر ایک نے سلام کیا اور دوسرے نے قبول نہ کیا، اور اس کے سلام کا جواب نہ دیا تو فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے اور اگر وہ دونوں قطع تعلقی کی حالت میں مر گئے تو دونوں کبھی بھی جنت میں نہیں جا سکیں گے۔‘‘

❶ مسند احمد، 11/ 216، رقم الحدیث: 6641.

❷ مسند احمد: 26/ 190، رقم الحدیث: 16258، الادب المفرد للبخاری، رقم الحدیث: 402، سلسلة الصحیحة: رقم الحدیث: 1246.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ .)) ❶

''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی رکھے۔ جس نے تین دن سے زیادہ قطع کلامی رکھی اور وہ اسی حال میں مر یا تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

قطع تعلقی کبھی یک طرفہ ہوتی ہے اور کبھی دونوں فریق اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ یہ قطع تعلقی کی بدترین صورت ہے۔ اگر دونوں فریق قطع تعلقی ختم نہ کر رہے ہوں تو اہل اسلام کو اس میں کردار ادا کرتے ہوئے صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ﴾

(الحجرات : 10)

''مومن تو بھائی ہیں۔ لہٰذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

"تدابرو" کا معنی ہے ایک دوسرے سے منہ موڑنا، اعراض کر لینا، وہ بھی قطع تعلقی ہی ہے۔

(5) حسد:

دوسرے سے زوال نعمت کی تمنا و آرزو کا نام حسد ہے۔ حاسد بلاوجہ حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اللہ کی تقسیم پر خوش نہیں ہوتا۔ شیطان کا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنا حسد کی بنا پر تھا۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کیا۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو یوسف علیہ السلام سے حسد پیدا ہوا جس کے نتیجے میں انہوں نے اپنے سگے بھائی کو ویرانے جنگل میں اندھیرے کنویں کے اندر پھینکا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے حسد کو سابقہ امتوں کی بیماری بیان کیا۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ .)) ❷

---

❶ سنن ابی داؤد، الأدب، باب فيمن يهجر اخاه المسلم : 4914، وقال الالبانی : صحيح، مسند احمد : 15/ 45، رقم الحديث : 9092.

❷ سنن ترمذی، صفة القيامة، باب فی فضل صلاح ذات البين : 2510، وقال الالبانی: حسن، مسند احمد : 3/ 29، رقم الحديث : 1412.

''تمہارے اندر پہلی امتوں والی بیماری حسد اور بغض سرایت کر چکی ہے اور یہ مونڈنے والی بیماری ہے میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ دین کو مونڈنے (ختم کر دینے) والی ہے۔''

حسد میں حاسد دوسرے سے نعمت الٰہی کے چھن جانے کی خواہش کرتا ہے اور اس کو دوسروں کے پاس موجود نعمت و فضل اچھا نہیں لگتا جبکہ اگر کسی انسان کو دیکھ کر انسان کے ذہن میں ایسی تمنا آئے کہ فلاں کے پاس جو نعمت ہے مجھے بھی حاصل ہو جائے اور اس کے زائل ہونے کی آرزو نہ کرے اور نہ اس کو ناپسند جانے تو یہ شرعاً جائز ہے اور اس کا نام ''رشک'' ہے۔

(6) بغض:

معاشرتی برائیوں میں سے ایک بغض وعناد ہے جس کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہے۔ مسلمان کا مسلمان کے لیے دل پاک و صاف ہوتا ہے۔ شریعت کو ایسے ہی افراد مطلوب و مقصود ہیں جو بغض وعناد سے پاک صاف ستھرے دلوں کے مالک ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، لوگوں میں سے سب سے افضل انسان کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مَخْمُوْمُ الْقَلْب ، صَدُوْقُ اللِّسَان .))

''ہر مخموم القلب سچی زبان والا، انسان افضل ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: صدوق اللسان کو تو ہم جانتے ہیں لیکن مخموم القلب کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا اِثْمَ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ .)) [1]

''وہ شخص جس کا دل خوب صاف ہو، نہ اس میں گناہ ہو اور نہ سرکشی کا مادہ ہو نہ دھوکہ و خیانت ہو اور نہ ہی حسد ہو۔''

جس انسان کے دل میں کینہ و بغض ہو اس کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قدر و قیمت نہیں پاتے اور نہ ہی اس کے گناہوں کو بخشا جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: اَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا ، اَنْظِرُوا

[1] سنن ابن ماجه، الزهد، باب الورع والتقوىٰ: 4216، وقال الالباني: صحيح .

هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا اَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا)) [1]

''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے علاوہ ہر انسان کو بخش دیا جاتا ہے۔ جس آدمی اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ و بغض ہو تو ان کو (اللہ کی طرف سے) کہا جاتا ہے، ان دونوں کو صلح کر لینے تک مہلت دے دو، ان دونوں کو صلح کر لینے تک مہلت دے دو، ان دونوں کو صلح کر لینے تک مہلت دے دو۔''

ع تپش ہے یہ اپنے گناہوں کی یارو!
میرے شہر کا موسم خوشگوار نہیں ہوتا
دن بھر کرکے نفرتیں انسان سے
کہتے ہیں راضی پروردگار نہیں ہوتا

(7) اخوت اسلامی:

دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایک ایسے پیار و محبت اور عز و شرف کے رشتہ میں پرو دیا ہے جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں میں ایک دوسرے کا احساس اور قدر و منزلت پیدا ہوتی ہے۔ وہ رشتہ اسلامی اخوت و بھائی چارے کا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات : 10)

''مومن تو بھائی ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے باہمی الفت و پیار کو ایمان کے لیے لازم قرار دیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَآبُّوا.)) [2]

''جب تک تم صاحب ایمان نہ ہو جنت میں نہیں جا سکتے اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو مومن نہیں بن سکتے۔''

اسی طرح مختلف مثالوں سے اسلامی اخوت و بھائی چارے کی اہمیت اور اس رشتے کی مضبوطی کو واضح کیا۔ چنانچہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، البر والصلة، باب النهى عن الشحناء والتهاجر : 2565.

[2] صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة الا المومنون ...... الخ : 54.

((تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى .)) ❶

''آپس میں محبت و پیار، شفقت و رحمت اور مہربانی کے لحاظ سے مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر اس کا ایک عضو (حصہ) تکلیف میں ہو تو اس کی وجہ سے سارا جسم بے قراری اور بخار محسوس کرتا ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ .)) ❷

''بے شک ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے جس کے اجزاء ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کر کے عملی طور پر دکھایا۔''

ع یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی
بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی باقی نے ایرانی نہ افغانی

[93]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

تخریج الحدیث اسنادهٗ صحیح، انظر رقم: (92).

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوخیثمہ نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کی مانند۔

---

❶ صحیح بخاری، الأدب، باب رحمة الناس والبهام: 6011، صحیح مسلم، البر والصلة، باب تراحم المومنین و تعاطفهم وتعاضدهم: 2586.

❷ صحیح بخاری، الصلاة، باب تشبيك الاصابع فی المسجد وغیره: 481، صحیح مسلم، البر والصلة، باب تراحم المومنين وتعاطعهم وتعاضد هم: 2585.

[94]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْهَرَوِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَوْسَطَ الْبَجَلِيَّ ، عَلَى مِنْبَرِ حِمْصَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ يَقُولُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ، خَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ، ثُمَّ عَادَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ خَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ، ثُمَّ عَادَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ أَوَّلٍ: سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ ، فَإِنَّهُ مَا أُوتِيَ عَبْدٌ بَعْدَ يَقِينٍ شَيْئًا خَيْرًا لَهُ مِنَ الْعَافِيَةِ .

تخریج الحدیث اسنادهٗ صحیح، انظر رقم: (92).

ترجمۃ الحدیث اوسط بجلی کہتے ہیں میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیان کر رہے تھے۔ پھر آنسوؤں سے ان کی آواز بھر آئی۔ پھر سلسلہ کلام دوبارہ شروع کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، پھر آنسوؤں سے ان کی آواز بھر آئی پھر انہوں نے سلسلہ کلام دوبارہ شروع کیا اور فرمایا: ''میں نے گزشتہ سال رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ کسی بندے کو یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔''

شرح الحدیث تفصیل فوائد حدیث نمبر 47 کے تحت گزر چکے ہیں۔

[95]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ ، عَنْ أَوْسَطَ قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامِي هَذَا عَامَ أَوَّلٍ ، ثُمَّ بَكَى أَبُو بَكْرٍ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ ، أَوْ قَالَ: الْعَافِيَةَ ، فَلَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ قَطُّ بَعْدَ الْيَقِينِ أَفْضَلَ مِنَ الْعَافِيَةِ أَوِ الْمُعَافَاةِ ، عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ ، وَلَا تَحَاسَدُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَكُونُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

تخریج الحدیث اسنادهٗ صحیح، انظر رقم: (92).

ترجمۃ الحدیث اوسط نے بیان کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ گزشتہ سال میری اس جگہ کھڑے ہوئے جہاں میں کھڑا ہوں، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اشک بار ہو گئے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو، کسی بھی شخص کو یقین (وایمان) کے بعد عافیت سے افضل کوئی چیز نہیں ملی۔ سچ اختیار کرو، بے شک وہ نیکی کے ساتھ ہے اور وہ دونوں (سچ بولنے اور نیکی کرنے والا) جنت میں ہوں گے۔

جھوٹ سے بچو بے شک وہ برائی کے ساتھ ہے اور وہ دونوں (چھوٹا اور برا) جہنم میں ہوں گے۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے ویسے ہو جاؤ۔''

يَحْيَى بْنُ جَعْدَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

یحیٰ بن جعدہ کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[96]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّيْفِ عَامَ أَوَّلٍ وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ يَقُولُ: سَلُوا اللّٰهَ الْيَقِينَ وَالْعَافِيَةَ .

تخريج الحديث رجاله ثقات الا أن يحيى بن جعدة لم يدرك ابابكر فهو منقطع ، مسند ابى يعلى : 1/ 123 (135) وقال حسين سليم اسد : اسناده ضعيف لا نقطاعه : السنن الصغير للبيهقى : 1/ 15 (13) .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ سال گرمیوں میں جبکہ آپ کی وفات کا وقت قریب تھا سنا آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ سے یقین (وایمان) اور عافیت کا سوال کرو۔''

مُرَّةُ الطَّيِّبُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

مرہ الطیب کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[97]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ ، عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ ، قَالُوا: أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوكِينَ وَيَتَامَى؟ قَالَ: بَلَى فَأَكْرِمُوهُمْ كَكَرَامَتِكُمْ أَوْلَادِكُمْ ، وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ ، قَالُوا: فَمَا يَنْفَعُنَا مِنَ الدُّنْيَا؟ قَالَ: فَرَسٌ تَرْتَبِطُهُ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَمَمْلُوكُكَ يَكْفِيكَ فَإِذَا صَلَّى فَهُوَ أَخُوكَ مَرَّتَيْنِ .

تخريج الحديث اسناده ضعيف ، فرقد هو ابن يعقوب السبخى ، قال الامام احمد: رجل صالح ليس بقوى فى الحديث ، لم يكن صاحب الحديث يروى عن مرة منكرات وباقى رجاله

ثقات، سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب الاحسان الى المماليك : 3691، سنن ترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الاحسان الى الخادم : 1946، وقال الالبانی : ضعيفٌ، مسند احمد : 1/ 237 (75) وقال محمد احمد شاكر : اسناده ضعيفٌ .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بری مالکانہ صفات والا جنت میں نہیں جا سکتا۔'' صحابہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ اس امت میں غلام اور یتیم باقی سب امتوں سے زیادہ ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں (ہوں گے) لیکن تم ان کی اس طرح عزت کرو جس طرح تم اپنی اولاد کی کرتے ہو اور انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔'' انہوں نے عرض کیا: دنیا میں ہمیں کیا چیز فائدہ دے سکتی ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''وہ گھوڑا جسے تو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے باندھے رکھے اور وہ غلام جو تیرے کام آئے اگر وہ نمازی ہو تو تیرا بھائی ہے۔'' آپ نے یہ بات دو دفعہ دہرائی۔

شرح الحديث

(1) غلاموں سے حسن سلوک:

دین اسلام میں غلام بنانا جائز ہے۔ لیکن غلام کے حقوق اس کے مالک کے ذمہ بہت زیادہ ہیں اور اسلام میں غلاموں کو آزاد کرنے کی بھی بہت زیادہ تلقین کی گئی۔ کئی معاملات میں بطور کفارہ غلام کو آزاد کرنے کا حکم ہوا۔ اہل ایمان کو آزادی کے لیے مکاتبت کرنے والے غلاموں سے مکاتبت کا کہا گیا تاکہ وہ آزاد ہو کر من پسند زندگی گزار سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ﴾

(النور : 33)

''اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتبت کرنا چاہیں تو اگر تم ان میں بھلائی دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو۔''

غلام کی ضروریات زندگی اس کے آقا کے ذمہ ہیں۔ اس کے عوض غلام اپنے مالک کی خدمت بجا لاتا اور روزمرہ کے معاملات میں تعاون کرتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں غلام طبقہ مظلوم ترین تھا۔ اسلام نے اس کو عزت وشرف سے نوازا نتیجتاً غلام دینی ودنیاوی اعتبار سے بڑے بڑے مناسب پر فائز ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا:

((كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ،

اَلصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ .)) ❶

''جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا اور آپ کا سانس اٹک رہا تھا اس وقت آپ نے سب سے زیادہ یہ وصیت فرمائی، نماز کا اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔''

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق مزید فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 55

(2) یتیموں سے حسن سلوک:

باپ سے محروم وہ نابالغ بچہ جو اپنی ضروریات پوری نہ کرسکتا ہو، اپنے معاملات کی ادائیگی میں سمجھ دار نہ ہو یتیم کہلاتا ہے۔ یتیم اگر فقیر ہو تو اس کی ذاتی مال سے کفالت کرنا، اگر یتیم مالدار ہو تو اس کے مال سے اس کی ضروریات پوری کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا .)) ❷

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اور اپنی دونوں انگلیوں شہادت اور درمیانی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔''

یتیم کی کفالت جنت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا بہترین ذریعہ ہے اور آپ کی رفاقت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں لہٰذا ہر مسلمان کو اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

یتیم، مسکین یا بے آسرا لوگوں سے تعلق رکھنا، ان کی ضروریات پوری کرنے میں معاونت کرنا، دل کی نرمی کا باعث بنتا ہے انسان میں رحم دلی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

((اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ .)) ❸

''تم یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور تم مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔''

جس طرح یتیم کی کفالت و پرورش اجر وثواب اور فضیلت کا باعث ہے اسی طرح یتیم کے ساتھ ظلم اور ناانصافی بھی

---

❶ سنن ابن ماجه، الوصايا، باب هل اوصىٰ رسول الله ﷺ : 2697، مسند احمد : 3/ 117، صحيح ابن حبان ، رقم الحديث : 1220، وقال الالباني: صحيحٌ، إرواء الغليل : 7/ 237.

❷ صحيح بخارى، الادب، باب فضل من يعول يتيماً : 6005.

❸ مسند احمد : 2/ 387، صحيح الترغيب والترهيب : 2/ 672، رقم الحديث : 2545.

کبیرہ گناہ ہے اور شریعت نے سختی کے ساتھ اس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ: اَلْیَتِیْم وَالْمَرْأَةِ .)) ❶

''اے اللہ! میں دو کمزوروں یتیم اور عورت کی حق تلفی سے لوگوں کو باز رہنے کی تنبیہ کرتا ہوں۔''

زمانہ جاہلیت میں یتیموں کے اموال ان کے اولیاء کے قبضہ میں چلے جاتے وہ ناحق ان میں تصرف کرتے اور ان کا مال ناجائز طریقوں سے ختم کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع کیا اور ایسا کرنے والوں کو شدید الفاظ میں وعید سنائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۟ ﴾

(النساء : 10)

''یقیناً جو لوگ ظلم و ناانصافی سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔'' صحابہ نے دریافت کیا: وہ کون سے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، دشمن سے لڑائی میں پیٹھ پھیرنا اور پاکدامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' ❷

اگر یتیم کا ولی تنگ دست اور فقیر ہو تو اس کے مال کو تجارت پر لگانے کا معاوضہ حسب دستور لے سکتا ہے۔ اگر ولی صاحب حیثیت ہو تو اس کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ﴾ (النساء : 6)

''اور جو سرپرست مالدار ہو اسے چاہیے کہ یتیم کے مال سے کچھ نہ لے اور جو محتاج ہو وہ اپنا معاوضہ دستور کے مطابق کھا لے۔''

---

❶ سنن ابن ماجه، الأدب، باب حق اليتيم : 3678، سلسلة الصحيحة : 3/ 12، رقم الحديث : 1015.

❷ صحيح بخاری، الوصايا، باب قول الله تعالىٰ، ان الذين ياكلون اموال اليتيمىٰ ......الخ : 2766، صحيح مسلم، الايمان، باب بيان الكبائر وأكبرها : 89.

(3) فی سبیل اللہ گھوڑے تیار رکھنا:

جہاد میں استعمال ہونے والا ہر قسم کا ساز وسامان اہل اسلام کے لیے خیر و برکت کا باعث ہے۔ عہد نبوی میں میدان جہاد میں گھوڑوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی تھی، اس لیے ان کو پالنے اور جہادی ٹریننگ دینے کی خصوصی ترغیب دلائی گئی۔ فی زمانہ بھی پہاڑی علاقوں میں ساز وسامان کی منتقلی میں گھوڑے اور خچر سب سے اہم سمجھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہادی تیاری کا حکم دیتے ہوئے گھوڑوں کا خاص طور پر ذکر کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۝﴾ (الانفال: 60)

''اور ان کے لیے حسب استطاعت قوت اور تیار گھوڑوں کی صورت میں تیاری رکھو۔ جس کے ساتھ تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو ڈراتے ہو اور ان کے علاوہ کچھ دوسروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے اور تم جو چیز بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہاری طرف پوری لوٹائی جائے گی اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

اس حکم الٰہی ''قُوَۃٍ'' اور ''رِبَاطِ الْخَیْلِ'' میں فوجی گاڑیاں، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں، جنگی جہاز، آبدوزیں، بحری بیڑے، جاسوسی کے آلات اور ادارے اعلام کے ذرائع، سب آجاتے ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود قیامت تک جنگ میں گھوڑوں کی ضرورت اور اہمیت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ جو کام یہ مبارک جانور سرانجام دے سکتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز نہیں دے سکتی۔ عروہ بارقی اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ گھوڑے ان کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک خیر باندھ دی گئی ہے، اجر اور غنیمت۔'' [1]

اس لیے مسلمانوں کو ڈرائیور، پائلٹ، ملاح، بحری مجاہد، تیراک، غوطہ خور ہونے کے ساتھ ساتھ گھڑ سوار ہونا بھی ضروری ہے۔ جہاد کے لیے پالے گئے گھوڑے کا کھانا، پینا، لید اور پیشاب بھی روز قیامت نیکیوں کے ترازو میں رکھے جائیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ

---

[1] صحیح مسلم، الاماره، باب فضيلة الخيل...... الخ: 1872، 1873.

وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''جو شخص اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدوں کو سچا جانتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑے رکھے تو اس گھوڑے کا کھانا اور اس کا پینا اور اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن مجاہد کے ترازو میں ہوں گے۔''

[98]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو خَيْثَمَةَ وَمُجَاهِدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ ، عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا سَيِّءُ الْمَلَكَةِ ، وَأَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لَهُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَطَاعَ اللّٰهَ وَأَطَاعَ سَيِّدَهُ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف كسابقه ، مسند احمد : 1/ 191 (13) (32) وانظر رقم : (97) .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ''دھوکہ دینے والا، بخیل، احسان جتلانے والا اور بری مالکانہ صفات والا جنت میں نہیں جا سکتے۔ سب سے پہلے جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور اس کے لیے کھول دیا جائے گا وہ غلام ہے جو اللہ تعالیٰ اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے۔

شرح الحديث

(1) دھوکا:

شریعت اسلامیہ میں ایک مسلمان کو اپنے معاملات واضح اور صاف رکھنے کا حکم ہے۔ کسی کو دھوکا وفریب دینا جائز نہیں۔ دغا باز، مکار اور فریبی انسان کو ناپسند جانا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات نفاق میں سے ایک بنیادی علامت غدر کو بیان کیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چار عادات جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک عادت ہو اس میں نفاق کی عادت ہوگی حتی کہ اس کو چھوڑ دے۔ جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو دھوکا دے اور جب لڑائی کرے تو گالی گلوچ کرے۔'' ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکا باز سے برأت کا اظہار کیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا .)) ❸

❶ صحيح بخاري ، الجهاد ، باب من احتبس فرساً في سبيل الله : 2853 .

❷ صحيح بخاري ، الايمان ، باب علامات النفاق : 34 ، صحيح مسلم ، الايمان ، باب خصال المنافق : 58 .

❸ صحيح مسلم ، الايمان ، باب قول النبي ﷺ من غشا فليس منا : 101 .

''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ وفریب دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔''
غدر کی کئی اقسام ہیں، مثلاً کسی کو امان دے کر قتل کر دینا، زبان کی تیزی وچالاکی سے جھوٹ کو سچ ثابت کرنا، لین دین، تجارت میں اشیاء تجارت کے عیوب کو چھپانا، حق کو چھپانا، ردی، نکمی اشیاء کو عمدہ اشیاء کے ساتھ ملاوٹ کر کے بیچنا وغیرہ مکروفریب اور دھوکے کی سبھی قسمیں ممنوع اور حرام ہیں۔

(2) بخل:

دین اسلام میں میانہ روی اور اعتدال کو پسند کیا گیا ہے، بخل، اسراف اور تبذیر کو اخلاق رذیلہ میں سے شمار کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ مانگی اور بخل کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ .)) ❶

''اے اللہ! میں تجھ سے غم و پریشانی، بے بسی، سستی، بزدلی، بخل، قرض کے بوجھ اور دشمن کے غلبے سے پناہ چاہتا ہوں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ ، وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ .)) ❷

''اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مومن کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اسی طرح بخل اور ایمان کبھی بھی کسی انسان کے دل میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

نبی علیہ السلام نے سابقہ امم کی ہلاکت و بربادی کے اسباب میں سے بخل کو بھی شمار کیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوا وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا .)) ❸

❶ صحيح بخارى ، الدعوات ، باب الاستعارة من الجبن والكسل : 6369 .
❷ سنن نسائى ، الجهاد ، باب فضل من عمل فى سبيل الله على قدمه : 3112 ، وقال الالبانى: صحيحٌ ، وصححه الحاكم : 2/ 72 .
❸ سنن ابى داؤد ، الزكاة ، باب فى الشح : 1698 وقال الالبانى رحمه الله : صحيحٌ .

''بخل وحرص سے بچو کیونکہ بخل وحرص نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے ہلاک کر دیا، انہیں حرص نے بخل کا حکم دیا تو انہوں نے کنجوسی وبخل کیا۔ انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی، انہیں فسق و فجور کا حکم دیا تو انہوں نے فسق وفجور کا ارتکاب کیا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى اَنْ سَفَكُوا دِمَآئَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ .)) ❶

''ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن بہت سی تاریکیاں ہوگا اور بخل وحرص سے بچو کیونکہ شح نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے۔ اس نے انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے اپنے خون بہائے اور اپنے اوپر حرام چیزوں کو حلال کرلیا۔''

جو لوگ حرص وبخل کی بری عادت سے محفوظ و مامون ہیں اور خود کو اس سے بچا لیا عند اللہ وہ کامیاب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (التغابن : 16)

''اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیے جائیں سو وہی کامیاب ہیں۔''

(3) احسان جتلانا:

کسی کے ساتھ نیکی کرنے کے بعد اسے جتلانا جائز نہیں۔ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ ناکام ونامراد ہوگئے۔ اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الْمُسْبِلُ ، وَالْمَنَّانُ ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ .)) ❷

''ازار لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا مال فروخت کرنے والا۔''

احسان جتلانے والے کا صدقہ وخیرات اس منافق کے اعمال کی طرح ضائع ہو جاتا ہے جو ریاکاری کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحيح مسلم ، البر والصلة ، باب تحريم الظلم : 2528 .

❷ صحيح مسلم ، الايمان ، باب بيان غلظ تحريم اسباب الازار ...... الخ : 106 .

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ﴾ (البقرہ : 264)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچانے سے ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔''

جو لوگ صدقہ وخیرات کرنے کے بعد کسی پر احسان نہیں جتلاتے، زبان وعمل سے تکلیف نہیں دیتے ان کے خرچ کیے کا عند اللہ اجر وثواب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۶۲ ﴾ (البقرہ : 262)

''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر انھوں نے جو خرچ کیا اس کے پیچھے احسان نہیں جتلاتے اور نہ ہی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

(4)......غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 97، 55

[99]...... حَـدَّثَـنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: حَـدَّثَـنَـا أَبُو حَمْزَةَ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّيءُ مَلَكَةٍ ، وَمَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُسْلِمًا أَوْ غَرَّهُ .

تخريج الحديث اسـنـاده ضعيف لضعف جابر الجعفى ، مسند ابى يعلى : 1/ 96 (96) وقال حسين سليم اسد : اسناده حسنٌ، مسند البزار : 1/ 105 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بری مالکانہ صفات کا حامل جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی یا اسے دھوکہ دیا وہ ملعون ہے۔''

شرح الحديث

(1) مسلمان کو تکلیف پہنچانا:

دین اسلام میں حسن معاشرت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کسی کے لیے تکلیف کا باعث نہیں بنتا، ضرر رسانی اور بطور انتقام بھی ضرر وتکلیف سے احتراز کرتا ہے۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ:

((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) ❶

''نہ پہلے پہل کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے اور نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا درست ہے۔''

سیدنا ابوصرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) ❷

''جس نے کسی کو تکلیف وضرر پہنچائی اللہ اس کو نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی کو مشقت میں ڈالا اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔''

(2)......دھوکا سے متعلق دیکھئے فوائد حدیث نمبر 98

[100]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْكِنْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي فَرْقَدُ السَّبَخِيُّ ، عَنْ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَلْعُونٌ مِنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ .

تخريج الحديث سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی الخيانة (1941) وقال: غريبٌ، وقال الالبانی: ضعيف.

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کو تکلیف پہنچائی یا اس کے ساتھ مکر وفریب کیا وہ شخص ملعون ہے۔''

[101]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: نَا هَمَّامٌ ، عَنْ فَرْقَدٍ ، عَنْ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ

تخريج الحديث اسناده ضعيف، انظر رقم (97) (98).

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بری مالکانہ صفات کا

---

❶ سنن ابن ماجه، الاحكام، باب من بنى فى حقه ما يضر جاره: 2340، وقال الالبانی: صحيحٌ، ارواء الغليل: 3/ 408، اربعين رقم الحديث: 32، وقال النووی حسن.

❷ سنن ترمذی، البر، والصله، باب ما جاء فى الخيانة والغش: 1940، وقال: حسن، سنن ابن ماجه، الاحكام، باب من بنى فى حقه ما يضر جاره: 2342، سنن ابى داؤد، القضاء، باب فى القضاء: 3635، وقال الالبانی: حسنٌ.

حامل جنت میں نہیں داخل ہوسکتا۔‘‘

[102]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ، عَنْ شَيْبَانَ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، عَنْ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ ، وَمَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُسْلِمًا أَوْ غَرَّهُ .

تخريج الحديث اسناده ضعيف لضعف جابر الجعفى، انظر رقم : (99) .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بری مالکانہ صفات کا حامل شخص جنت میں نہیں داخل ہوسکتا۔ جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی یا اسے دھوکہ دیا وہ ملعون ہے۔‘‘

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنهما

محمد رضی اللہ عنہ بن ابی بکر کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[103]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ ابْنَةُ عُمَيْسٍ ، فَوَلَدَتْ بِالشَّجَرَةِ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ ، فَأَتَى أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ .

تخريج الحديث سنن نسائى، كتاب مناسك الحج، باب الغسل للإهلال : 2665، سنن ابن ماجه، ابواب المناسك، باب النفساء، والحائض تهل بالحج : 2912، وقال الالبانى : صحيح، صحيح ابن خزيمة : 4/ 167، 168 : 2610 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کی ادائیگی کے لیے نکلے جبکہ ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ شجرہ (ذوالحلیفہ) کے مقام پر ان کے ہاں محمد بن ابوبکر کی پیدائش ہوئی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ انہیں (اسماء کو) حکم دی کہ غسل کر کے حج کا احرام باندھ لیں۔ بیت اللہ کے طواف کے سوا وہ سارے کام کریں جو دوسرے لوگ (حاجی) کرتے ہیں۔

شرح الحدیث

(1) حج کی اہمیت و فرضیت:

حج دین اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر مکمل کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا:

﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ (الحج : 27)

''اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کر دو۔''

مختلف ادوار میں حج ادا کیا جاتا رہا حتی کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے 21 سال بعد تک طریق جاہلیت کے مطابق مشرک حج کرتے رہے۔ 9 ہجری میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں مسلمانوں نے شریعت اسلامیہ کے مطابق فریضہ حج ادا کیا۔ 10 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا کیا۔

ہر صاحب حیثیت مسلمان پر ساری زندگی میں صرف ایک بار حج فرض ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ نے فرمایا:

((اَیُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَیْكُمُ الْحَجُّ فَحَجُّوْا .))

''لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔''

ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کریں؟ آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تین بار سوال دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ .)) [1]

''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال واجب ہو جاتا اور تم یہ نہ کر سکتے۔''

(2) عورت کا حج:

استطاعت رکھنے والے آزاد عاقل، مسلمان مرد و زن پر حج فرض ہے۔ عورت کے لیے سفر حج میں ساتھ محرم رشتہ دار کا ہونا بھی لازم ہے۔ عورت محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر بھی نہیں کر سکتی، خواہ وہ حج و عمرہ جیسا مبارک سفر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی عورت کو محرم میسر نہیں تو اس پر حج فرض نہیں۔ محرم کی موجودگی اس قدر اہم ہے کہ جہاد پر جانے والے صحابی کو نبی علیہ السلام جہاد کی بجائے اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جانے کا حکم دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر : 1337 .

((لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ .))

''کوئی مرد کسی عورت کے محرم کے بغیر اس کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے اور نہ کوئی عورت محرم رشتہ دار کے بغیر سفر کرے۔''

ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے چلی گئی ہے جبکہ میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں شرکت کے لیے درج ہو چکا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جاؤ تم بھی اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔'' ❶

(3) حج اور حیض و نفاس:

(i) حیض و نفاس حج کی ادائیگی سے مانع نہیں۔ ان حالات میں احرام باندھنا جائز ہے، البتہ اس سے پہلے غسل کرنا ہوگا۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو حکم دیا۔

(ii) حیض و نفاس کے ایام میں خواتین نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ ان کے لیے مسجد آنا ممنوع ہے۔ اس لیے طواف کعبہ بھی نہیں کر سکتیں۔ البتہ طواف کے علاوہ باقی حاجیوں کی طرح تمام ارکان حج کی ادائیگی کریں گی۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر حج کے دوران حائضہ ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی طرح طواف کعبہ کے سوا باقی ارکان حج بجالانے کا کہا تھا۔

(iii) اس واقعہ سے معلوم ہوا حاملہ عورت بھی سفر حج پر روانہ ہو سکتی ہے۔

(4)...... حج کی فضیلت اور اس سے متعلقہ مزید مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 25

[104]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ ، حَدَّثَهُ ، عَنِ الْمُصْعَبِ بْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَنْزِلُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِكُلِّ نَفْسٍ إِلَّا إِنْسَانًا فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ ، أَوْ مُشْرِكٌ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيفٌ ، عبد الملك بن عبد الملك قال البخاري في حديثه نظر ، وقال ابن عدى : هو معروف بهذا الحديث : ولا يرو به عنه غير عمر و بن الحارث ، وهو

❶ صحيح بخاری، جزاء الصيد، باب حج النساء : 1862، صحيح مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره : 1341، واللفظ له.

حديث منكر بهذا الاسناد، مسند البزار: 1/ 157 (80)، مجمع الزوائد: 8/ 65 (12597).

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ہر انسان کو بخش دیتے ہیں سوائے اس کے جس کے دل میں کینہ ہو اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے۔'' (ان دونوں کی بخشش نہیں ہوتی)۔

شرح الحديث

(1) نصف شعبان کی رات میں عبادت:

نصف شعبان کی رات کی فضیلت میں بہت ساری روایات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اہل علم کے نزدیک وہ روایات اس قابل نہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝﴾ (الدخان: 4) ''اسی (رات) میں ہر محکم کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔'' سے بھی بعض لوگ پندرہ شعبان کی رات مراد لیتے ہیں۔ مگر یہ بات سراسر غلط ہے، کیونکہ یہ قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ قاضی ابوبکر بن العربی نے ''احکام القرآن'' میں لکھا ہے کہ نصف شعبان کی رات سے متعلق کوئی روایت قابل اعتماد نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس بارے میں کہ اس رات قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ مفسر شنقیطی نے فرمایا: ''ابن العربی کے علاوہ دوسرے محققین کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ ایسی روایات کی کوئی بنیاد نہیں، نہ ان میں سے کسی کی سند صحیح ہے۔''

[105]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُثْمَانُ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ شَكُّوا فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْنَ يَدْفِنُونَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُحَوَّلُ عَنْ مَكَانِهِ، يُدْفَنُ حَيْثُ يَمُوتُ فَنَحَّوْا فِرَاشَهُ فَحَفَرُوا لَهُ مَوْضِعَ فِرَاشِهِ.

تخريج الحديث اسناده ضعيف لضعف والد ابن جريج، واسمه عبد العزيز بن جريج، وقد أختلف فی سماعه عن عائشه فأولى انه لم يسمع من ابى بكر، مسند احمد: 1/ 206 (27) وقال محمد احمد شاكر: اسنادهٗ ضعيف لا نقطاعه ابن جريج، هو عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج وابوهٗ عبدالعزيز، مصنف ابن ابى شيبة: 7/ 427 (37022)، مصنف عبد الرزاق: 3/ 516 (2534)، وانظر رقم: (27) (43).

ترجمة الحديث ابن جریج نے اپنے باپ (عبد العزیز) سے روایت کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی

اکرم ﷺ کی قبر سے متعلق اختلاف ہوا کہ وہ آپ کو کہاں دفن کریں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: کسی نبی کی جہاں وفات ہو اس کو اس جگہ سے کہیں اور منتقل کرنے کی بجائے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔ انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے آپ کے بستر مبارک کو ہٹایا۔ آپ کے لیے آپ کے بستر کی جگہ پر قبر کھودی (اور پھر دفنا دیا)۔

شرح الحدیث اس حدیث سے متعلق فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 27۔

عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[106]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، وَعُثْمَانُ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الِاسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِلَيَالِي ، وَعَلِيٌّ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ ، فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ غِلْمَانٍ فَاحْتَمَلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: بِأَبِي شِبْهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شِبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَهُمْ يَبْتَسِمُ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ : 3542، 3750.

ترجمة الحدیث عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلا۔ ان کے پہلو میں سیدنا علی بھی چلے آ رہے تھے۔ آپ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ نے انہیں اپنی گردن پر سوار کر لیا اور کہہ رہے تھے۔ میرا باپ قربان ہو یہ نبی ﷺ کے مشابہہ ہے۔ (اپنے والد) علی رضی اللہ عنہ سے مشابہت نہیں رکھتا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (یہ منظر دیکھ کر) مسکرا رہے تھے۔

شرح الحدیث

(1) سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ:

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے، سیدہ فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما کے لخت جگر، صحابی رسول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، آپ امت مسلمہ کے خیر خواہ تھے۔ مسلمانوں میں اختلاف وافتراق کو ناپسند جانتے تھے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، جبکہ حسن رضی اللہ عنہ آپ

کے قریب موجود تھے۔ آپ ایک دفعہ لوگوں کو دیکھتے اور دوسری دفعہ حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتے اور فرماتے:

((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .)) ❶

''میرا یہ بیٹا (نواسا) سید، سردار، ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے۔ آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں کو جنگ و جدال سے راحت ملی۔ آپ نے کاتب وحی، مومنوں کے ماموں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے حوالے کر دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے خصوصی محبت تھی۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنے کندھے پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ......)) ❷

''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ سے متعلق ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهٗ .)) ❸

''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کی وجہ سے ہر مؤمن و مسلمان حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔ جس کے دل میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں۔ جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرے لیکن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہ کرے وہ مؤمن و مسلمان نہیں ہے۔

(2)......سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے عقیدت و محبت تھی اور ہر دور کے اہل اسلام اس عقیدت و محبت کا اظہار کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اٹھانا، انہیں پیار

❶ صحيح بخارى، فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين: 3746.

❷ صحيح بخارى، فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين: 3749، صحيح مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل الحسن والحسين: 2422.

❸ صحيح بخارى، البيوع، باب ما ذكر فى الاسواق: 2122، صحيح مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل الحسن والحسين: 2421.

کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اہل بیت اور اصحاب رسول ﷺ کے مابین کسی قسم کی ناراضگی نہ تھی، بالکل وہ باہم شیر وشکر تھے اور ایک دوسرے کا ادب واحترام کرتے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت، اہل بیت کی فضیلت اور اہل بیت کون؟ سے متعلقہ تفصیلی مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 24

(3)...... سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ شکل و شباہت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور بھی صحابہ سے ایسی شہادتیں ثابت ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ .)) [1]

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔''

(4)...... اسلام میں شعر وشاعری سے متعلق مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 39

[107]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه يَحْمِلُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَيَقُولُ: بِأَبِي شِبْهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَهُمْ يَبْتَسِمُ .

تخريج الحديث صحيح بخارى، كتاب المناقب، باب صفة النبى ﷺ : 3542، 3750 .

ترجمة الحديث عقبہ بن حارث سے مروی ہے، انہوں نے کہا میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسن بن علی کو اٹھائے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے۔ میرا باپ اس پر قربان یہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ سے مشابہت نہیں رکھتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے اور وہ تبسم فرما رہے تھے۔

ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

ابن ابی عتیق کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[108]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى النَّرْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ .

---

[1] صحيح بخارى، فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين : 3752 .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 186 (7) (62) وقال محمد احمد شاكر : اسناده منقطع ، مسند ابی یعلی : 1/ 103 (29) وقال حسين سليم أسد : اسناده ضعيف لا نقطاعة والحديث صحيح . انظر مابعده رقم : 109 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہے۔''

شرح الحديث

(1) طہارت کی اہمیت:

دین اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام ظاہری و باطنی طہارت وتزکیہ پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ ظاہری طہارت باطنی طہارت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لیے عبادت کی ادائیگی سے قبل خاص طور پر طہارت و پاکیزگی کا حکم دیا ہے۔

طہارت کی اہمیت و افادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آغازِ نبوت میں ہی طہارت اختیار کرنے اور نجاست سے دور رہنے کا حکم دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ ﴾ (المدثر : 4، 5)

''اور اپنے کپڑے صاف رکھیں اور نجاست سے دور رہیں۔''

صاف ستھرا رہنے باری تعالیٰ کے پسندیدہ اور محبوب افراد ہیں۔ رشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ ﴾ (البقرہ : 222)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اہل قبا صفائی پسند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی اس خوبی کی تعریف کی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ ﴾ (التوبہ : 108)

''اس (قباء) میں ایسے لوگ ہیں جو صفائی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک صاف لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ .)) [1]

''صفائی نصف ایمان یا جزو ایمان ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء : 223 .

(2) مسواک کی اہمیت وفضیلت:

عبادات کی ادائیگی کے لیے ظاہری صفائی لازم ہے۔ ظاہری صفائی میں سے مسواک بھی ہے۔ مسواک سے منہ کی صفائی، ستھرائی کے ساتھ ساتھ حلق اور سینہ کا بلغم بھی ختم ہوتا ہے۔ دانت اور مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

مسواک کو امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ ، قَصُّ الشَّارِبِ ، وَإِعْفَآءُ اللِّحْيَهِ ، وَالسِّوَاكُ ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ ، وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ .)) ❶

''دس چیزیں فطرت سے ہیں، مونچھیں کاٹنا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، دوران وضو ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی استعمال کرنا یعنی استنجا کرنا۔''

زکریا بن زائد (حدیث کے راوی) کہتے ہیں مصعب رحمہ اللہ نے کہا: میں دسویں چیز بھول گیا ہوں، ممکن ہے کلی کرنا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کثرت سے استعمال کرتے۔ عموماً آپ کے پاس مسواک رہتی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: مسواک کیا کرتے تھے۔ ❷

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو مسواک کا اگلا حصہ آپ کی زبان مبارک پر تھا۔ ❸

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو مسواک کرتے تھے۔ ❹

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم ، الطهارة ، باب خصال الفطرة : 261 .

❷ صحيح مسلم ، الطهارة ، باب السواك : 253 .

❸ صحيح مسلم ، الطهارة ، باب السواك : 254 .

❹ صحيح مسلم ، الطهارة ، باب السواك : 255 .

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ .)) [1]

''اگر ایسا نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کر دوں گا، تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

[109]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

تخریج الحدیث سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب الترغيب فى السواك : (5) وقال الالبانی : صحيحٌ، مسند ابی یعلی : 8/ 315 (4916) وقال حسين سليم أسد : إسناده صحيح، صحيح ابن خزيمة : 1/ 10 (135)، صحيح ابن حبان : 1067، صحيح البخارى، قبل رقم : 1934 معلقًا .

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبد الاعلیٰ نے، انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی دراوردی نے ابن ابی عتیق سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[110]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ .

تخریج الحدیث رجاله ثقات وفيه انقطاع، انظر رقم : (108) .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی ہے۔''

أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَحِمَهُ اللّٰهُ

ابوبکر بن ابوزہیر رحمہ اللہ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[111]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ ، وَالْقَوَارِيرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

[1] صحيح بخارى، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة : 887، صحيح مسلم، الطهارة، باب السواك : 252 .

الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلَاحُ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: 123] ؟ فَقَالَ: رَحِمَكَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ ، أَلَسْتَ تَمْرَضُ؟ ، أَلَسْتَ تَنْصَبُ؟ ، أَلَسْتَ تُصِيبُكَ اللَّأْوَاءُ؟ فَذَاكَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ .

تخریج الحدیث صحيح بطرقه وشواهده ، انظر رقم : (20) .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! اس آیت ''جو برائی کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔'' کے بعد اصلاح کی گنجائش کیسے ممکن ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! اللہ تجھ پر رحم فرمائے کیا آپ بیمار نہیں ہوتے؟ کیا آپ کو تھکاوٹ نہیں ہوتی؟ کیا آپ کو تنگ دستی بیماری کی شدت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا؟ یہی وہ بدلہ ہے جو تمہیں (دنیا میں) دیا جاتا ہے۔''

شرح الحدیث تفصیلی فوائد حدیث نمبر 20 کے تحت گزر چکے ہیں۔

[112]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَيْفَ الصَّلَاحُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: 123] ؟ فَقَالَ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ، أَلَسْتَ تَنْصَبُ؟ أَلَسْتَ تَمْرَضُ؟ أَلَيْسَتْ تُصِيبُكَ اللَّأْوَاءُ؟ قَالَ: بَلَى ، قَالَ: ذَلِكَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف لا نقطاعه ، انظر رقم : (111) .

ترجمة الحدیث ابوبکر بن ابوزہیر ثقفی نے بیان کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! اس آیت ''جو برائی کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔'' کے بعد اصلاح کیسے ممکن ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! اللہ آپ کو بخشے کیا آپ کو تھکاوٹ نہیں ہوتی؟ کیا آپ بیمار نہیں ہوتے؟ کیا آپ کو تنگ دستی اور بیماری کی شدت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا؟ انہوں (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیوں نہیں آپ نے فرمایا: ''یہی وہ بدلہ ہے جو تم دیئے جاتے ہو۔''

مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

ابو اسماء کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[113]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ قَالَ: بَيْنَمَا أَبُو بَكْرٍ

رضی اللہ عنہ قَاعِدٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ [الزلزال: 8] قَالَ: فَأَمْسَكَ أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَا عَمِلْنَا مِنْ سُوءٍ أُتِينَاهُ؟ فَقَالَ: مَا تَرَوْنَ مِمَّا تَكْرَهُونَ فَذَاكَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ ، وَيُؤَخَّرُ الْخَيْرُ لِأَهْلِهِ فِي الْآخِرَةِ .

تخریج الحدیث مستدرك حاكم : 2/ 532، 533، (3966) وقال: صحيح الاسناد ولم يخرجاه .

ترجمة الحديث ابو اسماء نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ آیات ’’جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔‘‘ نازل ہوئیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ (بات چیت سے) کچھ دیر کے لیے رک گئے پھر عرض کی، اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو برائی کریں گے اس کا سامنا کریں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ’’جو تم ناپسندیدہ معاملات دیکھتے ہو، یہ تمہیں تمہاری برائیوں ہی کا بدلہ دیا جاتا ہے اور نیکوکاروں کی نیکیاں آخرت کے لیے ذخیرہ کر دی جاتی ہیں۔

شرح الحدیث

(1) نیکی کی اہمیت:

کتاب وسنت میں نیکی اور گناہ سے متعلق واضح ہدایات اور احکام موجود ہیں۔ مسلمان سے نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا نیکی کرتے وقت کسی نیکی کو معمولی سمجھتے ہوئے چھوڑ دینا یا گناہ کو معمولی جان کر اس کا ارتکاب کرنا درست نہیں۔ نبی علیہ السلام نے نیکی کی ترغیب دلائی تو معمولی سے معمولی نیکی کو بھی اخلاص کے ساتھ کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ .))[1]

’’کسی بھی اچھے کام کو حقیر اور معمولی نہ سمجھو، خواہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

بعض مواقع پر مختلف امور خیر کو بیان کرنے کے بعد انہیں بجا لانے کی ہدایت کی۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ

[1] صحيح مسلم، البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء : 2626 .

صَـدَقَةٌ ، وَإِرْشَـادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَـصَـرِ لَكَ صَـدَقَةٌ ، وَإِمَـاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنْ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ .)) ❶

''تیرا اپنے مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا تیرے لیے صدقہ ہے اور تیرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ کسی راستہ بھولے کو سیدھی راہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔ تیرا راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا بھی تیرے لیے صدقہ ہے اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی انڈیل دینا بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔''

اس حدیث میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے امور خیر انجام دے کر خیر خواہی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور ہر عمل کو صدقہ و نیکی قرار دیا گیا۔ آج ہم مسلمان مجموعی طور پر عقیدہ و عمل کے ساتھ ساتھ اخلاقی طور پر بھی دیوالیہ پن کا بھی شکار ہو چکے ہیں۔ ذاتی مفاد کے سوا کچھ کرنا گوارا نہیں ہے۔ اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے۔ نتیجتاً احساس سے عاری، بجھے بجھے اور کھوکھلے دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

ع قوت فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے
پھر کسی قوم پر زوال آتا ہے

(2)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں موجود آیات کی تفسیر میں مروی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھوڑا تین طرح کے لوگ پالتے ہیں۔ ایک شخص کے لیے وہ اجر وثواب ہے۔ ایک کے لیے وہ پردہ اور تیسرے کے لیے عذاب ہے۔ جس کے لیے اجر وثواب ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو اسے فی سبیل اللہ جہاد کی نیت سے پالتا ہے۔ چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے اور وہ گھوڑا چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی تڑوا کر ایک دو کوڑے پھینکنے کی دوری تک اپنی حد سے آگے بڑھ گیا تو اس کے نشانات قدم اور لید بھی مالک کے لیے اجر وثواب بن جاتی ہے اور اگر کسی نہر سے گزرتے ہوئے مالک کے ارادے کے بغیر خود ہی اس نے پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لیے باعث ثواب بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص جس کے لیے باعث پردہ ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے نیاز رہنے اور سوال سے بچنے کے لیے اسے پالا اور اس گھوڑے کی گردن اور پیٹھ پر جو اللہ کا حق ہے اسے بھی ادا کرتا رہتا ہے تو گھوڑا اس کے لیے باعث پردہ ہے۔ اور وہ شخص جو اپنے دروازے پر گھوڑا فخر و ریاکاری اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھتا

❶ سنن ترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی صنائع المعروف : 1956، وقال: هذا حديث حسن غريبٌ، وقال الالبانی : صحيحٌ .

ہے وہ اس کے لیے وبال ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے گدھوں سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں اس بے نظیر جامع آیت کے سوا مجھ پر کچھ خاص نازل نہیں کیا کہ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ [1]

(3) گناہ کو معمولی سمجھنا:

نیکی اللہ رب العزت کی رضا وخوشنودی کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ صالحین نیکوکاروں کو پسند کرتے ہیں۔ جبکہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اور گناہ گار رحمت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ خود کو گناہوں سے بچائے اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی حقیر اور معمولی نہ سمجھے۔ کیونکہ گناہوں کو معمولی سمجھنا ہلاکت و بربادی کا باعث ہے اور بسا اوقات ایک گناہ جس کو مرتکب معمولی خیال کرتا ہے وہ اس کی اخروی خرابی و بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ .)) [2]

''ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والا کلمہ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے اور خود اسے گناہ نہیں سمجھتا لیکن اس کلمے کی وجہ سے جہنم میں چلا جاتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهٗ .))

''گناہوں کو معمولی نہ سمجھو کیونکہ یہ (معمولی گناہ) جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں۔''

خَلِ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا ... وَكَبِيْرَهَا فَهُوَ التَّقٰى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ اَرْ ... ضِ الشَّوْكِ يَحْذُرُ مَا يَرٰى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً ... اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

''چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑ دے۔ تقویٰ اسی چیز کا نام ہے۔ کانٹوں سے بھری بڑی زمین پر چلنے والے

[1] صحيح بخارى، التفسير، باب قوله فمن يعمل مثقال ذرة...... الخ : 4962.

[2] صحيح بخارى، الرقاق، باب حفظ اللسان : 6478.

کی طرح زندگی گزار جو بچ بچ کر چلتا ہے۔ چھوٹے گناہوں کو بھی حقیر مت جان۔ بے شک پہاڑ کنکروں کا ڈھیر ہیں۔''

(3)...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب قرآن پڑھتے یا سنتے تو قرآن سے ان کی طبیعت پر گہرے اثرات پڑتے تھے۔ تفصیلی فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 20۔

[114]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمَّارٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ ، عَنْ أَبِي لَبِيدٍ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ مِنْ طَاحِيَةَ يُقَالُ لَهُ: بَيْرَحُ بْنُ أَسَدٍ ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَدْ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ ذَاكَ قَالَ: فَرَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيْرَحَ يَطُوفُ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَأَنْكَرَهُ ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ عُمَانَ مِنَ الْأَزْدِ ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَجَاءَ بِهِ فَذَهَبَ بِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ هَذَا مِنَ الْأَرْضِ الَّتِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ أَهْلَهَا مِنْ أَهْلِ عُمَانَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَرْضًا يَنْضَحُ فِي نَاحِيَتِهَا الْبَحْرُ فِيهَا حَيٌّ مِنَ الْعَرَبِ ، لَوْ أَتَاهُمْ رَسُولِي لَمْ يَرْمُوهُ بِسَهْمٍ وَلَا حَجَرٍ .

تخریج الحدیث مسنداحمد : 1/ 398 (308) وقال محمد احمد شاکر : اسناده صحيحٌ ، مسند ابی یعلی : 1/ 101 (106) وقال حسین بن سلیم اسد : رجاله ثقات ، مجمع الزوائد : 10/ 53 (16598) .

ترجمة الحدیث ابولبید نے بیان کیا: ازد قبیلے کا ایک آدمی جس کا نام بیرح بن اسد تھا طاحیہ سے نکلا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کے آنے سے قبل رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیرح کو مدینہ کی گلیوں میں گھومتے دیکھا تو اس کو اجنبی سمجھ کر اس سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا: میں عمان سے ازد قبیلے کا آدمی ہوں۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور ان سے عرض کی، اے ابوبکر! یہ اس زمین عمان کا رہنے والا ہے جس کے رہنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں ایک ایسی زمین کو جانتا ہوں سمندر جس کے کناروں پر پانی پھینکتا ہے۔ اس جگہ ایک عرب کا قبیلہ ہے اگر ان کے پاس میرا قاصد جائے تو وہ اس پر تیر یا پتھر نہیں پھینکیں گے۔''

شرح الحدیث

(1) مٹی کے انسانی مزاج پر اثرات:

اللہ رب العزت نے انسان کو مٹی سے تخلیق فرمایا جس طرح ہر علاقے کی مٹی مختلف خصوصیات کی حامل ہے۔ اسی

طرح انسان بھی ہیں کسی کا رنگ گورا کوئی کالا تو کوئی گندمی رنگت کا مالک ہے۔ کسی کی طبیعت میں ٹھہراؤ ہے تو کسی کے مزاج میں تیزی ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰـهَ خَـلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی سے پیدا فرمایا، جو اس نے ساری زمین سے لی، تو بنی آدم اس کے اندازے کے مطابق وجود میں آئے ان میں سرخ، سفید، سیاہ اور اس کے مابین لوگ ہیں اور نرم، سخت، خبیث، طیب اور اس کے مابین بھی ہیں۔''

(2) اہل ایمان کی فضیلت:

سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کی طرف ایک آدمی کو بھیجا تو انہوں نے آپ کے قاصد کو برا بھلا کہا اور مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ أَهْلَ عُمَّانَ أَتَيْتَ مَا سَبُّوكَ وَلَا ضَرَبُوكَ .)) ❷

''اگر تو اہل عمان کی طرف جاتا تو وہ نہ تجھے برا بھلا کہتے اور نہ تجھے مارتے۔''

اللہ تعالیٰ نے مختلف علاقوں اور قبائل میں خیر رکھ دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل اور علاقوں میں موجود خیر کی وجہ سے ان کے فضائل ومناقب بیان کیے تاکہ دوسرے لوگ بھی ان سے خیر والے معاملات کریں۔

(3)...... حکومتی معاملات چلانے میں معاونت کرنے والے افراد پر لازم ہے، ریاست میں آنے والے اجنبی افراد پر گہری نگاہ رکھیں اور کسی بھی اہم مسئلہ کو اہل حل وعقد کی طرف منتقل کریں تاکہ وہ جائزہ لے کر بہتر فیصلہ کر سکیں۔

(4)...... وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن آپ کی زیارت سے محروم رہے مخضرم تابعین کہلاتے ہیں۔ جیسے: اویس قرنی رحمہ اللہ شہید جنگ صفین (م ۳۷ھ) وغیرہ۔ ❸ اور بیرح بن أسد رحمہ اللہ کا شمار بھی ایسے مخضرم تابعین میں ہوگا۔

---

❶ سنن ابی داؤد، السنة، باب فی القدر: 4693، سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقره: 2955، وقال حسن صحیحٌ، قال الالبانی: صحیحٌ، مسند احمد: 4/ 400، رقم الحدیث: 19601.

❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل اهل عمان: 2544.

❸ حدیث کی اہمیت اور ضرورت، ص: 291۔

أَسْمَاءُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهَا رضی اللہ عنہما

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر کی اپنے باپ سے بیان کردہ روایت

[115]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ ، عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ: رَأَيْتُ أَبِي يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ تُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَثِيَابُكَ مَوْضُوعَةٌ؟ فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ إِنَّ آخِرَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَلْفِي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ .

تخريج الحديث مصنف ابن ابی شيبة : 1/ 278 (3195)، مسند ابی يعلی : 1/ 51 (51) وقال المحقق حسين سليم اسد : اسناده ضعيف، مجمع الزوائد : 2/ 48 (2201) وقال: فيه الواقدی وهو ضعيف .

ترجمة الحديث سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں: میں نے اپنے باپ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے عرض کی: اے ابا جان! آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں جبکہ آپ کے دوسرے کپڑے بھی پڑے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اے بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری نماز میری اقتداء میں ادا کی وہ ایک ہی کپڑے میں پڑھی تھی۔

شرح الحديث

(1) نمازی کا لباس:

زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کعبۃ اللہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے، لباس کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عورت بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف کرتی اور کہتی کون مجھے طواف کے لیے کپڑا دے گا۔ اس کپڑے کو وہ شرمگاہ پر ڈال لیتی اور کہتی:

اَلْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهٗ أَوْ كُلُّهٗ
فَمَا بَدَا مِنْهٗ فَلَا أُحِلُّهٗ

''آج اس کا کچھ حصہ یا سارے کا سارا ظاہر ہو جائے گا اور جو اس سے ظاہر ہو گیا میں اسے حلال نہیں کروں گی۔''

پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف : 31)

''ہر نماز کے وقت اپنی زینت لو۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں جس میں حجۃ الوداع سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ انہیں (ابو ہریرہ کو) قربانی کے دن کچھ لوگوں کے ساتھ بھیجا کہ میں اعلان کروں:

((لَا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ .)) ❷

''خبردار! اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کر سکے گا اور نہ کوئی شخص ننگا ہو کر طواف کرے گا۔''

معلوم ہوا خواتین و حضرات سبھی لباس کی پروا کیے بغیر طواف کعبہ کرتے تھے۔ اسلام نے مسلمانوں کو عام حالات میں بھی لباس پہننے کا حکم دیا، ستر کو چھپانا فرض قرار دیا۔ ایسا لباس جس سے جسمانی ساخت نمایاں ہو یا نیم برہنہ ہو اس کو ناپسند کیا۔ جبکہ عبادات کے لیے خاص اہتمام کا حکم دیا، نماز جمعہ کے لیے نہانا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، دستیاب لباس میں سے بہترین اور صاف ستھرا منتخب کرنا۔ یہ سب شریعت ہی کی تعلیم ہے۔

(2) نماز میں کندھوں کو ڈھانپنا:

حالت نماز میں عورت کو مکمل لباس پہننے کے ساتھ ساتھ سر پر دوپٹہ لینا بھی لازم قرار دیا گیا، جبکہ مرد کے لیے کمر سے گھٹنوں تک اور کندھوں کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یُصَلِّی أَحَدُكُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلَى عَاتِقَیْهِ شَیْءٌ .)) ❸

''تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔''

(3) صرف ایک کپڑے میں نماز:

صرف ایک ہی کپڑا دستیاب ہو تو اس کو اس طرح باندھ لینا چاہیے جس سے ستر اور کندھے ڈھانپے جائیں لیکن اگر

---

❶ صحیح مسلم، التفسیر، باب فی قوله خذوا زینتكم عند كل مسجد : 243.

❷ صحیح بخاری، الحج، باب لا یطوف بالبیت عریان ولا یحج مشرك : 1622، صحیح مسلم، الحج، باب لا یحج البیت مشرك ولا یطوف بالبیت عریان : 1347.

❸ صحیح بخاری، الصلاة، باب اذا صلی فی ثوب واحد فلیجعل علی عاتقیه : 359، صحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة فی ثوب واحد و صفة لبسه : 516.

کپڑے کی قلت ہو کہ شرمگاہ ڈھانپنے کے بعد کندھوں تک نہ پہنچے تو ایسی اضطراری کیفیت میں صرف شرمگاہ کو ڈھانپ لینا کافی ہے۔ سعید بن حارث انصاری کہتے ہیں ہم نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر نکلا، میں کسی ضرورت کی وجہ سے آپ کے پاس آیا، تو میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ اس وقت میرے بدن پر صرف ایک ہی کپڑا تھا۔ میں نے اسے اپنے اوپر لپیٹا اور آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے دریافت فرمایا: ''جابر! اتنی رات گئے کیسے آئے''؟ میں نے آپ سے اپنی ضرورت عرض کی، جب میں فارغ ہو چکا تو آپ نے فرمایا: ''یہ تم نے کیا لپیٹ رکھا تھا جو میں نے دیکھا؟'' میں نے عرض کیا: کپڑا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ .)) [1]

''اگر کپڑا کشادہ اور وسیع ہو تو اس کو اچھی طرح لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کو تہبند کے طور پر باندھ لیا کرو۔''

ابْنُ يَرْبُوعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

ابن یربوع کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[116]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ ، وَالضَّحَّاكُ ، جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا أَفْضَلُ الْحَجِّ؟ قَالَ: الْعَجُّ وَالثَّجُّ .

تخريج الحديث اسناده ضعيف جدا، محمد بن عمر الواقدى متروك، و سعيد بن عبد الرحمن بن يربوع مجهول ولم يدرك أبا بكر، أنظر رقم: (25).

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سا حج افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''جس میں اونچی آواز سے تلبیہ کہا جائے اور خون بہایا جائے (قربانی کی جائے)۔

شرح الحديث تفصیلی فوائد حدیث نمبر 25 کے تحت گزر چکی ہے۔

[117]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْحَجُّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ .

[1] صحيح بخارى، الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقاً: 361.

تخریج الحدیث رجاله ثقات، لكنه مرسل محمد بن المنكدر لم يسمع من عبد الرحمن بن يربوع، انظر رقم (25).

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ حج جس میں خوب اونچی آواز سے تلبیہ پکارا جائے اور خون بہایا جائے (قربانی کی جائے)۔

[118]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَّامٍ الْعَطَّارُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي سَبْرَةَ الْعَامِرِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ بَشَّارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ.

تخریج الحدیث مسند احمد: 10/ 117 (9214)، وقال محمد احمد شاكر: اسنادهٗ صحيحٌ، مجمع الزوائد: 4/ 9 (5882).

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے باغیچہ ہے اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔''

شرح الحدیث

(1) مسجد نبوی کی فضیلت:

مساجد کرہ ارض کے مقدس ترین ٹکڑے ہیں جہاں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مؤمن ومسلمان کو راحت و سکون ملتا ہے۔ آخرت کے سوداگر انہیں آباد کرتے ہیں۔ اہل اسلام ظاہری و باطنی طہارت وتزکیہ کے لیے مساجد میں قال اللّٰہ وقال الرسول کی تعلیم وتعلم کے سلسلے قائم کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں مساجد کو انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ آتے ہی سب سے پہلے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی، خلفائے راشدین، خلفائے بنوامیہ وبنوعباس اور سلطنت عثمانیہ کے حکمرانوں نے ہر دور میں مساجد کو اہمیت دی اور مسلم حکمرانوں نے مساجد کی تعمیر پر زرکثیر خرچ کیا جس سے اندازا لگانا مشکل نہیں کہ اسلامی ریاست ومملکت کی تعمیرات میں سے اہم ترین عمارت مسجد ہے۔

روئے زمین کی مساجد میں سے تین مسجدوں، مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو خاص شرف اور فضیلت حاصل ہے۔ ان تین مساجد کی طرف بطور خاص زیارت وثواب کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔ جبکہ کسی اور جگہ کی طرف اس نیت و

ارادے سے جانا ممنوع ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى.)) ❶

''تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف رخت سفر نہ باندھا جائے، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (مسجد نبوی)۔''

مسجد الحرام بیت اللہ کے بعد مسجد نبوی میں نماز سب سے افضل ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.)) ❷

''مسجد حرام کے علاوہ میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز دیگر مساجد میں ہزار نماز سے افضل ہے۔''

مسجد نبوی کا ایک خاص حصہ جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت رہی اس کو اللہ تعالیٰ نے خاص اہمیت وفضیلت نصیب کی اور اسے ''روضة من رياض الجنة'' بنا دیا۔

علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ ''روضة من رياض الجنة'' کی توضیح میں لکھتے ہیں: ''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن مقام بہشت میں منتقل ہوگا۔ یا جو کوئی وہاں عبادت کرے اس کو بہشت ملے گی۔ یا وہاں اللہ کی رحمت ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہے تو اس لحاظ سے یہ مقام بہشت کی کیاری کی طرح ہوا جو اللہ کی رحمت کا مقام ہے جس طرح دوزخ اس کے غضب کا مقام ہے۔'' ❸

(2) منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءً ایک لکڑی کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ بعد ازاں آپ کے لیے منبر بنوایا گیا تو آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

---

❶ صحيح بخارى، فضل الصلاة فى مسجد مكة والمدينة، باب مسجد بيت المقدس: 1197، صحيح مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره: 1338.

❷ صحيح بخارى، فضل الصلاة فى مسجد مكة والمدينة: 1190، صحيح مسلم، الحج، باب فضل الصلاة لمسجدى مكة والمدينة: 1194.

❸ لغات الحديث: 2/ 177، 178.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنوایا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے تو تنا رو پڑا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اسے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ ❶

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اب اس سے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ منبر غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا۔ فلاں عورت کے فلاں غلام نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا۔ جب وہ تیار کر کے مسجد میں رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے ......الخ ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں۔

(3) منبر رسول کی فضیلت:

منبر رسول کی فضیلت میں بے شمار احادیث مروی ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا منبر میرے حوض کے اوپر ہے۔'' ❸

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِیْ هَذَا رَوَاتِبُ فِی الْجَنَّةِ .)) ❹

''میرے اس منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔''

[119]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ، عَنْ رَجُلٍ ، رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَفَ عَلَى الرُّكْنِ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَضُرُّ وَمَا تَنْفَعُ ، ثُمَّ

---

❶ سنن ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ما جاء فی بدء شان المنبر : 1415، سنن ترمذی، المناقب، باب : 3627، وقال : حسنٌ صحيح، وقال الالبانی : صحيح .

❷ صحيح بخاری، الصلاة، باب الصلاة فی السطوح والمنبر والخشب : 377، صحيح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز الخطوة والخطوتين فی الصلاة : 544 .

❸ صحيح بخاری، فضل ا لصلاة فی مسجد مكة والمدينة، باب فضل ما بين القبر والمنبر : 1196، صحيح مسلم، الحج، باب ما بين القبر والمنبر روضة من رياض الجنة : 1391 .

❹ سنن نسائی، المساجد، فضل مسجد النبی ﷺ والصلاة فيه : 697، وقال الألبانی: صحيح، مسند احمد ، رقم الحديث : 26476، صحيح ابن حبان: رقم الحديث : 1034 .

قَبَّلَهُ قَالَ: ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ، ثُمَّ قَبَّلَهُ ثُمَّ حَجَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ، ثُمَّ قَبَّلَهُ .

تخریج الحدیث صحيح البخاری، كتاب الحج، باب ما ذكر فی الحجر الأسود: 1597، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود فی الطواف: 1270، عن عمر رضی اللہ عنہ .

ترجمة الحدیث عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے، انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے رکن (حجر اسود) کے پاس کھڑے ہو کر (اسے مخاطب کر کے) فرمایا: ”مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی فائدہ دے سکتا ہے۔“ پھر آپ نے اس کو بوسہ دیا۔ اس نے کہا: پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے بالکل بوسہ نہ دیتا۔ پھر انہوں نے اسے بوسہ دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو اس (حجر اسود) کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے۔ نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ تو فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو بالکل تجھے بوسہ نہ دیتا۔ پھر انہوں نے اس کو بوسہ دیا۔

شرح الحدیث

(1) حجر اسود:

حجر اسود کے معنی سیاہ پتھر کے ہیں۔ یہ پتھر کعبہ کے دروازے کے قریب جنوبی دیوار کے مشرقی جانب باہر کی طرف بلندی پر نصب ہے۔ کعبۃ اللہ کے طواف کا آغاز اسی سے کیا جاتا ہے۔ طواف کا آغاز کرتے وقت اس کو چومنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا مسنون ہے۔ حجر اسود کو ”رکن“ بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھوں سے تعمیر کعبہ کے دوران نصب کیا، سید الاولین والآخرین ﷺ نے اس کو بوسہ دیا۔ یوں ہر طواف کرنے والے کے لیے اس کو بوسہ دینا مسنون قرار پایا۔

(2) حجر اسود جنتی پتھر:

حجر اسود جنت سے آیا ہوا ایک انتہائی سفید پتھر تھا۔ بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ سیدنا عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((نَـزَلَ الْـحَـجَـرُ الْأَسْـوَدُ مِـنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنْ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِى آدَمَ .)) ❶

''حجر اسود جب جنت سے آیا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔''

معلوم ہوا حجر اسود کا رنگ بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے والوں کی غلطیوں، گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا۔

(3) حجر اسود کو بوسہ دینے کی فضیلت:

حجر اسود کو بوسہ دینا، اس کو ہاتھ لگانا، ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز اسے لگانا، یا ہاتھ کے ساتھ اس کی جانب اشارہ کرنا مسنون عمل ہے۔ طواف کعبہ کا آغاز و اتمام اسی پر ہوتا ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا عبادت ہے۔ جس کی احادیث میں فضیلت وارد ہوئی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے متعلق ارشاد فرمایا:

((وَالـلّٰـهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ .)) ❷

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ضرور اس کو اٹھائیں گے۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گا اور ہر اس انسان کے حق میں گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔''

حق سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور طریقہ کے مطابق اخلاص اور عبادت کی نیت سے استلام کیا۔

(4) نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے:

ہر قسم کی خیر اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔ صرف وہی مختار کل ہے۔ نفع ونقصان کا مالک صرف وہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی یہ اختیار نہیں رکھتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

❶ سنن ترمذی، الحج، باب فضل الحجر والركن والمقام: 877، وقال: حسن صحيحٌ، سنن نسائی، مناسك الحج، باب ذكر الحجر الاسود: 2938 وقال الالبانی: صحيح .

❷ سنن ترمذی، الحج، باب ما جاء فی الحجر الاسود: 961، وقال: حسنٌ، سنن ابن ماجه: المناسك، باب استلام الحجر: 2944 وقال الالبانی: صحيح .

خَبِيْرًا ﴿١١﴾ ﴾ (فتح : 11)

''اے نبی! کہہ دیجئے کون ہے جو تمہارے معاملے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں کچھ بھی اختیار رکھتا ہے۔ اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا نفع پہنچانا چاہے؟ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔''

اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی پیر، فقیر، ولی، بزرگ، حجر و شجر کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسی قدرت و اختیارات کی غیروں سے نفی کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿١٣﴾ ﴾ (فاطر : 13)

''اور اللہ کو چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔''

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ ﴾ (سبا : 22)

''آپ کہہ دیجئے، تم لوگ جنہیں اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو انہیں پکارو۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہیں اور نہ ان کے لیے ان دونوں میں حصہ داری ہے اور ان (معبودان باطلہ) میں کوئی اللہ کا مددگار نہیں ہے۔''

ان واضح قرآنی تعلیمات کے برعکس یا محمد، یا علی، یا غوث اعظم، یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ جیسے ندائیہ کلمات عقیدے کی خرابی و بگاڑ کے مظہر ہیں۔ ایسے نظریات وعقائد پر مبنی شاعری، نعتیہ کلام یا دیگر امور کی شرعاً بالکل گنجائش نہیں ہے۔ کسی نے نعوذ باللہ انبیاء و رسل کو تاجدار انبیاء کے در کا سوالی قرار دیا اور کہا:

سارے نبی تیرے در کے سوالی
شاہ مدینہ! شاہ مدینہ!

کسی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دکھ درد دور کرنے والا جانتے ہوئے کہا:

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا فِي النَّوَائِبِ
كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ! يَا عَلِيُّ!

''عجائبات ظاہر کرنے والے علی کو پکارو، ہر مصیبت میں انہیں مددگار پاؤ گے۔ اے علی! تیری ولایت کے صدقے سارے دکھ درد اور غم دور ہو جائیں گے۔''

کسی نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کو مددگار جان کر ندا لگائی:

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادر!

''میری مدد کیجئے، میری مدد کیجئے، اور مجھے ہر رنج وغم سے آزاد کر دیجئے، دین و دنیا کے تمام معاملات میں مجھے خوش کر دیجئے۔ اے شیخ عبدالقادر جیلانی!''

اس طرح کے بے شمار اشعار اور کلام پڑھا، سنا اور سنایا جا رہا ہے، جو کہ کتاب وسنت کی تعلیمات کے منافی اور عقیدۂ توحید، عقیدہ اسلام وایمان سے متصادم ہے۔

بزرگان دین کے علاوہ درختوں اور پتھروں کو متبرک جاننے اور ان سے عقیدت کے ایسے ایسے نظریات موجود ہیں جن سے شرک کی بو آتی ہے۔ دنیا کا سب سے متبرک ترین پتھر حجر اسود جب نفع ونقصان کا مالک نہیں تو کسی اور پتھر میں قسمت کے بدلنے، رزق کی فراوانی، حالات کو سدھارنے وغیرہ جیسی تاثیر بھلا کیسے ہوسکتی ہے۔

(5) اس حدیث سے چند مزید درج ذیل مسائل بھی معلوم ہوتے ہیں۔

(i) امور دین میں شریعت کی پیروی لازم ہے حکمت معلوم ہو یا نہ ہو۔

(ii) جو عمل جس طرح اور جتنا ہوا اتنا ہی کرنا چاہیے۔

(iii) جس چیز کو بوسہ دینا مشروع ہے اس کے علاوہ کسی چیز کو بوسہ دینا جائز نہیں۔ حجر اسود کے علاوہ کسی مسجد، منبر، محراب یا مزار کے پتھروں کو چومنا درست نہیں۔

(iv) رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی طرح آپ کے افعال بھی قابل اتباع ہیں۔

(v) اگر کسی عمل سے لوگوں کے عقائد میں خرابی کا شبہ ہو تو اس کی وضاحت کر دینا ضروری ہے۔

(vi) حاکم وقت کو ضروری عقائد کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

(vii) خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی ہر معاملے میں اتباع کرتے اور اس سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے ؏

بس اتنی سی حقیقت ہے ہمارے دین و ایماں کی
کہ اس جانِ جہاں کا، آدمی دیوانہ ہوجائے

(6) بوسہ کی اقسام:

حجر اسود کو بوسہ دینا عبادت ہے۔ اس کے علاوہ بوسہ کی مزید پانچ اقسام مشہور اہل حدیث عالم، محقق العصر شیخ ارشاد

الحق اثری حفظہ اللہ نے شیخ العرب والعجم حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیں۔ وہ رقمطراز ہیں۔

بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں:

(i) **بوسہ رحمت:**...... جیسے والدین اولاد کا بوسہ لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بلکہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا بوسہ لینا ثابت ہے۔

(ii) **بوسہ تحیہ:**...... جیسے مسلمان ایک دوسرے کو ملتے ہوئے کرتے ہیں اور عرب میں اس کا عام رواج ہے۔

(iii) **بوسۂ شفقت:**...... جیسے اولاد والدین کا بوسہ لے۔

(iv) **بوسہ شہوت:**...... جیسے خاوند بیوی کا بوسہ لینا۔

(v) **بوسہ محبت:**...... جیسے بھائی، بھائی کا بوسہ لینا۔ [1]

[120]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ أَيْضًا .

تخریج الحدیث صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ما ذکر فی الحجر الأسود: 1597، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف: 1270، عن عمر رضی اللہ عنہ .

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی نے اور ہمیں گزشتہ حدیث عثمان نے بھی اپنی سند سے بیان کی۔

مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

مولیٰ ابوبکر کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[121]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ قَالَ: لَقِيتُ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ لَهُ: أَسَمِعْتَ مِنَ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً .

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الاستغفار: 1514، سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب: 3559، وقال: غریب و لیس اسناده بالقوی، وقال الالبانی: ضعيفٌ،

---

[1] مقالات: 4/ 386.

مسند ابی یعلی : 1/ 143 (137) وقال حسین سلیم أسد : اسناده ضعیف، وقال ابن کثیر : حدیث حسنٌ واللّٰه اعلم، تفسیر ابن کثیر : 2/ 113

ترجمة الحديث ابونصیرہ نے بیان کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے ملا تو اس سے پوچھا کیا آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ تو اس نے کہا: میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے معافی مانگ لی اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ اس نے دن میں ستر مرتبہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

شرح الحديث

(1) گناہ کا تعارف:

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے تخلیق فرمایا۔ شیطان انسان کی پیدائش سے اس کا دشمن چلا آ رہا ہے۔ شیطان انسان کو نیکی کے راستے سے ہٹا کر گناہ اور بدی کی راہ پر ڈالتا ہے۔ گناہ کو مزین کر کے پیش کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی نافرمانی ہو سکے۔ نیکی اور گناہ کی جاری کشمکش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی اور برائی کی پہچان کا بہترین طریقہ بتایا۔ سیدنا نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاس .)) [1]

''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند سمجھے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں۔''

گناہ کی دو قسمیں ہیں: (i) صغیر گناہ (ii) کبیرہ گناہ۔ صغیرہ گناہ نیک اعمال سے معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے اخلاص کے ساتھ توبہ واستغفار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ضروری ہے۔ گناہ انسان کی زندگی پر بڑے مہلک اثرات مرتب کرتے ہیں۔ دلوں کی بے قراری اور سختی، مال و دولت کی بے برکتی، اللہ کی طرف سے آئے روز آزمائش، باہم دست وگریبان ہونا وغیرہ گناہوں کی وجہ سے ہے۔ گناہ عذاب الٰہی کا باعث بنتے ہیں۔ سابقہ اقوام کی تباہی و بربادی گناہوں ہی کی وجہ سے تھی۔

(2) گناہ پر اصرار:

خطا و غلطی ہر انسان سے ممکن ہے لیکن اس پر اصرار کرنا اور اڑ جانا کسی بھی معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ وہی

---

[1] صحيح مسلم، البر والصلة، باب تفسير البر والاثم : 2553.

انسان دوسروں کے دلوں میں جگہ بنا سکتا ہے جو غلطی پر معذرت کرے۔ اللہ رب العزت کو بھی وہی لوگ پسند ہیں جو گناہ کے بعد معافی مانگتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۣ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ ﴾

(آل عمران: 135، 136)

''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ معاف کرتا ہے؟ اور انہوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے مغفرت و بخشش ہے اور باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے۔''

(3) استغفار:

کتاب وسنت میں توبہ واستغفار کی ترغیب دلائی گئی۔ قرآن وحدیث میں استغفار کے بے شمار دنیوی واخروی فوائد مذکور ہیں۔ اللہ رب العزت کی صفات عالیہ میں سے غفار، غفور، رحیم اور رحمٰن ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر انتہائی خوش ہوتے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ اِلَيْهِ .)) [1]

''اللہ رب العزت اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے انتہائی خوش ہوتے ہیں۔''

حدیث قدسی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''ایک بندے نے گناہ کیا تو کہا: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور اس نے جان لیا کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اس بندے نے پھر ایک گناہ کیا اور کہا: اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا اور کہا: اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا ہے تو اسے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے جان لیا کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے۔ (فرشتو! گواہ رہو کہ) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر بندہ گناہ سے رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا تو کہا: اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا ہے تو اسے بخش دے تو

[1] صحیح مسلم، التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها: 2747.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے جان لیا کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے۔ (فرشتو! گواہ رہو) میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا، وہ جو چاہے سو کرے۔'' ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت استغفار کرتے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، بے شک میں ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔'' ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہوں۔'' ❸

یقیناً استغفار کی کثرت انسان کی خوش بختی کی دلیل ہے اور جو انسان زیادہ استغفار کرتا ہے اس کے گناہوں کی معافی کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((طُوْبٰی لِمَنْ وُجِدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا .)) ❹

''اس انسان کے لیے خوش خبری ہے جس کے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار پایا گیا۔''

اللہ رب العزت ہم سب کو معاف فرمائے اور ہمیں گناہوں سے بچنے کی ہمت دے۔

اِلٰهِيْ عَبْدُكَ الْعَاصِيْ اَتَاكَ
مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاكَ
فَاِنْ تَعْفُ أَنْتَ لِذَاكَ أَهْلٌ
وَاِنْ تَتْرُدْ فَمَنْ يَّرْحَمْ سِوَاكَ
وَمَالِيْ غَيْرُ بَابِ اللّٰهِ بَابٌ
وَلَا مَوْلَاهُ وَلَا سِوَاكَ حَبِيْبٌ

[122]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الطَّحَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي النَّهَارِ سَبْعِينَ مَرَّةً

❶ صحيح بخارى، التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: ﴿يريدون ان يبدلوا كلام الله﴾: 7507، صحيح مسلم، التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب وان تكررت الذنوب التوبه: 2758.

❷ صحيح مسلم، الذكر والدعا، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه: 2702.

❸ صحيح بخارى، الدعوات، باب استغفار النبى صلى الله عليه وسلم فى اليوم والليلة: 6307.

❹ سنن ابن ماجه، الادب، باب الاستغفار: 3818، وقال الالبانى: صحيح.

تخریج الحدیث هو كسابقه والحسين بن يزيد الطحان لين الحديث لكنه توبع فى الروايات، انظر رقم: (121).

ترجمة الحديث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا: ''جس نے معافی مانگ لی اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگر چہ اس نے دن میں ستر مرتبہ گناہ کا ارتکاب کیا۔''

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْهُذَيْلِ عَنْ أَبِی بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی الھذیل کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[123]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ: سَأَلَ أَبُو بَكْرٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِزَارِ: فَأَخَذَ بِوَسَطِ عَضَلَةِ السَّاقِ فَقَالَ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: فَأَخَذَ بِأَسْفَلِ عَضَلَةِ السَّاقِ فَقَالَ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: لَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ أَسْفَلَ مِنْ هَذَا.

تخریج الحدیث سنن ترمذى، ابواب اللباس، باب فى مبلغ الازار: 1783 وقال حسن صحيحٌ، سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب موضع الأزار أين هو؟: 3572، عن حذيفه رضی اللہ عنہ: وقال الالبانی: صحيحٌ.

ترجمة الحديث عبداللہ بن ابی ہذیل نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہبند سے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے پنڈلی کے پٹھے کے درمیان کی بوٹی پکڑی (کہ یہ جگہ ہے) انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں مزید گنجائش فرمائیں تو آپ نے پنڈلی کے پٹھے کے نچلے حصے کو پکڑا۔ انہوں نے کہا: ہمیں مزید گنجائش فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ''اس سے نیچے تہبند رکھنے میں کچھ بھی خیر نہیں ہے۔''

شرح الحدیث

(1) ازار، تہبند کو لٹکانا:

دین اسلام نے اہل اسلام کو حسب ضرورت و استطاعت ساتر لباس پہننے کی تعلیم دی۔ مرد و زن کے لیے لباس سے متعلقہ بعض اہم امتیازی مسائل کی تفریق بھی واضح کر دی گئی ہے۔ اس تفریق میں سے مرد کے لیے شلوار، تہبند یا ازار کا ٹخنوں سے اوپر رکھنا ہے۔ ٹخنوں سے نیچے کپڑے کا لٹکانا شرعاً جرم اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس پر سخت وعیدیں سنائی گئیں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار دہرائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً وہ ناکام رہے اور بہت نقصان میں گئے۔ اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

((الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ.)) ❶

''تہبند (ٹخنوں سے نیچے تک) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، جھوٹی قسم کھا کر سودا سلف کی طرف رغبت دلانے والا۔''

(2) کپڑے کو لٹکانا تکبر ہے:

بعض لوگ تہبند شلوار پینٹ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کون سا تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں حالانکہ ازار بند کا ٹخنوں سے نیچے ہونا ہی تکبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے کہا تھا:

((وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ.)) ❷

''اور اپنے ازار بند کو نصف پنڈلی تک رکھ، اگر تو اتنا اونچا نہ رکھنا چاہے تو پھر ٹخنوں سے اوپر تک رکھ اور ازار بند کو لٹکانے سے گریز کر، کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو ناپسند کرتے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا.)) ❸

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے تکبر وغرور سے اپنی ازار لٹکائی۔''

(3) تہبند کی صحیح جگہ:

مرد کے لیے کپڑے کی حد ٹخنوں سے اوپر ہے۔ نصف پنڈلی تک رکھنے کو پسند کیا گیا اور اس کی ترغیب احادیث میں

---

❶ صحیح مسلم، الایمان، باب تحریم اسبال الازار: 106.

❷ سنن ابی داؤد، اللباس، باب ما جاء فی اسبال الازار: 4084، وقال الالبانی: صحیحٌ، سنن ترمذی، الاستئذان والادب، باب کراھیة ان یقول: علیك السلام مبتداءً: 2722 مختصرا، وقال: حسن صحیحٌ. .

❸ صحیح بخاری، اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء: 5788.

موجود ہے لیکن کپڑے کوٹخنوں سے نیچے کرنے کی ممانعت ہے۔مختلف صحابہ کرام کے ایسے واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار وغیرہ کوٹخنوں سے نیچے رکھنے سے منع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہادت سے قبل شدید زخمی ہیں۔ دودھ پلایا گیا، زخموں سے باہر نکل آیا۔صحابہ کو ان کی شہادت کا یقین ہو گیا۔ اس کیفیت میں ایک نوجوان آ کر ان کی شان میں تعریفی کلمات کہہ کر واپس مڑا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا اس کا ازار زمین سے لگ رہا ہے۔ پاس موجود ساتھیوں سے کہا: اسے میرے پاس واپس بلاؤ، وہ نوجوان آیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا:

((يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ .)) ❶

''میرے بھتیجے! اپنا کپڑا اوپر اٹھاؤ، اس سے تمہارا کپڑا زیادہ دنوں تک چلے گا اور تیرے رب سے تقویٰ کا باعث بھی ہے۔''

شلوار، تہبند وغیرہ کے علاوہ دیگر کپڑوں قمیص عمامہ وغیرہ کا بھی تکبر سے لٹکانا درست نہیں ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❷

''کپڑے کا لٹکانا تہبند، قمیص اور پگڑی میں بھی ہوتا ہے۔ جو شخص تکبر کے ساتھ کسی بھی چیز کو لٹکائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایات

[124]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ: أَنَّ الْجَدَّةَ ، جَاءَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِي لَكِ بِشَيْءٍ قَالَ: فَشَهِدَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ:

❶ صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قصة البيعة: 3700.

❷ سنن ابی داؤد، اللباس، باب فی قدر موضع الازار: 4094، سنن ابن ماجه، اللباس، باب طول القميص كم هو؟: 3576، وقال الالبانی: صحيح.

مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَعْطَاهَا السُّدُسَ.

تخریج الحدیث سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب فی الجدة: 2894، سنن ترمذی، ابواب الفرائض، باب ما جاء فی میراث الجدة: 2100، سنن ابن ماجه، کتاب الفرائض، باب میراث الجدة: 2724، مسند ابی یعلی: 1/ 111 (120) وقال حسین سلیم اسد: رجالهٔ ثقات، مستدرك الحاکم: 376/4، وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه، المنتقی ابن الجارود: 959، صحیح ابن حبان: 1224.

ترجمة الحدیث قبیصہ بن ذوئب سے مروی ہے، ایک نانی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس (وراثت میں سے حصہ دلوائے جانے کا مطالبہ لے کر) آئی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے (اس مسئلہ میں) رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی نہیں سنا کہ تیرے حق میں (کچھ مال کا) فیصلہ دوں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس (نانی) کے حق میں گواہی دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کے ساتھ کوئی اور بھی گواہ ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔

شرح الحدیث

(1) وارثت کی مشروعیت:

قبل از اسلام لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ طاقتور کو معاشرے میں ہر قسم کے حقوق حاصل تھے جبکہ کمزور بنیادی حقوق سے بھی محروم تھا۔ اگر کوئی شخص وفات پا جاتا تو اس کا قریبی طاقتور رشتہ دار ساری جائیداد پر قابض ہو جاتا۔ کمزور کو اقرباء کی وراثت سے کچھ نہ دیا جاتا۔ عورتوں کو یکسر محروم رکھا جاتا، کیونکہ مردوں کا خیال تھا، مرنے والے کے مال کے وہ اکیلے وارث ہیں۔ دین اسلام نے ان مظالم کو ختم کر کے حق دار کو حق دیا اور ہر حقدار کے حصوں کا تعین فرمایا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ اپنی سعد رضی اللہ عنہ سے دو بیٹیاں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں اور ان کا باپ آپ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہو گیا تھا۔ ان کے چچا نے ان دونوں کا سارا مال سنبھال لیا ہے اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور مال کے بغیر ان کا نکاح بھی ممکن نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ رب العزت اس مسئلہ میں فیصلہ فرمائیں گے۔'' پھر وراثت کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا: ''سعد کی بیٹیوں کو مال سے دو تہائی دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچے اور وہ آپ کے لیے ہے۔'' [1]

[1] سنن ترمذی، الفرائض، باب ما جاء فی میراث البنات: 2092 وقال: حسن صحیح، سنن ابی داؤد، الفرائض، باب ما جاء فی میراث الصلب: 2891، 2992، وقال الالبانی: حسن.

والدین اور رشتہ داروں کی متروکہ جائیداد میں وہ کسی بھی نوعیت کی ہو جس طرح مردوں کا حق ہے، عورتوں، چھوٹے بچوں حتی کہ جنین کا بھی حق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴾ (النساء : 7)

''مردوں کے لیے حصہ ہے، اس میں سے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس میں سے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ اس میں سے جو اس سے تھوڑا ہو یا زیادہ اللہ کے ہاں مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ .)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔''

کسی بھی میت کے متروکہ مال کا وارث بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ نسبی قرابت کا ازدواجی رشتہ ہو اور وارث بننے والا مورّث کی وفات کے وقت زندہ ہو، اسی طرح نسبت ولاء بھی وراثت کے اسباب میں سے ہے۔

(2) وراثت کے موانع:

چند ایسی استثنائی صورتیں ہیں جن کی وجہ سے مرنے والے کے متروکہ مال سے بعض لوگوں کو کچھ نہیں ملتا انہیں موانع وراثت کہا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) قتل: ...... قاتل کو مقتول کی وراثت سے کچھ نہیں ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ .)) [2]

''قاتل کسی چیز کا وارث نہیں بن سکتا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ .)) [3]

---

[1] سنن ابی داؤد، الاجارة، باب فی تضمین العارية : 3565، سنن ترمذی، الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث : 2120، وقال الالبانی : صحيح .

[2] سنن ابی داؤد، الديات، باب ديات الاعضاء : 4564، وقال الالبانی : حسنٌ .

[3] سنن ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث القاتل : 2735، وقال الالبانی : صحيح .

''قاتل وارث نہیں ہوتا۔''

(ii) اختلاف دین:...... کافر مسلمان کی وراثت سے محروم ہوگا۔اسی طرح مسلمان کافر کی وراثت سے محروم ہو گا۔اگرچہ کوئی بھی رشتہ ہو۔سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ .)) [1]

''مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا، اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہوتا ہے۔''

(iii) غلامی:...... غلام نہ خود وارث بنتا ہے، نہ اس کا کوئی وراث ہوتا ہے۔کیونکہ اس کی ساری کمائی اس کے مالک کی ہوتی ہے اور مالک کی وفات پر وہ خود متروکہ مال وراثت میں شمار کیا جاتا ہے۔

جب اسباب موجود ہوں، موانع نہ ہوں اور وارث مرنے والے کی موت کے وقت زندہ ہو تو اس کو شریعت کے مطابق اس کا حصہ ملے گا۔

(3) وراثت سے دادی کا حصہ:

عربی میں ''جـدہ'' کا لفظ دادی اور نانی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔اگر میت کے والدین زندہ ہوں تو دادی اور نانی دونوں کو کچھ نہیں ملتا۔

اگر دادی اور نانی دونوں زندہ ہوں والدین نہ ہوں تو دونوں میں میت کے متروکہ مال سے چھٹا حصہ برابر تقسیم ہوگا۔اگر ان میں سے ایک نانی یا دادی زندہ ہو تو اس کو کل ترکے سے چھٹا حصہ ملے گا۔بشرطیکہ میت کی ماں زندہ نہ ہو اور باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہو جاتی ہے۔البتہ نانی وارث بنتی ہے۔باپ کی موجودگی سے صرف دادی محروم ہو گی جبکہ ماں کی موجودگی میں میت کی دادی اور نانی دونوں وراثت سے محروم رہیں گی۔

(4) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ متبع سنت:

اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنت کا متبع اور حق کا متلاشی بنایا تھا۔روز مرہ کے مسائل و معاملات میں سنت رسول کا تتبع کرتے۔احباب سے دلیل تلاش کرتے اور پھر حق واضح ہو جانے پر اس کو اختیار کر لیتے تھے۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عمل ان کے جذبہ صادقہ اور اتباع حق کا بین ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب کرے۔آمین ؏

وابستہ رکھ دامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات کا
اے دل یہی ہے اک ذریعہ نجات کا

[1] صحیح بخاری، الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم ...... الخ: 6764.

(5)...... ہر مسئلے کا ہر عالم دین کو علم ہونا ضروری نہیں۔ بسا اوقات کم مرتبے اور کم علم والے افراد کو بعض مسائل کا علم ہوتا ہے جو بڑے عالم سے مخفی رہ جاتے ہیں۔

(6)...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ کے سردار اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں لیکن ان کو علم غیب نہیں، لہٰذا اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف اس صفت کو منسوب کرنا جہالت و لاعلمی اور بدعقیدگی کے سوا کچھ نہیں۔

(7)...... اہل علم سے مسائل دریافت کرنا اور اہل علم کا پوچھے گئے مسائل کو باہم موضوع بحث بنانا، طریق سلف ہے جو فی زمانہ کم ہوتا جا رہا ہے۔

(8)...... ایک دوسرے سے صلاح لینا اور پھر اس کو قبول کرنا، اصحاب علم و شرف کا طریق ہے۔

[125]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ: مَالَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ ، وَمَالَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ .

تخريج الحديث رجاله ثقات، لكنه منقطع، انظر رقم: (124).

ترجمة الحديث قبیصہ بن ذؤیب نے بیان کیا، ایک نانی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور وہ ان سے وراثت میں حصہ دلوانے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی کتاب میں تیرا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے تیرے لیے کچھ ثابت ہے۔ لہٰذا اب چلی جاؤ یہاں تک کہ میں لوگوں سے (شرعی دلیل) پوچھ لوں۔ (پھر آ جانا)

ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه

ابن ابی لیلیٰ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[126]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه قَالَ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ مَعَ ابْنٍ لَهَا بِشَاةٍ فَحَلَبَ ثُمَّ قَالَ: انْطَلِقْ بِهِ إِلَى أُمِّكَ فَشَرِبَتْ حَتَّى رُوِيَتْ ، ثُمَّ جَاءَ بِشَاةٍ أُخْرَى فَحَلَبَ فَسَقَى الْغُلَامَ ثُمَّ جَاءَ بِشَاةٍ أُخْرَى فَحَلَبَ فَسَقَى أَبَا بَكْرٍ ، ثُمَّ جَاءَ بِشَاةٍ أُخْرَى فَحَلَبَ

ثُمَّ شَرِبَ .

تخریج الحدیث مجمع الزوائد : 4/ 150، مسند ابی یعلی : 1/ 99، (103) وقال حسین سلیم اسد : اسناده ضعیف لا نقطاعه .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک عورت نے اپنے بیٹے کو بکری دے کر آپ کے پاس بھیجا، آپ نے اس کا دودھ نکالا اور اس لڑکے سے کہا: یہ اپنی ماں کے پاس لے جا، اس عورت نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ وہ لڑکا ایک اور بکری لایا تو آپ نے دودھ نکال کر اس لڑکے کو پلایا، وہ ایک اور بکری لے کر آیا تو آپ نے دودھ نکال کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ وہ ایک اور بکری لایا تو آپ نے اس کا دودھ نکال کر خود پیا۔

شرح الحدیث

(1) دودھ پینا:

دودھ اللہ رب العزت کی ایک خاص نعمت ہے۔ جو انسانی صحت کے لیے انتہائی مفید ہے۔ یہ ایک مکمل غذا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات دودھ اور شراب دو برتنوں میں پیش کیے گئے تو آپ نے دودھ کا انتخاب کیا اور پیا تو آپ سے کہا گیا:

((أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ .)) [1]

''آپ نے فطرت کا انتخاب کیا اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔''

دودھ دنیا میں جنت کی نعمتوں میں سے ایک ہے۔ جنت میں اہل جنت جو مشروبات پیش کیے جائیں گے ان میں سے ایک دودھ بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝ ﴾

(محمد : 15)

''اس جنت کا حال جس کا پرہیزگار لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں کئی نہریں ایسے پانی کی ہیں

---

[1] صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ :وهل أتك حديث موسىٰ ...... الخ : 3394 .

جو بگڑنے والا نہیں اور کئی نہریں دودھ کی ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلا اور کئی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے اور کئی نہریں خوب صاف کیے ہوئے شہد کی ہیں اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے بڑی بخشش ہے۔ کیا یہ متقی ان جیسے ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں جنہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔''

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِـي الْـجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ.)) ❶

''جنت میں پانی کا سمندر ہے اور شہد کا سمندر ہے اور دودھ کا سمندر ہے اور شراب کا سمندر ہے پھر بعد میں نہریں پھوٹتی ہیں۔''

دودھ ایک ایسا مشروب ہے جو غذا کا بھی فائدہ دیتا ہے انسان کی پیاس کے ساتھ اس کی بھوک کو بھی ختم کرتا ہے، کتب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے دودھ پینے کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ دودھ کی دعوت قبول کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلاثٌ لا تُرَدُّ: الْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ، وَاللَّبَنُ.)) ❷

''تین اشیاء واپس نہ کی جائیں۔ تکیے، خوشبو اور دودھ۔''

دود پینا، جانور کا دودھ دھو کر دوسروں کو پلانا، مہمان نوازی میں دودھ پیش کرنا، دودھ دینے والے جانوروں کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنا شرعاً جائز و درست ہے۔

ثَابِتُ بْنُ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

ثابت بن حجاج کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[127]...... حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَقَامَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِعَامٍ فَقَالَ: أَمَا عَـلِمْتُمْ مَا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فِيكُـمْ عَامَ أَوَّلٍ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يُعْطَ عَبْدٌ شَيْئًا بَعْدَ الْيَقِينِ أَفْضَلَ مِنَ

❶ سنن ترمذی، صفة الجنة، باب ماء فی صفة انهار الجنة: 2571، وقال: حسن صحیح وقال الالبانی: صحیح، سنن دارمی، الرقاق، باب فی انهار الجنة: 2878.

❷ سنن ترمذی، الادب، باب ما جاء فی کراهية رد الطيب: 2790، وقال الالبانی: حسن.

الْعَافِيَةِ ، وَإِنَّا لَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْيَقِينَ وَالْعَافِيَةَ .

تخریج الحدیث الحديث صحيح، انظر رقم : (6) .

ترجمة الحدیث ثابت بن حجاج سے مروی ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد کھڑے ہو کر فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں گزشتہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں کھڑے ہو کر فرمایا: ''کوئی بھی آدمی (ایمان و) یقین کے بعد عافیت سے افضل چیز نہیں عطا کیا گیا اور ہم اللہ تعالیٰ سے یقین اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔''

شرح الحدیث تفصیل کے لیے حدیث نمبر 6، 47 کا مطالعہ کیجیے۔

عَلِيُّ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

علی بن ابی کثیر کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[128]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ ، وَسُرَيْجٌ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سُمَيْعٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ: لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ: هَلُمَّ فَلْأُبَايِعْكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّكَ أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ . قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ لَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلَ أُصَلِّي بَيْنَ يَدَيْ رَجُلٍ أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَّنَا حَتَّى قُبِضَ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 127 (233) وقال محمد احمد شاكر: اسناده ضعيفٌ، مسند الفاروق لابن كثير : 2/ 676، مجمع الزوائد : 5/ 172 .

ترجمة الحدیث علی بن ابوکثیر سے مروی ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح سے کہا: آؤ تاکہ میں آپ کی (خلافت کے لیے) بیعت کروں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''یقیناً تو اس امت کا امین ہے۔'' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے ایسا کرنا ممکن نہیں کہ ایسے آدمی کی امامت کرواؤں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس نے ہمیں امامت کرائی حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

شرح الحدیث

(1) ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر ولدیت عبداللہ ہے۔ جراح آپ کے دادا کا نام تھا۔ والد کی بجائے دادا کے نام الجراح سے شہرت پائی۔ آپ کا تعلق عرب کے معزز ترین خاندان قریش سے تھا۔ فہر پر آپ کا سلسلۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مل جاتا ہے۔ آپ سابقین الاولین میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف دوسرے سفر ہجرت میں آپ بھی موجود تھے۔ بعد ازاں مدینہ منورہ تشریف لائے تو بدر، احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔

آپ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں زبان نبوت سے دنیا میں جنت کی بشارت ملی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَأَبُوْ عُبَيْدَةُ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ .)) ❶

''اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔''

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے دو عیسائی عاقب اور سید آئے۔ وہ آپ سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ ایسا نہ کر، اللہ کی قسم! اگر وہ (سچے) نبی ہوئے اور ہم نے مباہلہ کیا تو ہم اور ہمارے بعد ہماری اولاد کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ ان دونوں نے کہا: آپ جو ہم سے چاہتے ہیں ہم آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں آپ ہمارے ساتھ ایک امانت دار آدمی کو بھیج دیجئے اور امین کے سوا کسی دوسرے شخص کو مت بھیجیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ .))

''میں تمہارے ساتھ وہ امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امانت دار ہوگا۔''

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھنے لگے، تو آپ نے فرمایا:

((قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ .))

''اے ابوعبیدہ بن جراح! آپ کھڑے ہو جائیں۔''

جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

((هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ .)) ❷

''یہ اس امت کے امین ہیں۔''

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی عظمت شان اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ ان کی امانت داری اور امین ہونے پر زبان نبوت سے مہر ثبت ہوئی۔ ''امین الامۃ'' کے علاوہ آپ کو زبان نبوت سے ''نعم الرجل'' کا عظیم المرتبت لقب بھی ملا۔

---

❶ سنن ترمذی، رقم الحديث : 3747 .

❷ صحيح بخاری، المغازی، باب قصة أهل نجران : 4380، صحيح مسلم، فضائل الصحابة : 2420 .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ .)) ❶

''ابوبکر (صدیق) اچھے آدمی ہیں، عمر (فاروق) اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن جراح اچھے آدمی ہیں۔ رضی اللہ عنہم''

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے "الولاء والبراء" کی ایسی شاندار مثال قائم کی کہ تاریخ عالم ایسی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا:

((﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (المجادله : 22) فِیْ أَبِیْ عُبَیْدَةَ عَامِرْ بن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَاحِ حِیْنَ قَتَلَ اَبَاهُ یَوْمَ بَدْرٍ ، وَلِهٰذَا قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ـ حَیْنَ جَعَلَ الْاَمْرَ شُوْرٰی بَعْدَهٗ فِیْ أُوْلٰئِكَ السِّتَّةِ رضی اللہ عنہم ـ وَلَوْ كَانَ أَبُوْ عُبَیْدَةَ حَیًّا لَأَسْتَخْلَفْتُهٗ .)) ❷

''یہ آیت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو کبھی بھی ایسا نہ پاو گے کہ وہ ان سے محبت رکھیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے...... الخ ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے غزوہ بدر کے دن اپنے مشرک باپ کو قتل کیا اور اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب مرض الموت میں اپنے بعد خلافت کے معاملے کو (عشرہ مبشرہ میں سے موجود) چھ صحابہ کے سپرد کیا تو فرمایا: اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ نامزد کرتا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انہیں خلافت کے لیے تجویز کرنا بھی ان کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کرتے تو کس کو کرتے؟ تو انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ ان سے پوچھا گیا: ابوبکر کے بعد کس کو کرتے؟ تو انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو۔ ان سے پھر پوچھا گیا: عمر کے بعد کس کو خلیفہ نامزد کرتے؟ تو انہوں نے کہا: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کرتے۔ ❸

(2) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حقدار سمجھتے ہوئے

---

❶ سنن ترمذی، مناقب، باب مناقب معاذ بن جبل ...... الخ : 3795 وقال: حدیث حسنٌ .

❷ تفسیر ابن کثیر : 6/ 158 .

❸ صحیح مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: 2385 .

اپنی زندگی کے آخری ایام میں انہیں مصلیٰ امامت سنبھالنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس حکم نبوی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ خلافت کے حقدار بھی وہی ہیں جنہیں امامت سونپی گئی اسی لیے صحابہ کے اجماع و اتفاق سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ٹھہرے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی بیماری کے دوران سترہ نمازوں کی امامت کرائی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی اقتدا میں ادا کیں۔

قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَيْضًا عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

قبیصہ بن ذؤیب کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ مزید روایت

[129]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ رَجُلٍ ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ أُمُّ الْأُمِّ أَوْ أُمُّ الْأَبِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي أَوِ ابْنَ ابْنَتِي مَاتَ وَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّ لِيَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقًّا ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلِمْتُ لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنْ حَقٍّ ، وَمَا سَمِعْتُ فِيكِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ، وَسَأَسْأَلُ النَّاسَ ، فَسَأَلَ ، فَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ، فَشَهِدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ ، فَقَالَ مَنْ شَهِدَ ذَلِكَ مَعَكَ؟ أَوْ مَنْ سَمِعَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَشَهِدَ، فَأَعْطَاهَا أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، ابواب الفرائض، باب ما جاء فی میراث الجدة : 2101، من حديث ابن ابی عمر عن سفيان بن عيينة، عن الزهری به، وقال: هذا احسن وهو اصح من حديث ابن عيينة، سنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب ميراث الجدة : 2724، مؤطا مالك : 2/ 14 (1461).

ترجمة الحديث قبیصہ بن ذؤیب نے بیان کیا۔ نانی یا دادی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس نے کہا: میرا پوتا یا میرا نواسہ وفات پا گیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ کی کتاب میں (اس کی وراثت میں) میرا حق موجود ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے علم میں اللہ کی کتاب میں تیرا حق وراثت نہیں ہے اور نہ ہی تیرے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ البتہ میں لوگوں سے (اس مسئلہ میں) تحقیق کروں گا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی یا نانی کو چھٹا حصہ دیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کے ساتھ اور کون موجود تھا؟ یا آپ کے ساتھ اس (حدیث) کو کس نے سنا ہے؟ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی گواہی دی۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس دادی یا نانی کو چھٹا حصہ دیا۔

شرح الحدیث وراثت، جدہ کے حصہ اور اس سے متعلقہ دیگر مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 124، 125 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سلیم بن عامر کی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[130]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اخْرُجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ: مَنْ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ، فَلَقِيَنِي عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ عُمَرُ: ارْجِعْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا ، فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ عُمَرُ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف ، لضعف سويد بن عبد العزيز السلمي الدمشقي ، ومعنى الحديث صحيح من حديث ابي هريرة .

ترجمة الحدیث سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''باہر نکلیں اور لوگوں میں اعلان کریں کہ جس نے گواہی دی اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ جنتی ہے۔'' مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ ملے تو میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی بات بتائی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ واپس تشریف لے جائیں۔ مجھے خدشہ ہے کہیں لوگ صرف اسی پر بھروسہ نہ کر لیں۔ میں نے واپس جا کر نبی اکرم ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''عمر نے سچ کہا۔''

شرح الحدیث

(1) کلمۂ توحید کی گواہی کی فضیلت:

کلمۂ توحید دین اسلام کی اساس اس کا اقرار اور پہلا رکن ہے۔ غیر مسلم جب توحید کا اقرار کرتا ہے تو اس کی زندگی کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس اقرار کے ساتھ اس سے لڑنا قتال کرنا، منع ہو جاتا ہے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، ہم نے جہینہ قبیلے سے صبح کے وقت جنگ کی، میرا ایک آدمی سے سامنا ہوا تو اس نے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه'' پڑھا لیکن میں نے اسے برچھی سے مار ڈالا۔ بعد میں میرے دل میں تشویش پیدا ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟))

''کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور تو نے اسے قتل کر دیا؟''

اسامہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے ہتھیار کے ڈر سے پڑھا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟))

''آپ نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا کہ آپ کو پتہ چل سکے اس نے خلوص دل سے کہا یا نہیں؟''

آپ بار بار یہ بات دہراتے رہے حتی کہ میں نے آرزو کی کاش میں آج کے روز اسلام لایا ہوتا۔ [1]

کلمہ توحید کا اخلاص سے اقرار، اس پر ایمان اور اس کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے دنیا سے چلے جانا، گناہوں کے کفارے، اعمال کی قبولیت اور اخروی نجات کے لیے ضروری ہے۔ کلمہ شہادت انسان کے اعمال میں روز قیامت سب سے وزنی عمل ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ رب العزت قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک آدمی کو لائیں گے اور اس کے سامنے گناہوں کے ننانوے رجسٹر رکھ دیئے جائیں گے۔ ہر رجسٹر تا حد نگاہ پھیلا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے پوچھیں گے۔ کیا تو ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ وہ کہے گا اے میرے رب نہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ آدمی کہے گا: اے میرے رب! بالکل نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ہاں! یقیناً ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔'' چنانچہ ایک کاغذ کا ٹکڑا لایا جائے گا۔ جس پر ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' درج ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اعمال تولے جانے کی جگہ چلے جاؤ۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا، اتنے بڑے رجسٹروں سے کیا نسبت رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تجھ پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''گناہوں کے رجسٹر ایک پلڑے میں اور کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ گناہوں کے رجسٹر ہلکے اور کاغذ کا ٹکڑا بھاری ثابت ہوگا۔ اللہ رب العزت کے نام سے کوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی ہے۔ [2]

مزید فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 6، 7۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله: لا اله الا الله، رقم: 96.

[2] سنن ترمذی، الایمان، باب من یموت وهو یشهد ان لا اله الا الله: 2639 وقال: حسنٌ، سننن ابن ماجه، : الزهد، باب ما یرجی من رحمة الله یوم القیامة: 4300 وقال الالبانی: صحیح.

(2) مصلحتاً بعض مسائل پر خاموشی اختیار کرنا:

بعض علمی مسائل اور باتیں عوام الناس کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ان سے لوگوں میں بے عملی پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اہل علم کی ذمہ داری ہے لوگوں کی فہم وفراست اور ان کی ذہنی سطح کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کریں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو عام کرنے سے منع کر دیا کہ کہیں لوگ اس بات پر توکل واعتماد کر کے بیٹھ جائیں اور ان میں اعمال صالحہ کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ سرد نہ پڑ جائے۔ جس طرح بعض مسائل عوام الناس کو بیان کرنے سے بے عملی کا خدشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مسائل سے فتنہ و فساد اور خرابی کے بھی امکان ہوتے ہیں۔ لہٰذا داعی کو صاحب بصیرت ہونا چاہیے اور موقع محل دیکھ کر دعوت وتبلیغ کے فریضہ کو انجام دینا چاہیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن یاد کیے۔ ایک کو میں نے پھیلا دیا اور اگر میں دوسرا برتن بھی پھیلا دوں تو میرا نرخرکاٹ دیا جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں نرخر سے مراد کھانا گزرنے کی جگہ ہے۔ [1]

اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

((حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ .)) [2]

''لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہیں۔ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَان لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً .)) [3]

''تم کسی قوم کے سامنے ایسی حدیث بیان نہیں کرتے جس (کے صحیح مفہوم) تک ان کی عقلوں کی رسائی نہیں ہوتی مگر وہ ان میں سے بعض کے لیے باعث فتنہ ہوتی ہے۔''

معلوم ہوا شرعی عذر کی وجہ سے بعض اوقات علم کی کوئی بات عام لوگوں سے مخفی رکھنا اور اہل علم کو بیان کرنا درست ہے۔ لیکن بغیر کسی دلیل کے کتمان علم جائز نہیں۔ کتاب وسنت میں اس پر سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری العلم، باب حفظ العلم : 120 .

[2] صحیح بخاری، العلم، باب من خص بالعلم قوما دون قوم کراھیة ان لا یفھموا : 127 .

[3] صحیح مسلم، المقدمة، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع : 14 .

أَبُو رَجَاءٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ

ابورجاء کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[131]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو نُصَيْرَةَ الْوَاسِطِيُّ ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ، فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَسِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ عِشْرِينَ سَنَةٍ ، فَإِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ أُجِيزَ بِعَمَلِ مِائَتَيْ سَنَةٍ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف، بقية : هو ابن الوليد الكلاعى، صدوق كثير التدليس عن الضعفاء، وقد عنعن، والضحاك بن حمزه الاملوكى الواسطى ضعيف، مجمع الزوائد: 2/ 174 (3062)، المعجم الاوسط: 3/ 357 (3397).

ترجمة الحدیث ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی گئیں اور جب وہ جمعہ کی ادائیگی کے لیے (گھر سے) چلا تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے بیس سال کی نیکیوں کے برابر اجر وثواب ہے اور جب اس نے جمعہ کی نماز پڑھ لی تو اسے دو سال نیک عمل کرنے کے برابر اجر وثواب دیا گیا۔''

شرح الحدیث

(1) فرضیت جمعہ:

نماز جمعہ ہر مکلّف پر فرض و واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (الجمعة: 9)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

عورت، مسافر، مریض، غلام اور چھوٹے بچے مکلّف نہیں ہیں۔ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ، أَوِ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيضٌ.)) ❶

''نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا واجب حق ہے سوائے چار قسم کے لوگوں کے، غلام، عورت، بچہ اور مریض۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ عَلَى مُسَافِرٍ جُمُعَة.)) ❷

''مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حج اور دیگر اسفار کئے لیکن آپ اس دوران باوجود زیادہ افراد ہونے کے نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے۔

آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جمعہ کے روز میدان عرفات میں نماز ظہر ادا کی تھی۔ (ارواء الغلیل : 3/ 60)

(2) بغیر شرعی عذر جمعہ چھوڑنا:

جمعہ فرض ہے اور اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی کا مظاہرہ کرنا انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ بلا عذر جمعہ ترک کرنا گناہ ہے اور اگر یہ ترک تکرار کے ساتھ ہو تو ایسے انسان کے لیے وعیدیں سخت ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ سے پیچھے رہ جانے والوں سے متعلق فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ.)) ❸

''میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور پھر جا کر ان لوگوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں جو (بلا عذر) جمعہ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا:

---

❶ سنن ابی داؤد، الصلاة، باب الجمعة للملوك والمرأة : 1067، وقال الالبانی: صحيحٌ، سنن الكبرىٰ للبيهقی : 3/ 183.

❷ المعجم الاوسط للطبرانی : 1/ 249، رقم الحديث : 818، صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث : 5405.

❸ صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد ...... الخ : 652.

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ .)) ❶

''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافل ہوجائیں گے۔''

سیدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ .)) ❷

''جس شخص نے تین جمعے غفلت وسستی کی وجہ سے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

(3) جمعہ کے لیے غسل کرنا:

جمعہ مسلمانوں کی ہفتہ وار عید ہے۔ جس میں اللہ کے ذکر، قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے مسلمان اللہ کے گھروں میں جمع ہوتے ہیں۔ اس لیے اس اجتماع کی خاطر غسل کرنے اچھا لباس پہننے، مسواک کرنے اور خوشبو لگانے کی تاکید کی گئی ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ .)) ❸

''ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے اور مسواک کرنا اور اگر دستیاب ہو تو خوشبو لگانا۔''

غسل جمعہ کی مشروعیت مسلم ہے تاہم وجوب یا عدم وجوب میں اختلاف ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ یہ غسل مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ حدیث پاک: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ)) ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔'' کے تحت رقمطراز ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے جمعہ کے دن غسل کو پسند تو کیا ہے لیکن اس رائے کا بھی اظہار کیا ہے کہ جمعہ کے دن وضوء غسل سے کفایت کر جاتا ہے۔ ❹

---

❶ صحیح مسلم، الجمعة، باب التغليظ فى ترك الجمعة : 865.

❷ سنن ابی داؤد، الجمعة، باب التشديد فى ترك الجمعة : 1052، سنن ترمذی، الجمعة، باب ما جاء فى ترك الجمعة من غير عذر : 500 وقال: حسنٌ، سنن نسائی رقم الحديث : 1369، سنن ابن ماجه، رقم الحديث : 1125 وقال الالبانی : حسن صحیح .

❸ صحیح بخاری، الجمعة، باب الطيب اللجمعة : 880، صحيح مسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة : 846.

❹ سنن ترمذی، الجمعة، باب ما جاء فى الوضوء يوم الجمعة : 498.

(4) نماز جمعہ کے لیے غسل اور جلدی مسجد جانے کی فضیلت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .)) [1]

''جس نے غسل کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا اور جتنی توفیق ہوئی نماز پڑھی پھر خاموش رہا حتی کہ امام خطبہ سے فارغ ہوگیا۔ پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے لیے اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں بلکہ مزید تین دن کے گناہ بھی۔''

سیدنا اوس بن اوس ثقفی بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا:

((مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنْ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا .)) [2]

''جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور خوب اچھی طرح غسل کرے۔ پھر وہ جلدی مسجد جائے۔ پیدل چلے اور سوار نہ ہو۔ امام کے نزدیک بیٹھے، دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی بے ہودہ کام نہ کرے تو اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی راتوں کے قیام کا ثواب ہوگا۔''

زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

زید بن یثیع کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[132]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ثنا ابْنُ وَكِيعٍ قَالَ: نَا أَبِي ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَهُ بِسُورَةِ بَرَاءَةٍ يَقْرَؤُهَا عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْسِمِ ثُمَّ أَحْدَثَ إِلَيْهِ مِنْ أَمْرِهِ مَا أَحْدَثَ ، فَبَعَثَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَدْرِكْ أَبَا بَكْرٍ فَخُذْ مِنْهُ سُورَةَ بَرَاءَةٍ فَاقْرَأْهَا عَلَى النَّاسِ ، قَالَا: فَأَخَذَهَا فَرَجَعَ أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالِي أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ؟ فَقَالَ: لَا ، أُمِرْتُ أَلَّا يُؤَدِّيَهَا إِلَّا أَنَا ، أَوْ رَجُلٌ مِنِّي .

---

[1] صحيح مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت فى الخطبة : 857.

[2] سنن ابى داؤد، الطهارة، باب فى الغسل الجمعة : 345، سنن ترمذى، الجمعة، باب ما جاء فى فضل الغسل يوم الجمعة : 496، وقال: حسنٌ، سنن نسائى : 3/ 95، رقم الحديث : 1381، وقال الالبانى : صحيح .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 183 (4) وقال محمد احمد شاکر: اسناده صحیحٌ، سنن ترمذی، ابواب التفسیر القرآن، باب ومن سورة التوبة : 3090، وقال حسن غریب من حدیث أنس بنحوه، وقال الالبانی : حسن الاسناد .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورہ توبہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ حج کے ایام میں لوگوں کو (اس کے احکام) پڑھ کر سنائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات سوجھی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان سے کہا: ''ابوبکر کو جا ملو اور ان سے سورۃ برات لے لو اور تم اسے لوگوں کو پڑھ کر سنانا۔'' علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ برأت لے لی۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کیا ہوا کیا میرے متعلق کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''نہیں بلکہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ اس فریضہ کو یا میں خود ادا کروں یا کوئی آدمی جو مجھ (میرے اہل بیت) سے ہو۔''

شرح الحدیث (1) فرضیت حج کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 103۔

(2) اسلام میں پہلا حج:

مسلمانوں نے پہلا حج سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں 9ھ میں کیا۔ اس حج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں جنہوں نے دس ذوالحجہ، یوم النحر اور میدان منی وعرفات میں مختلف علاقوں سے آئے لوگوں کی موجودگی میں اہم اعلانات کیے۔ ان اعلانات سے مقصود یہ تھا کہ آئندہ حج جیسی عبادت اور اللہ کا گھر ان جاہلی خرافات، ننگے ہو کر طواف کرنا وغیرہ سے پاک ہو سکے۔

(3) مشرکین سے اعلان برأت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مختلف مشرک قبائل سے معاہدے کیے۔ لیکن مشرکین ان عہد ناموں کو بار بار توڑتے اور ان کی شرائط کو پورا نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خاموشی کے ساتھ ان عہد ناموں کو توڑنے کی بجائے، دنیا کے سب سے بڑے مجمع میں تمام عہد نامے منسوخ کرنے کا اعلان کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی آئندہ کا لائحہ عمل بھی دے دیا گیا۔

اس اعلان برأت میں بنیادی طور پر چار چیزیں شامل تھیں۔ زید بن یثیع ہمدانی کہتے ہیں ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ حج میں کیا پیغام دے کر بھیجے گئے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے چار چیزوں کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ (ایک یہ کہ) آئندہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا۔ (دوسرا یہ کہ) جس کافر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی معاہدہ ہے تو وہ معاہدہ مدت ختم ہونے تک قائم رہے گا، اور جن کا معاہدہ نہیں ان کے لیے چار ماہ کی مدت (مہلت) ہے۔ (تیسرا یہ کہ) جنت میں صرف مومن ومسلمان ہی جائے گا۔ اور (چوتھا یہ کہ) اس سال کے بعد

(آئندہ) مسلمان اور مشرک اکٹھے حج نہیں کر سکیں گے۔ ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی امارت والے حج میں اعلان کرنے والوں کے ساتھ بھیجا کہ منی میں اعلان کروں کہ آئندہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اعلان برأت کریں لہٰذا ہمارے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی یوم النحر کو منیٰ میں اعلان برأت کیا کہ آئندہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ ❷

(4) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے دستور میں عموماً معاہدہ کرنے والا ہی عہد نامہ منسوخ کرتا یا پھر اس کے اہل بیت میں سے کوئی قریبی رشتہ دار معاہدے کی منسوخی کا اعلان کیا کرتا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ سب نسبتیں حاصل تھیں۔ نبی علیہ السلام کے چچا زاد ہونے کے علاوہ داماد اور اہل بیت میں سے بھی تھے۔ اس لیے آپ علیہ السلام نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے بھیجا تا کہ کسی کو کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجی، پھر آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا:

((لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُبَلِّغَ هَذَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي فَدَعَا عَلِيًّا فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا .))

''میرے خاندان کے کسی فرد کے سوا کسی اور کے لیے مناسب نہیں کہ یہ پیغام (وہاں) پہنچائے۔''

پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں یہ پیغام دے کر بھیجا۔ ❸

يَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه

یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[133]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ

❶ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة التوبة: 3092، وقال: حسن صحیحٌ، وقال الالبانی: صحیحٌ، مسند احمد: 2/ 32، رقم الحدیث: 594.

❷ صحیح بخاری، التفسیر، باب قوله واذان من الله ورسوله ...... الخ: 4656، صحیح مسلم، الحج، باب لا یحج البیت مشرك ولا یطوف بالبیت عریان: 1347.

❸ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة التوبة: 3090، وقال: حسن، وقال الالبانی: حسن الاسناد.

الْفَضْلِ الْعَنَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ التَّمِيمِيُّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ وَاقِدٍ الْقُرَشِيِّ ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: شَيَّعَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الشَّامِ ، فَقَالَ: يَا يَزِيدُ إِنَّكَ رَجُلٌ تُحِبُّ ذَا قَرَابَتِكَ ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ وَلَّى ذَا قَرَابَتِهِ مُحَابَاةً وَهُوَ يَجِدُ خَيْرًا مِنْهُ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 202 (21) وقال محمد احمد شاكر : اسناده ضعيف ، مستدرك الحاكم : 4/ 39 .

ترجمة الحدیث یزید بن ابوسفیان نے بیان کیا مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب شام کی طرف (عامل بنا کر) بھیجا تو رخصت فرمایا: ”اے یزید! آپ اپنے رشتہ داروں سے محبت کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو محبت کی وجہ سے (حکومتی) ذمہ داری سونپی اور اسے ان سے بہتر افراد میسر تھے تو وہ انسان جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔“

شرح الحدیث

امیر مملکت:

اسلامی ریاست و مملکت کی باگ ڈور ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہیے جو خود مسلمان ہو۔اس کی زندگی احکام شرعیہ کی پیروی میں بسر ہوتی ہو۔ وہ اقتدار کو اللہ کی طرف سے امانت سمجھتے ہوئے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی کوشش کرے۔ اپنی رعایا کی انفرادی واجتماعی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔

امیر مملکت اپنے ماتحت وزراء، گورنروں، صوبوں اور اضلاع کے انتظامی ذمہ داروں کا انتخاب قرابت داری، رشتہ داری، تعلق داری کی بنیاد پر کرنے کی بجائے باصلاحیت، معاملہ فہم، صاحب بصیرت، علم و عمل سے آراستہ اصحاب حل وعقد کا کرے تاکہ عدل و انصاف کو فروغ ملے۔ عوام کے مسائل ذمہ داری سے حل ہوں اور ریاست میں رہنے والے امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ اسلام نے امیر و حکمران کو ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دینے کا حکم دیا تو افراد امت کو بھی ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَأَنْ تُنَاصِحُوا مَنْ وَلَّاهُ

اللّٰهُ اَمْرَكُمْ وَيَسْخَطُ وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ .)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین کام پسند کرتا ہے اور تین کام ناپسند کرتا ہے۔ وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور (دوسرا) یہ کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اس سے جدا نہ ہو اور (تیسرا) تم اپنے امیر حکمران کے خیر خواہ رہو اور وہ تمہارے لیے فضول گفتگو، مال کا ضائع کرنا اور بکثرت (فضول) سوال کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

رعایا کے ہر فرد کے لیے سمع و اطاعت اور حکمران کی خیر خواہی ضروری ہے تو رعایا کو احتساب کا حق بھی حاصل ہے۔

(2) نااہل حکومتی ذمہ داران:

نااہل اور نالائق حکومتی ذمہ داران ریاست ومملکت کے لیے دیمک ہوتے ہیں۔ جو بدامنی، زبوں حالی، اختلاف و انتشار کا باعث بنتے ہیں۔ جس حکمران کے وزیر ومشیر اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوں، تقویٰ، دیانت، احسان اور مروت سے محروم ہوں اس کی ذاتی صلاحتیں دب جاتی ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اسلامی نظام کے مطابق حکومت اعزازی خدمت کا مقام ہے۔ یہ خویش پروری دولت کمانے اور ثروت کا ذریعہ نہیں۔ اسی لیے مسلمان خلفا کی زندگی فقیرانہ تھی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے لڑکوں کو ان کی متروکہ جائیداد سے پانچ پانچ روپیہ سے بھی کم ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی زندگی بے حد سادہ تھی، چدر پر چمڑے کے کئی کئی پیوند لگاتے تھے۔ اسلام میں یہ ذمہ داری وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو اپنی زندگی مشکلات کے حوالہ کر دیتے اور عوام کے لیے آسانیاں مہیا کرتے ہیں۔ اس لیے وہاں خیانت، رشوت اور کنبہ پروری کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا، اسلامی اخلاق کی موت نے تباہی بپا کر دی ہے۔ صحیح بخاری میں آنحضرت کا یہ ارشاد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ .)) ❷

''جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو، پوچھا گیا، امانت کے ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے؟

❶ صحیح مسلم، الاقضیة، باب النهی عن کثرة المسائل من غیر حاجة: 1715، مسند احمد: 14/ 399، رقم الحدیث: 8799.

❷ صحیح البخاری، العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل فی حدیثه ...... الخ: 59.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب حکومتوں کے ذمہ دار نااہل لوگ قرار پانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔'' [1]

خلافت راشدہ میں علم وتقویٰ کی بنا پر ذمہ داران کا تعین کیا جاتا تھا۔ بعد کے خلفاء میں یہ معیار آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا اور آج تو صورتحال ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ بقول حبیب جالب ؎

حکمراں ہو گئے کمینے لوگ
خاک میں مل گئے نگینے لوگ

حَسَّانُ بْنُ الْمُخَارِقِ عَنْ أَبِی بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

حسان بن مخارق کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[134]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ الْمُخَارِقِ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: وَبَكَى حَتَّى ابْتَلَّتْ لِحْيَتُهُ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْطَ الْعِبَادُ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الْعَافِيَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْيَقِينُ.

تخریج الحدیث انظر رقم (6) (127).

ترجمة الحدیث حسان بن مخارق نے بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اور اشکبار ہو گئے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی (آنسوؤں سے) تر ہوگئی۔ پھر کہا، میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ لوگوں کو یقین کے علاوہ عافیت سے افضل کوئی چیز نہیں دی گئی۔''

شرح الحدیث شرح کے لیے حدیث نمبر 127 دیکھیں۔

أَبُو الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيُّ عَنْ أَبِی بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

ابوالعالیہ ریاحی کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[135]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَكَّامٌ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُثْمَانَ الطَّوِيلِ، عَنْ أَبِی الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا أَبُو بَكْرٍ

[1] مجموعه رسائل از مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ: 318، 319.

فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِلْمُقِيمِ أَرْبَعٌ وَلِلظَّاعِنِ رَكْعَتَان ، مَوْلِدِي بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرِي بِالْمَدِينَةِ ، فَإِذَا خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَصَاعِدًا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْهَا فَقُلْتُ لِرَفِيعٍ إِنِّي آتِي الْبَلَدَ فَأُقِيمُ بِهِ شَهْرَيْنِ أَفَأَقْصُرُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، وَإِنْ أَقَمْتَ بِهِ خَمْسِينَ سَنَةً حَتَّى تَرْجِعَ إِلَى قَارِّكَ .

تخریج الحدیث مسند عمر للطبری : 367، حلية الاولياء : 2/ 222، اسناده صحيحٌ .

ترجمة الحديث ابو العالیہ ریاحی نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا تو کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مقیم کے لیے (نماز کی) چار رکعتیں ہیں اور مسافر کے لیے دو رکعتیں ہیں۔ میری جائے پیدائش مکہ ہے اور میرا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ جب میں مدینہ سے ذوالحلیفہ سے آگے کسی مقام کے سفر کے لیے نکلوں گا تو دو رکعتیں پڑھوں گا یہاں تک کہ واپس مدینہ آجاؤں۔'' میں نے ابوالعالیہ رفیع سے پوچھا: میں اگر کسی شہر میں دو ماہ قیام کروں تو کیا نماز قصر کروں گا؟ انہوں نے کہا ہاں؟ اگر چہ تو پچاس سال رہے یہاں تک کہ تو واپس اپنے اصل وطن آجائے۔

شرح الحديث

(1) نماز کی اہمیت:

نماز ہر مسلمان مرد وعورت پر ہر حالت امن وخوف، تندرستی و بیماری، حضر وسفر میں واجب وفرض ہے۔ تارک نماز کے لیے کتاب وسنت میں انتہائی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ انہی وعیدوں کی وجہ سے صحابہ کرام کا تارک نماز سے متعلق انتہائی سخت موقف تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن شقیق العقیلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ .)) ❶

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے سوا کسی عمل کے چھوڑ دینے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔''

(2) مسافر کی نماز:

مسافر کے لیے نماز قصر کرنا افضل و بہتر ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا ، وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى .)) ❷

---

❶ سنن ترمذی، الایمان، باب ما جاء فی ترك الصلاة : 2622 وقال الالبانی : صحیح .

❷ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب التاریخ، من أین أرخوا التاریخ : 3935، صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة المسافرین و قصرها : 685 .

''شروع میں دو رکعت نماز فرض کی گئی تھی پھر نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کی تو (حضر کی) نماز چار رکعتیں فرض کی گئیں اور سفر کی نماز پہلی حالت پر برقرار رکھی گئی۔''

یعلی بن امیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ﴾

(النساء : 101)

''تم پر نماز قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے۔''

جبکہ اب لوگوں کو امن و امان حاصل ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھی اسی طرح تعجب ہوا تھا جس طرح آپ کو ہوا۔ چنانچہ میں نے اس سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ .)) ❶

''یہ صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر کیا ہے لہٰذا تم اس کا صدقہ قبول کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذَلِكَ رضی اللہ عنہم .)) ❷

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا، آپ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا بھی یہی دستور رہا۔''

(3) قصر کا حکم:

دوران سفر نماز کا قصر کرنا افضل و بہتر ہے۔ خیر القرون اور بعد کے اہل اسلام میں یہی عمل رہا تاہم فرض نماز مکمل پڑھنا بھی جائز و درست ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کرنے گئیں جب وہ مکہ پہنچ گئیں تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، راستے میں آپ نماز قصر کرتے رہے جبکہ میں پوری پڑھتی رہی، آپ روزہ چھوڑتے رہے میں رکھتی رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تو نے ٹھیک کیا۔''

---

❶ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها : 687.

❷ صحيح بخاری، التفسير، باب من لم يتطوع فی السفر دبر الصلاة : 1102، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها : 689.

آپ نے مجھ پر اس بات کا عیب نہیں لگایا۔ [1]

(4) قصر کے لیے مسافت:

قصر کے لیے مسافت کی تعیین میں اہل علم سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ اس سلسلہ میں بہترین دلیل صحیح مسلم کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین (شرعی) میل یا تین فرسخ کی مسافت کے سفر پر جاتے تو نماز قصر کرتے تھے۔ [2]

یہ حدیث دلیل ہے کہ جب کسی مسافر کا تین فرسخ (تقریباً 23، 24 کلومیٹر) تک سفر کا ارادہ ہو تو اس کے لیے قصر کرنا جائز ہے۔

(5) مدت قصر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر چار ذوالحجہ کو صبح کے وقت مکہ پہنچے اور یوم الترویہ 8 ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور اس دوران چار دن مکہ میں ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ لہٰذا اگر مسافر کسی مقام پر چار دن یا چار دن سے کم مدت اقامت کا ارادہ بنا کر ٹھہرے تو قصر کرے اور چار دن سے زائد مدت اقامت ہو تو پہنچتے ہی پوری نماز شروع کر دے۔

(6) متردد مسافر کی نماز:

اگر کوئی شخص اپنی ضروریات کے تحت کہیں ٹھہرے لیکن باقاعدہ اقامت کا ارادہ نہ ہو یا ضروریات پوری کرتے کرتے زیادہ دن رکنا پڑ جائے اور روانگی ملتوی ہوتی رہے تو ایسی صورت میں انیس، بیس دن تک قصر کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مروی ہے۔ البتہ صحابہ اور آئمہ سلف سے کئی کئی سال تک قصر کرنے کے اقوال بھی مروی ہیں تاہم راجح وہی ہے جو مرفوع احادیث میں وارد ہوا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا .)) [3]

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ میں انیس دن قیام کیا اور آپ نماز قصر ادا کرتے رہے، جب

---

[1] سنن نسائی، تقصیر الصلاۃ، باب المقام الذی یقصر بمثلہ الصلاۃ: 1457.

[2] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ المسافرین وقصرھا: 691.

[3] صحیح بخاری، التقصیر، باب ما جاء فی التقصیر و کم یقیم حتی یقصر: 1080.

ہم سفر پر جاتے ہیں تو انیس دن تک قیام کرتے ہیں تو قصر کرتے ہیں اور اگر قیام زیادہ ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں یہ قیام ارادہ کے ساتھ نہ تھا بلکہ آپ کو وہاں کچھ امور کی انجام دہی کے لیے رکنا پڑا جس کی وجہ سے انیس دن لگ گئے تھے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِتَبُوكَ عِشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے رہے اور نماز قصر پڑھتے رہے۔''

(7) سفر میں دو نمازیں جمع کرنا:

دوران سفر دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اور یہ جمع تقدیم وتأخیر یعنی ظہر کے ساتھ عصر، مغرب کے ساتھ عشا اور عصر کے ساتھ ظہر اور عشا کے ساتھ مغرب ملا کر پڑھنا صحیح ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر پر روانہ ہوتے تو ظہر کو عصر تک مؤخر کر لیتے تھے اور اگر روانہ ہونے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہوتا تو ظہر پڑھتے اور سفر کا آغاز کرتے۔ ❷

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے سفر میں اگر سورج ڈھلنے سے پہلے روانہ ہو چکے ہوتے تو ظہر کو مؤخر کرتے حتی کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھ لیتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تو ظہر اور عصر دونوں اکٹھی پڑھ لیتے پھر سفر شروع کرتے۔ جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کرتے حتی کہ اسے عشا کے ساتھ پڑھتے اور جب غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوتے تو عشا کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے تھے۔ ❸

(8) حرمین کی فضیلت:

اللہ رب العزت نے روئے زمین کے دو شہروں مکہ و مدینہ کو جس فضیلت اور شان سے نوازا ہے وہ شان کسی اور خطے کے حصے میں نہیں آئی۔ مکہ مکرمہ کو بیت اللہ، ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں اور پیارے پیغمبر ﷺ کی جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے اور مدینہ طیبہ کو ہجرت نبوی کا مرکز، نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں اور جائے وفات و مدفن ہونے کی وجہ سے شرف

❶ سنن ابی داؤد، الصلاة، باب اذا اقام بأرض العدو یقصر : 1235، مسند احمد : 22/ 44، رقم الحدیث : 13139، وقال الالبانی : صحیح .

❷ صحیح بخاری، تقصیر الصلاة، باب اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس : 1112، صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر : 704 .

❸ سنن ابی داؤد، صلاة المسافر، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر : 704، سنن ترمذی، الجمعة، باب ما جاء فی الجمع بین الصلاتین : 553 وقال: حسن، وقال الالبانی : صحیح .

وعزت نصیب ہوئی۔ یہ دونوں شہر کئی مقامات فضیلت کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی محبت کا مرکز ہونے کی وجہ سے بھی اہل ایمان کے دلوں میں بستے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عدی ابن حمر الزہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ پر کھڑے مکہ کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے:

((وَاللّٰهِ! إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ .)) ❶

''اللہ کی قسم! تم اللہ کی بہترین اور اس کو سب سے محبوب زمین ہو اور اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ .)) ❷

''تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا ہی محبوب ہے اور اگر مجھے میری قوم تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔''

اللہ رب العزت نے مکہ مکرمہ کی فضیلت واہمیت کے پیش نظر اس کی قسم اٹھائی، ارشاد فرمایا:

﴿ لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ ﴾ (البلد : 1)

''مجھے اس شہر کی قسم۔''

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ ۝ ﴾ (التين : 4)

''اور اس امن والے شہر کی قسم۔''

مدینہ منورہ کو زمانہ جاہلیت میں ''یثرب'' کہا جاتا تھا۔ قرآن میں اس شہر کا مدینہ کے نام سے ذکر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں طیبہ اور طابہ کا نام بھی دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس شہر اور اس شہر کے رہنے والوں انصار رضی اللہ عنہم سے بے پناہ محبت تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت مدینہ تشریف لائے،

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب فی فضل مكة : 3925 وقال: حسن صحيحٌ، سنن ابن ماجه، المناسك، باب فضل مكه : 3158 وقال الالبانی : صحيح .

❷ سنن ترمذی، المنافب، باب فی فضل مكه : 3926 وقال: حسن صحيح، وقال الالبانی: صحيح .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَیْنَا الْمَدِینَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی صَاعِنَا وَفِی مُدِّنَا وَصَحِّحْھَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا إِلَی الْجُحْفَةِ .)) ❶

''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح ڈال دے جس طرح ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما اور اس مدینہ کو ہمارے لیے صحت افزا مقام بنا دے اور اس کی بیماریوں کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک انصاری خاتون اپنے بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے گفتگو کی اور دو مرتبہ ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ إِنَّکُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَیَّ .)) ❷

''اس ذات کی قسم کے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم (اہل مدینہ) لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔''

(9) ذوالحلیفہ:

مدینہ منورہ سے چھ میل دوری پر ایک مقام کا نام ہے۔ یہ اہل مدینہ اور ان کے راستے سے آنے والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ (میقات) بھی ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے قریباً 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

عَائِشَةُ عَنْ أَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہما

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[136]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ یَحْیَی الْأُمَوِیُّ قَالَ: نَا أَبِی ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّمَا دُفِنَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی مَضْجَعِهِ إِنَّ أَبَا بَکْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ: إِنَّهُ لَمْ یُدْفَنْ نَبِیٌّ قَطُّ إِلَّا حَیْثُ قُبِضَ . فَلِذٰلِكَ دُفِنَ حَیْثُ قُبِضَ .

تخریج الحدیث اسنادہ ضعیف الحدیث صحیحٌ، انظر رقم: (26) (43).

❶ صحیح بخاری، فضائل المدینة، باب: 1889، صحیح مسلم، الحج، باب الترغیب فی سکن المدینة والصبر علی لاوائھا: 1376.

❷ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانصار انتم أحب الناس الی: 3786.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بستر کی جگہ دفن کیا گیا کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہر نبی کو وہیں دفن کیا گیا جہاں اس کی روح قبض کی گئی۔ اسی لیے آپ کو بھی اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں آپ کی روح قبض کی گئی۔

شرح الحديث تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 26۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِى بَكْرٍ رضی اللہ عنہما

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[137]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَسْكَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ عَالِمًا أَحْسَنَ صَلَاةً مِنَ ابْنِ جُرَيْجٍ ، وَذَلِكَ أَنَّهُ أَخَذَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِى رَبَاحٍ ، وَأَخَذَ عَطَاءُ بْنُ أَبِى رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، وَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِى بَكْرٍ ، وَأَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جِبْرِيلَ ، وَجِبْرِيلُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .

تخريج الحديث رجاله ثقات، مسند احمد : 1/ 236 (73) .

ترجمة الحديث عبدالرزاق بیان کرتے ہیں، میں نے کسی عالم کو ابن جریج رحمہ اللہ سے اچھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نماز کا طریقہ عطا بن ابی رباح سے لیا اور عطاء بن ابی رباح نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لیا اور عبداللہ بن زبیر نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اور جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے لیا ہے۔

شرح الحديث

(1) محمدی نماز:

نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ کتاب و سنت میں اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو نماز کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عملی طور پر پڑھ کر دکھائی اور حکم دیا:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِى أُصَلِّى .)) [1]

---

[1] صحيح بخارى، الأذان، باب الاذان للمسافر : 631.

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

کسی انسان کی نماز میں حسن وخوبصورتی تبھی پیدا ہوسکتی ہے جب اس کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار کے مطابق خشوع وخضوع سے، سنن وآداب کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے۔ جو نماز طریقۂ نبوی سے مطابقت وموافقت نہیں رکھتی وہ عنداللہ مقبول ومنظور نہیں ہے۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اچھی طرح نماز نہیں پڑھ رہا تھا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تم کتنے عرصے سے ایسی نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چالیس سال سے (اسی طرح پڑھ رہا ہوں)۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے چالیس سال سے نماز پڑھی ہی نہیں اور اگر تو اسی طرح نماز پڑھتا پڑھتا فوت ہو جاتا تو محمد ﷺ کے دین پر فوت نہ ہوتا۔ پھر انہوں نے کہا: انسان ہلکی نماز پڑھنے کے باوجود مکمل اور اچھے طریقے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ [1]

معلوم ہوا اللہ کو مطلوب ومقصود نماز، نماز محمدی ہے۔ جس کی نماز طریق نبوی کے مطابق ہے ان شاء اللہ عند اللہ مقبول ہے اور جس کی نماز طریق نبوی سے مماثلت نہیں رکھتی اس کو فکر کرنی چاہیے۔

ع جب تک اس زلف کا سودا نہیں، اعزاز نہیں
زیب سر جس کے یہ طرہ نہیں، ممتاز نہیں

(2) نماز میں رفع الیدین:

رفع الیدین نماز محمدی کا حصہ ہے۔ بہت سارے لوگ اس مسنون عمل سے دور ہیں، بعض کم نصیب ایسے ہیں جو اس کا مذاق اڑاتے اور اہانت وتوہین کرتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ رفع الیدین ثابت ہے۔ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا، صحابہ نے اپنی اولاد کو انہوں نے آئمہ سلف کو اس کی تعلیم دی اور تسلسل کے ساتھ اس پر عمل ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال مذکورہ سند سے بھی صحیح حدیث میں ملتی ہے۔ چنانچہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةُ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ

[1] سنن نسائی، السهو، باب تطفيف الصلاة، : 1313، وقال الالبانی: صحيح الاسناد.

رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔'' ❶

(3)...... امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کے اس فرمان سے یہ بات بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم کی خوبیوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور اسی عمل میں حسن وخوبی پیدا ہوسکتی ہے۔ جو احکام الٰہیہ اور فرامین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔

وَحْشِيٌّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ

سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[138]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبِ بْنِ وَحْشِيٍّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، وَذَكَرَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَالَ: نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُو الْعَشِيرَةِ وَسَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ سَلَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 1/ 216 (43) وقال محمد احمد شاكر : إسناده صحيح ، مجمع الزوائد : 9/ 348 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو ارشاد فرمایا: ''اللہ کا بہترین بندہ ہے، قبیلے کا بھائی (خاندان کے لیے اچھا) ہے۔ اللہ کی تلواروں میں سے تلوار ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں پر مسلط فرمایا ہے۔''

شرح الحديث

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

خالد رضی اللہ عنہ کا تعلق عرب کے معزز ترین قبیلے قریش سے تھا۔ آپ کا نام ونسب اس طرح ہے۔ خالد بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم آپ کی کنیت ابوسلیمان اور لقب سیف اللہ تھا۔ آپ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ مشہور ومعروف سپہ سالار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سپہ سالاری میں خاص مہارت عطا فرمائی تھی۔ منصوبہ سازی، فہم و تدبر، بے باکی و دلیری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ ساٹھ سال کی عمر میں بستر پر وفات پائی آپ کے جسم مبارک کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس پر زخم نہ ہو۔

❶ سنن الكبرىٰ للبيهقى : 2/ 73 وقال رواته ثقاتٌ ، المهذب: ٢/ ٤٩ ، التلخيص : ١/ ٢١٩ .

آپ کی والدہ کا نام لبابہ الکبریٰ بنت حارث تھا جو سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ یوں خالد رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرح بھانجے بھی تھے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ 8 ہجری میں اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد غلبۂ اسلام کے لیے لڑی جانے والی سبھی لڑائیوں میں شریک رہے۔ غزوہ موتہ میں سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر بن ابی طالب اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی یکے بعد دیگرے شہادت کے بعد لشکر اسلام کی قیادت آپ کے حصے میں آئی۔ اس جنگ میں زبردست شجاعت و بہادری کے ساتھ دشمنوں سے معرکہ آرائی کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''سیف اللہ'' اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔ غزوہ موتہ میں کفار ومشرکین کو جہنم واصل کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرما رہے تھے:

((لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِی یَدِی یَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْیَافٍ فَمَا بَقِیَ فِی یَدِی إِلَّا صَفِیحَةٌ یَمَانِیَةٌ .))❶

''موتہ کے دن میرے ہاتھ سے لڑتے لڑتے نو تلواریں ٹوٹیں۔ آخر میں میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی خنجر رہ گیا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بہادری، معاملہ فہمی اور بیدار مغزی کی وجہ سے اپنے دور خلافت میں ہر اہم مہم کی سپہ سالاری انہیں سونپی، مرتدین عرب، مسیلمہ کذاب اور اہل روم کے خلاف خالد رضی اللہ عنہ کی فتوحات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے متعلق فرمایا تھا:

((فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ .))❷

''خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کی راہ میں کر رکھے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُؤْذُوْا خَالِدًا فَإِنَّهُ سَیْفٌ مِنْ سُیُوفِ اللّٰهِ صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ .))❸

''خالد کو تکلیف نہ پہنچاؤ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ کافروں پر برساتا ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری، المغازی، باب غزوہ موتة من ارض الشام: 4265.

❷ صحیح بخاری، الزکاة، باب قول اللّٰه تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین: 1468، صحیح مسلم، الزکاة، باب فی تقدیم الزکاة ومنعها: 983.

❸ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 7091، مستدرك الحاکم: 3/ 298.

أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِى بَكْرٍ عَنْ أَبِى بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[139]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صِدِّيقٍ أَبُو الصَّبَّاحِ الزَّرَّاعُ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ جَدِّهِ كَثِيرِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُوقِعَ بِابْنِ صَائِدٍ فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ: لَا تَفْعَلْ يَا بُنَيَّ فَإِنَّ أَبِي حَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَخْرُجُ عِنْدَ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا يَعْنِي الدَّجَّالَ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف، اسماعيل بن صديق ترجمه ابن ابى حاتم فى الجرح والتعديل : 1/ 178 فلم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا .

ترجمة الحديث کثیر بن عبید سے مروی ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ابن صیاد کو غصہ دلاتے تھے تو ان سے ان کی ماں اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے بیٹے! ایسے نہ کرو میرے باپ (ابوبکر) نے مجھے حدیث سنائی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ دجال جب نکلے گا تو غصہ ہی کی وجہ سے ایک بار غصہ کر کے نکل کھڑا ہوگا۔''

شرح الحديث

(1) ابن صیاد:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی لڑکا ابن صیاد کے نام سے معروف تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کے دجال ہونے کے حوالے سے تردد تھا۔ ابن صیاد کے ساتھ آپ علیہ السلام کا تین چار مرتبہ مکالمہ بھی ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ابن صیاد کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا:

((إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ .)) [1]

''اگر یہ (ابن صیاد) دجال ہے آپ اس پر غلبہ نہیں پاسکیں گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اسے قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔''

ابن صیاد سے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے کہ ابن صیاد کون تھا۔ بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ ابن صیاد ہی وہ دجال ہے جو اس وقت اللہ کے حکم سے کسی جزیرے میں قید ہے۔ قیامت کے قریب باہر نکلے گا، یہ مدینہ میں پیدا ہوا۔ مکہ بھی گیا، اسلام لایا اور حج بھی کیا۔ لیکن بعد ازاں مرتد ہوگیا۔ جب قرب قیامت اس کا ظہور ہوگا تو حرمین شریفین میں

[1] صحيح بخارى، الجنائز، باب اذا اسلم الصبى فمات هل يصلى عليه ...... الخ : 1354، صحيح مسلم، الفتن، باب ذكر ابن صياد : 2930.

داخل نہ ہو سکے گا۔ جبکہ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یہ ابن صیاد مسیح الدجال نہیں بلکہ یہ حیلے باز ان دجالوں میں سے تھا جن سے متعلق نبی علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ اس کے پاس کہانت تھی اور یہ اولیاء الشیطان میں سے تھا۔ دوسرا مؤقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

(2)...... مسیح الدجال سے متعلق تفصیلات کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 57، 58، 59

أَنَسٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت

[140]...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الزَّمَنُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ تُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ الْعَرَبَ ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَأْيَ أَبِي بَكْرٍ عَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ .

تخريج الحديث اسناده حسن انظر رقم : (77) .

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عرب (کے کئی قبائل) مرتد ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوبکر! آپ عرب (کے قبائل) سے لڑیں گے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے قتال (لڑنے) کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ اقرار کریں، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔'' اللہ کی قسم! اگر وہ بکری کا بچہ جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے مجھے نہیں دیں گے تو میں اس پر ان سے لڑوں گا۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی (پختہ) رائے دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا (یہی) حق ہے۔

شرح الحديث

(1) ارتداد:

دین اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے جو فطرت اور انسانی عقل کے موافق و مطابق ہے۔ انسان کی دنیوی و اخروی سعادت اس کی اتباع میں ہے۔ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے نکل جانے والا مرتد گویا عملاً انسانیت کی فلاح

کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے دیئے گئے پسندیدہ نظام کا انکار کرتا ہے۔ شیطان کا پیروکار اور رحمان کا نافرمان بن جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے انسان کا قتل لازم و واجب ہے۔

مرتد عام کفار کی نسبت زیادہ غلیظ ہے۔ اس لیے اس سے متعلق احکام بھی سخت ہیں۔ ایسا شخص اگر حالت ارتداد میں وفات پا جائے تو نہ اس کو غسل دیا جائے گا، نہ اس کی نماز جنازہ ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

(2) ارتداد کی قسمیں:

اہل علم نے ارتداد کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مرتدین دو قسم کے تھے۔

(i) جن لوگوں نے دین اسلام کو چھوڑا جاہلی دین کی طرف واپس چلے گئے اور کچھ وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کیا اور مسیلمہ کذاب، اسود عنسی پر ایمان لے آئے۔

(ii) مرتدین کی دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی، نماز کا اقرار کیا، جبکہ زکاۃ کی فرضیت اور خلیفۂ وقت کو زکاۃ دینے سے انکار کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں قسم کے مرتدین سے جہاد و قتال کیا۔ آغاز میں ان کے مؤقف سے بعض صحابہ کو اختلاف تھا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استقلال اور فیصلہ کن مؤقف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یکجان ہو گئے اور انہوں نے مل کر مرتدین کو ان کے انجام تک پہنچایا۔

(4)...... نماز اور اس کی اہمیت سے متعلق فوائد حدیث نمبر 135، 75۔

(5)...... زکوٰۃ، اس کی فرضیت اور مسائل سے متعلق دیکھئے فوائد حدیث نمبر 70۔

(6)...... کلمہ توحید و رسالت کی شہادت کی فضیلت و اہمیت کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر 130، 77۔

حَدِيثَانِ أَلْحَقَهُمَا بِالْمُسْنَدِ رَاوِيهِ عَنِ الْمُؤَلِّفِ أَبُو أَحْمَدَ الْمُفَسِّرُ

دو احادیث جن کو مؤلف سے مسند کے راوی ابو احمد المفسر نے روایت کیا

[141]...... وأرنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ الْمُفَسِّرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ نَصْرُ بْنُ شَاكِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ ، عَنْ أَبِيهِ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ: يَخْطُبُ بِعَرَفَةَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ .

تخريج الحديث سنن نسائی، کتاب الحج، باب الخطبة يوم عرفة على النافة : 3010، سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب الخطبة بعرفة : 1916، وقال الالبانی : صحيحٌ .

ترجمة الحديث نبیط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (انہوں نے کہا)۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے مقام پر سرخ اونٹ پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

شرح الحديث

(1) یوم عرفہ کی فضیلت

9 ذوالحج کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ اس دن حاجی حضرات میدان عرفات میں موجود ہوتے ہیں۔ وقوف عرفات حج کا اہم ترین رکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ.)) [1]

''حج میدان عرفات میں وقوف ہی کا نام ہے۔ جو شخص مزدلفہ کی رات طلوع فجر سے پہلے پہلے عرفہ آ گیا اس کا حج پورا ہو گیا۔''

وقوف عرفات میں حجاج خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں اور مناجات کرتے ہیں۔ بکثرت ذکر الٰہی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس روز اللہ رب العزت خلق کثیر کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ.)) [2]

''اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی اور دن بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے انتہائی قریب ہوتا ہے پھر ان کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے اظہار فخر کرتا ہے اور کہتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔''

وہ لوگ جو میدان عرفات میں حج کے لیے موجود نہ ہوں۔ بلکہ اپنے ممالک میں گھروں کے اندر ہوں ان کے لیے عرفہ کے دن کی فضیلت حاصل کرنے کا ذریعہ روزہ ہے اس دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ.)) [3]

---

[1] سنن ترمذی، الحج، باب من ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج: 889، سنن ابی داؤد، الحج، باب من لم يدرك عرفة: 1949 وقال الالبانی: صحيح.

[2] صحيح مسلم الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ويوم عرفة: 1348.

[3] صحيح مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر: 1162.

"یوم عرفہ کا روزہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ ایک سال قبل اور ایک آئندہ سال کے گناہوں کی بخشش کا باعث ہے۔"

(2) خطبہ عرفات:

میدان عرفات میں ظہر وعصر کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا جاتا ہے اور ان نمازوں سے پہلے امام خطبہ ارشاد فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہی ثابت ہے۔ مجمع زیادہ ہو تو آواز دور تک پہنچانے کے لیے امام کا اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا درست ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے مکمل حج اونٹنی پر سوار ہو کر ہی کیا تا کہ لوگ آپ کو دیکھ کر حج کا طریقہ سیکھ سکیں۔ آپ نے خطبہ بھی اونٹنی پر ہی دیا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ آپ کی زیارت کر سکیں اور ان تک آپ کی آواز بھی پہنچ جائے۔

[142]...... حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْفَرْغَانِيُّ بِدِمَشْقَ لُؤْلُؤَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْخَزَّازُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ . فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ مَعْمَرًا وَابْنَ جُرَيْجٍ يُخَالِفَانِكَ فِيهِ ، فَقَالَ: اسْكُتْ ، الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِيهِ ، سَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ يُعِيدُهُ وَيُبْدِيهِ ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ .

تخریج الحدیث سنن ترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی المشی امام الجنازۃ: 1007، سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب المشی امام الجنازۃ: 3179، سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب مکان الماشی من الجنازۃ: 1944 وقال الألبانی: صحیح، صحیح ابن حبان: 765، 766.

ترجمۃ الحدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی اکرم ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ جنازہ کے آگے چلتے تھے۔ علی بن مدینی رحمہ اللہ نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے عرض کی، اے ابومحمد! بے شک معمر اور ابن جریج رحمہ اللہ اس حدیث کے بیان کرنے میں آپ کی مخالفت کرتے ہیں؟ سفیان رحمہ اللہ نے کہا خاموش ہو جاؤ، زہری نے خود مجھے اس حدیث کو بیان کیا، میں نے اسے ان کی زبان سے سنا اور وہ اسے سالم عن ابیہ سے بار بار واشگاف انداز سے بیان کرتے تھے۔

شرح الحدیث

(1) اتباع الجنائز:

کسی مسلمان کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے کفن دفن کا انتظام کرنا، اس پر نماز جنازہ پڑھنا زندہ مسلمانوں کی

ذمہ داری ہے۔ جنازہ کے ساتھ جانا اور نماز جنازہ ادا کرنا۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ.)) ❶

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا (دوسرا) مریض کی تیمارداری کرنا (تیسرا) جنازے کے ساتھ جانا (چوتھا) دعوت قبول کرنا اور (پانچواں) چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہنے پر جواب دینا۔''

جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے میت کی چارپائی کے آگے، پیچھے دائیں بائیں چلنا جائز ہے۔ البتہ سوار کو آگے چلنے سے منع کیا گیا ہے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ.)) ❷

''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والے جہاں چاہے چلیں اور بچے کا بھی جنازہ پڑھا جائے گا۔''

(2) جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود جنازوں کے ساتھ چلتے، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔ جہاں جنازے کے ساتھ چلنا میت کا حق ہے۔ وہیں یہ عمل عظیم اجر و ثواب کا باعث بھی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ.)) ❸

''جو شخص ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اور اس کے ساتھ رہے

---

❶ صحیح بخاری، الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز : 1240، صحیح مسلم، السلام، باب من حق المسلم للمسلم ردّ السلام : 2162.

❷ سنن ترمذی، الجنائز، باب ما جاء فی الصلاۃ علی الاطفال : 1031، وقال: حسن صحیح، سنن نسائی، الجنائز، باب مکان الراکب مع الجنازۃ : 1944 وقال الالبانی : صحیح.

❸ صحیح بخاری، الایمان، باب اتباع الجنائز من الایمان : 47، صحیح مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ و اتباعها : 945.

حتیٰ کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور تدفین ہوگئی تو ایسا شخص دو قیراط اجر کے ساتھ واپس آتا ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جس شخص نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے دفن ہونے سے پہلے ہی لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط کے ساتھ واپس آتا ہے۔''

(3) عورتوں کے جنازے کے ساتھ جانا:

عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے لیکن نہ جانا افضل ہے۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا .)) ❶

''ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن ہم پر سختی نہیں کی گئی ہے۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس کو مصنف رحمہ اللہ نے بیان نہیں کیا

[143]...... عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِطَّلَعَ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهُ، فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: هٰذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا يَشْكُوْ إِلَى اللّٰهِ اللِّسَانَ عَلَى حِدَتِهِ .

تخريج الحديث مسند ابی یعلی: 1/ 17 (5)، الورع لإبن ابی دنیا: 2/ 165، السلسلة الصحيحة، رقم: 535.

ترجمة الحديث اسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان (پکڑ کر) کھینچ رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا اس نے مجھے برباد کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔''

شرح الحديث

(1) حفاظت زبان:

زبان مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ زبان انسان کی عزت وتکریم اور اہانت وتذلیل کا بھی باعث بنتی ہے۔ جس طرح بہت ساری نیکیاں، سچ بولنا، دعوت دین، اچھائی کی تلقین، برائی سے روکنا وغیرہ زبان سے ادا ہوتی ہیں، اسی طرح بے شمار گناہوں جھوٹ، گالی گلوچ، تہمت و بہتان درازی وغیرہ کا تعلق بھی زبان کے ساتھ ہے۔ اچھی گفتگو اچھے

❶ صحيح بخاری، الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز: 1278، صحيح مسلم، الجنائز، باب نهی النساء عن اتباع الجنائز: 938.

انسان کی پہچان ہے اور اللہ کے ہاں ایسے انسان کی قدر ومنزلت ہے۔ بری زبان انسان کے خبث باطن کی دلیل اور عند اللہ عقاب کا باعث ہے۔ کسی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کی۔ ع

احْفَظْ لِسَانَكَ إِنَّ اللِّسَانَ
حَرِيْصٌ عَلَى الْمَرْءِ فِيْ قَتْلِهِ
وَإِنَّ اللِّسَانَ بَرِيْدُ الْفُؤَادِ
دلِيْلُ الرِّجَالِ عَلَى عَقْلِهِ

''اپنی زبان کی حفاظت کریں، زبان آدمی کی بربادی میں حریص ہے۔ زبان دلی خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ آدمی کے عقلمند ہونے کی دلیل ہے۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لُحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دے دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

زبان سے ادا ہونے والا ایک ایک کلمہ اور جملہ لکھا جا رہا ہے۔ کراماً کاتبین یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں اور روز قیامت انسان کو اس ریکارڈ کے مطابق اللہ کے ہاں جوابدہ ہونا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾﴾ (ق : 18)

''وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک مستعد نگران ہوتا ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَ إِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾﴾

(الانفطار : 10، 11، 12)

''بے شک تم پر نگہبان مقرر ہیں۔ جو بہت عزت والے ہیں، لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔''

فرشتوں کے ذریعے سے تیار ہونے والا یہ ریکارڈ روز قیامت ہر بولنے والے پر حجت قائم کرنے کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿١٣﴾ اِقْرَاْ

[1] صحیح بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان : 6474.

كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝﴾ (بنی اسرائیل : 13، 14)

''اور قیامت کے دن ہم اس کے لیے ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ کھولی ہوئی پائے گا، اپنی کتاب پڑھ، آج تو اپنے آپ پر بطور محاسب کافی ہے۔''

روز قیامت دیگر انسانی اعضاء کی طرح انسان کے گناہوں پر اس کی زبان بھی گواہی دے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (النور : 24)

''جس روز ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف اس کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں بے شمار امور دین و ایمان بیان کرنے کے بعد فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ؟))

''کیا میں آپ کو وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب کا دارومدار ہے؟''

تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیوں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا:

((كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا))

''اسے روک کر رکھنا۔''

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا ہماری گفتگو پر بھی ہمارا موأخذہ ہوگا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ .)) [1]

''اے معاذ! تیری ماں تم پر روئے۔ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلوں کی وجہ سے اوندھے منہ یا نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالے جائیں گے۔''

زبان کے گناہوں کی وجہ سے دیگر بے شمار گناہ قتل و غارت، زنا وغیرہ سرزد ہونے لگتے ہیں، اسی لیے حفاظت زبان پر زور دیا گیا۔ اگر انسان کی زبان کا استعمال درست ہو جائے تو بے شمار گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اسلام والی زندگی اور ایمان والی موت نصیب کرے۔

والحمد للّٰه رب العالمين ، و صلى اللّٰه عليه نبيه محمد وآله وأصحابه أجمعين .

---

[1] سنن ترمذی، الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة: 2616، وقال: حسن صحیح، سنن ابن ماجه، الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة: 3973 وقال الالبانی: صحیح.

ضروری نوٹس